بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

زیرِ سرپرستی:
عزیز ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبدالحفیظ صاحب قبلہ
سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

جنوری ۲۰۱۶ء

جلد نمبر ۴۰ شمارہ ۱

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی

نائب مدیر: محمد طفیل احمد مصباحی

منیجر: محمد محبوب عزیزی

تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی

مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی

مولانا عبدالمبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور
اعظم گڑھ یو۔پی۔ ۲۷۶۴۰۴

THE ASHRAFIA MONTHLY
Mubarakpur. Azamgarh
(U.P.) India. 276404

قیمت عام شمارہ: 20 روپے
سالانہ: 200 روپے

چیک اور ڈرافٹ
بنام
مدرسہ اشرفیہ
بنوائیں

کوڈ نمبر ——— 05462
دفتر ماہنامہ اشرفیہ ——— 250149
الجامعۃ الاشرفیہ ——— 250092
دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ
500 روپے
دیگر بیرونی ممالک
$ 20 امریکی ڈالر £ 15 پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org E.mail: ashrafiamonthly@gmail.com

مولانا محمد ادریس مصباحی نے نشاط آفسیٹ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

مشـــــــمـــــــولات

مجلس شرعی، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے
۲۳؍ویں فقہی سیمینار کی تفصیلات

اداریـــــہ	مجلسِ شرعی کے تیئیسویں فقہی سیمینار کی مختصر	مبارک حسین مصباحی	۳

-------------خطبات-------------

خوش آمدید	خطبۂ استقبالیہ وخطبۂ صدارت	علامہ محمد احمد مصباحی	۶
خوش آمدید	خطبۂ صدارت	علامہ عبد الحفیظ عزیزی	۸
خوش آمدید	خطبۂ صدارت	علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطرؔ رضوی	۹

-------------شرکاے سیمینار-------------

چشم دید	اصحابِ مقالات وشرکاے سیمینار	مولانا محمد عرفان عالم مصباحی	۱۰

-------------تلخیصات-------------

خلاصۂ مقالات	دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید وفروخت	مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی	۱۳
خلاصۂ مقالات	روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل	مولانا محمد ساجد علی مصباحی	۳۱
خلاصۂ مقالات	غذائی اشیا میں مضر صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال	مولانا محمد عرفان عالم مصباحی	۳۸
خلاصۂ مقالات	اردو تراجمِ قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا حکم	مولانا محمد اختر کمال قادری	۴۱

-------------تیئیسویں سیمینار کے فیصلے-------------

فیصلے	مجلس شرعی کے فیصلے	مفتی محمد نظام الدین رضوی	۴۲

-------------تاثرات-------------

منظر نامہ	تاثراتِ علماے کرام	مولانا جنید احمد مصباحی	۶۱

☆☆☆☆☆

اداریہ

مجلسِ شرعی کے تیئیسویں فقہی سیمینار کی مختصر روداد

مبارک حسین مصباحی

کسی بھی پروگرام کی منصوبہ سازی، ترتیب، نظم ونسق اور اہتمام میں بڑی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، فقہی سیمیناروں میں عام پروگراموں سے کہیں زیادہ محنت و مشقت درکار ہوتی ہے۔ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا یہ تیئیسواں فقہی سیمینار تھا، اس کے نظم ونسق اور اہتمام میں مجلس شرعی کے سرپرست عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کی قیادت کا بڑا اہم اور تاریخی کردار ہے۔ اسی کے ساتھ ہم صدر مجلسِ شرعی صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی اور ناظم مجلس شرعی سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ کی بارگاہوں میں مبارک بادیوں کے گل دستے پیش کرتے ہیں، جن کی انتھک کوششوں سے یہ سیمینار بحسن وخوبی تکمیل کو پہنچا۔ ارکان مجلسِ شرعی، اساتذۂ اشرفیہ اور دیگر کبار مفتیانِ کرام اور محققین کو ہدیۂ خلوص و تبریک پیش کرتے ہیں جن کی بے لوث محنتوں سے تمام امور اطمینان وسکون کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔

فقہی سیمیناروں کے لیے مجلسِ شرعی کے ارکان چند اہم علماے اشرفیہ کے ساتھ متعدّد نشستیں کرتے ہیں، موضوعات کا انتخاب ہوتا ہے، سوالات کی ترتیب کے لیے چند اسماے گرامی طے پاتے ہیں اور پھر صدر مجلس شرعی کی جانب سے سوال نامہ مدعوین کی بارگاہوں میں پیش کیا جاتا ہے، ان سے مقالات لکھنے کے لیے مسلسل تقاضے کیے جاتے ہیں۔ جب مقالات موصول ہو جاتے ہیں، پھر ایک ایک موضوع کی تلخیص کے لیے علاحدہ علاحدہ علماے کرام کو مقالات دے دیے جاتے ہیں، تلخیص نگار حضرات تمام مقالات کا مطالعہ کر کے ان کی تلخیص رقم کرتے ہیں اور چند تنقیح طلب امور نوٹ کرتے ہیں، ان تلخیصوں پر ذمہ داران نظرِ ثانی فرماتے ہیں، تمام مقالات کے ساتھ ان تلخیصات کو بھی سیمینار میں یا اس سے دو ایک دن قبل شرکا کو تقسیم کر دیا جاتا ہے، سیمیناروں میں طے شدہ پروگرام کے تحت ایک ایک موضوع پر بحثیں ہوتی ہیں، ان بحثوں میں اہلِ علم اصاغر اور بلند پایہ اکابر سب شریک ہوتے ہیں اور ہر ایک کو بولنے کا پورا حق دیا جاتا ہے۔

تیئیسواں فقہی سیمینار امام احمد رضا لائبریری کے وسیع ہال میں منعقد ہوا، سیمینار کی تاریخ ۱۶/ ۱۷/ ۱۸/ صفر ۱۴۳۷ھ/ ۲۸/ ۲۹/ ۳۰/ نومبر ۲۰۱۵ء تھی۔ اس سیمینار میں مقامی اور بیرونی علماے کرام اور مفتیانِ عظام کی تعداد ۱۰۰/ تھی۔ اس سیمینار میں کُل چھ جدید مسائل تھے۔ ۴/ موجودہ سیمینار کے اور ۲/ پہلے کے باقی تھے۔ اس وقت موجودہ سیمینار کے تین اور ایک پہلے کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس سیمینار کے چار جدید موضوعات یہ تھے۔

(۱) روزہ کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل۔ (۲) ای-کامرس اور فاریکس ٹریڈنگ شرعی نقطۂ نظر سے (زیرِ غور)

(۳) دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید و فروخت (۴) غذائی اشیا میں مضر صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال

دو موضوعات پہلے کے تھے:

(۱) لیجر بک پر رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں؟ (زیرِ غور) (۲) اردو تراجمِ قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا شرعی حکم

پہلی نشست ۲۸/ نومبر ۲۰۱۵ء صبح ۸:۳۰ سے ۱/ بجے تک

۱۶/ صفر ۱۴۳۷ھ/ ۲۸/ نومبر ۲۰۱۵ء صبح ۸:۳۰/ بجے سے قرآن عظیم کی مقدّس تلاوت سے شروع ہوئی۔ نعتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو سے محفل مہک اٹھی۔ منصبِ صدارت پر صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ فائز تھے۔ آپ اپنے عہد کے بلند پایہ قلم کار اور مجلسِ شرعی کے صدر ہیں۔ متانت و سنجیدگی کے پیکر ہیں، جدید و قدیم علمی و فقہی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ آپ نے بحیثیت صدر خطبۂ صدارت پیش فرمایا۔ اس اہم اور وقیع خطبہ کو آپ اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ تمام نشستوں کی نظامت اول تا آخر سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ نے فرمائی، حضرت صدر شعبۂ افتا اور ناظمِ مجلسِ شرعی بھی ہیں، علوم و فنون کے ماہر اور

جدید فقہی مسائل پر دور رس نظر رکھتے ہیں۔ حالات کے نشیب و فراز اور وقت کے تقاضوں پر حساس نگاہ رکھتے ہیں۔

اس نشست کا موضوع تھا "**دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید و فروخت شرعی نقطۂ نظر سے**" اس جدید مسئلہ کا سوال نامہ حضرت مولانا مفتی بدر عالم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے مرتب فرمایا۔ اس کو ملک کے کثیر علماے کرام اور مفتیان عظام کی بارگاہوں میں بھیجا گیا۔ اس مسئلہ کے جواب میں ۲۷؍ مقالات اور تحقیقی آرا موصول ہوئیں۔ ان مقالات و آرا کے صفحات کی تعداد ۸۸؍ تھی۔ ان مقالات کے تلخیص نگار حضرت مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ ہیں۔ آپ نے تلخیص کے آخر میں سات تنقیح طلب امور قائم کیے۔ سیمینار ہال میں موجود علماے کرام اور محققین نے اس پر بحثیں فرمائیں اور بفضلہٖ تعالیٰ دلائل و شواہد کی روشنی میں یہ جدید مسئلہ حل ہو گیا، یعنی بہ اتفاق راے جواز کا حکم طے پا گیا۔

دوسری نشست ۲۸؍ نومبر ۲۰۱۵ء بعد نمازِ مغرب تا ۱۱؍ بجے

یہ نشست ۱۷؍ صفر ۱۴۳۷ھ / ۲۸؍ نومبر ۲۰۱۵ء بعد نمازِ مغرب شروع ہوئی، قرآن عظیم کی تلاوت اور نعت سرور کائنات ﷺ سے برکتیں حاصل کی گئیں۔ اس نشست کا موضوع تھا "**روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل**" اس سوال نامے کو حضرت مولانا مفتی ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے بڑی محنت سے مرتب فرمایا، حضرت صدر مجلس کی جانب سے مدعو علماے کرام کے پاس بھیجا گیا۔ اس سوال نامے کے جواب میں تینتالیس بلند پایہ علماے کرام نے اپنے مقالات اور تحقیقی آرا ارسال فرمائیں۔ یہ مقالات اور آرا فل اسکیپ سائز کے ۱۷۵؍ صفحات پر مشتمل تھیں۔ حضرت مولانا ساجد علی مصباحی نے ان کثیر مقالات کو پڑھا اور بڑی محنت سے اس کی تلخیص مرتب فرمائی اور گیارہ تنقیح طلب امور قائم کیے۔ اس مجلس کی صدارت محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور عزیزی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ نے فرمائی، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ چند ماہ سے بیمار چل رہے ہیں وہ اس وقت بھی زیر علاج ہیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے دعاؤں کی شکل میں خطبۂ صدارت پیش فرمایا۔ سیمینار کے دوران بہت سے گوشوں پر بحثیں ہوئیں۔ حضرت سراج الفقہا اور دیگر محققین کے مطالعے نے شرکا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

تیسری نشست ۲۹؍ نومبر ۲۰۱۵ء صبح ۸:۳۰ سے ۱؍ بجے تک

۱۷؍ صفر ۱۴۳۷ھ / ۲۹؍ نومبر ۲۰۱۵ء صبح ۸:۳۰ بجے تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نعت سے اکتساب فیض کیا گیا۔ اس نشست کا موضوع تھا "**روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل**" منصبِ صدارت پر فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی دامت برکاتہم العالیہ فائز تھے۔ آپ نے فقہ و تدبر سے لبریز بصیرت افروز خطبۂ صدارت پیش کیا۔ حضرت مفتی صاحب عہدِ حاضر کے چند نمایاں مفتیانِ کرام میں سے ہیں فقہ و بصیرت سے سرشار زبان و قلم میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ نظامت کے فرائض حضرت سراج الفقہا دامت برکاتہم العالیہ نے انجام دیے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ پیچیدہ مسائل بھی حل ہو گئے، ان حل شدہ مسائل کی تفصیلات بھی آپ اسی شمارے میں پڑھیں گے۔

چوتھی نشست ۲۹؍ نومبر ۲۰۱۵ء بعد نمازِ مغرب تا ۱۱؍ بجے

۱۸؍ صفر ۱۴۳۷ھ / ۲۹؍ نومبر ۲۰۱۵ء بعد نماز مغرب قرآن عظیم کی تلاوت سے آغاز ہوا۔ نعت نبی ﷺ کی خوشبو نے بھی معطر کیا۔ اس نشست کی صدارت معروف دانش ور اور عظیم قلم کار حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی بانی و مہتمم دار القلم ذاکر نگر دہلی نے فرمائی۔ آپ نے بھی اپنے خطبۂ صدارت سے محظوظ فرمایا۔

اس جدید اہم مسئلہ کا سوال نامہ حضرت مولانا حبیب اختر مصباحی صدر شعبۂ کمپیوٹر و استاذ انگریزی جامعہ اشرفیہ نے مرتب فرمایا اور حق یہ ہے کہ سوال نامہ کا حق ادا کر دیا۔ اس سوال نامے کو بھی مندوبین تک بھیجا گیا، اس موضوع پر کل اکیس مقالات اور گراں قدر رائیں موصول ہوئیں، جن کے صفحات کی تعداد ۱۲۰؍ تھی۔ ان مقالات کی تلخیص حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے فرمائی۔ آپ نے تلخیص کے آخر میں آٹھ تنقیح طلب امور نوٹ فرمائے۔ زیرِ غور مباحث میں اہل علم و افتا نے بے پناہ محنت فرمائی مگر افسوس بعض امور حل طلب رہ گئے اور یہ نشست ۱؍ بجے ختم کر دی گئی۔

پانچویں نشست ۳۰؍ نومبر ۲۰۱۵ء صبح ۸:۳۰ سے ۱؍ بجے تک

۱۸؍ صفر ۱۴۳۷ھ / ۳۰؍ نومبر ۲۰۱۵ء صبح ۸:۳۰ بجے سے پانچویں نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نعت سے پوری نشست بقعۂ نور بن گئی۔ مرشدِ طریقت شہزادۂ حافظ ملت حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے صدارت فرمائی، آپ نے اپنے اعلیٰ منصب کے اعتبار سے

خطبۂ صدارت پیش کیا۔ اس نشست کا موضوع تھا "**غذائی اشیا میں مضر صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال**" اس عنوان کا معلومات افزا سوال نامہ حضرت مولانا مفتی محمد ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے مرتب فرمایا اور حسب سابق تمام مندوبین کی بار گاہوں میں ارسال کیا گیا۔ تیرہ علماے کرام نے اپنی تحریریں ارسال فرمائیں جن کے صفحات کی تعداد، انتالیس تک پہنچی، حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے ان کی تلخیص رقم فرمائی۔ اور ۴؍ تنقیح طلب امور نوٹ فرمائے۔ اس مجلس میں بھی پر زور بحثیں ہوئیں اور بفضلہ تعالیٰ تنقیح طلب تمام گوشے حل ہو گئے۔

چھٹی نشست ۳۰؍ نومبر ۲۰۱۵ء بعد نماز مغرب تا ۱۱؍ بجے

۱۹؍ صفر ۱۴۳۷ھ/ ۳۰؍ نومبر ۲۰۱۵ء نماز مغرب کے بعد تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ نعت نبی ﷺ سے فرحت و انبساط کی لہر دوڑ گئی۔ اس نشست کی صدارت بھی حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔ اس کا موضوع تھا، "**اردو تراجم قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا شرعی حکم**" یہ مسئلہ پہلے کا متروکہ تھا، کچھ ہی دیر میں یہ مسئلہ پورے طور پر منقح ہو گیا اور جواز پر فیصلہ ہو گیا۔ دوسرا مسئلہ تھا "**لیجر بک پر رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں**" اس مسئلے پر بحثیں ہوئیں مگر ابھی چند گوشے تحقیق طلب رہ گئے، انشاء اللہ آئندہ یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

علما و مشائخ کے چند وقیع تاثرات: سیمینار کے اختتام پر حضرت سراج الفقہا دامت برکاتہم العالیہ نے فقہی سیمینار کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اس کی افادیت کو اجاگر فرمایا، شرکاے سیمینار کی حوصلہ افزائیوں اور محنتوں کو سراہا۔ تاثرات پیش کرنے والی چند اہم شخصیات کے اسماے گرامی یہ ہیں: حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم اکبری، صدر المدرسین جامعہ صدیقیہ سوجا شریف راجستھان، حضرت مولانا ممتاز احمد مصباحی صدر المدرسین مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو، حضرت مولانا فیض الحق اعظمی صدر المدرسین دار العلوم فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ مئو، حضرت مولانا محمد نصیر الدین عزیزی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مبلغ اہل سنت حضرت مولانا عبد المبین نعمانی مہتمم دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، حضرت مولانا مفتی عبد المنان کلیمی صدر المدرسین مدرسہ اکرم العلوم لال مسجد، مراد آباد، حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مضطر"، بہار، حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی بانی و مہتمم دار القلم ذاکر نگر، نئی دہلی۔ صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور، عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ انشاء اللہ یہ تمام تاثرات آپ اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اور ہمارا اظہار تشکر: آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی پروگرام کے کرنے میں لمبی رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ رقم اہل خیر حضرات کے تعاون سے جمع ہوتی ہے۔ مگر اسی کے ساتھ علمی اور عملی تعاون بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ جب فقہی سیمینار کی تاریخ قریب آتی ہے تو جامعہ کے تمام عربی اساتذہ حرکت میں آجاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اصل کوشش تو صدر العلما دام ظلہ العالی اور سراج الفقہا دام ظلہ العالی اور ان کے معاونین کی ہوتی ہے۔

اس بار غیر علما میں حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے مرید خاص عالی جناب ڈاکٹر زبیر احمد صدیقی ایم بی بی ایس، ایم ایس۔ نے بڑا علمی تعاون فرمایا۔ "روزہ کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل" اور "غذائی اشیا میں مضر صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال" میں آپ کا بڑا اہم کردار رہا۔ محب مکرم ڈاکٹر صدیقی اعلیٰ عصری ڈگریوں کے ساتھ دین و سنیت سے بھی بہت قریب ہیں اور تحریک دعوت اسلامی کے مبلغ کی حیثیت سے عام طور پر مصروف عمل رہتے ہیں۔ سب سے بڑا مالی تعان چند مخلصین نے فرمایا مگر انھوں نے اپنا نام ظاہر کرنے سے انکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ڈھیر ساری جزائیں عطا فرمائے اور برکات سے نوازے۔ خانقاہ حبیبیہ اسرار یہ پور خاص، ضلع کوشامبی کے ذمہ داران نے ایک چوتھائی اخراجات میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں ان کی اس دینی خدمت کے طفیل دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

جامعہ اشرفیہ کے اسٹاف نے بے پناہ تعاون کیا، مگر ان میں حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی اور حضرت مولانا مفتی ناصر حسین مصباحی نے گراں قدر تعاون فرمایا، مجلس شرعی ان حضرات کی بھی شکر گزار ہے۔ اسی طرح عالی جناب ماسٹر فیاض احمد عزیزی نے بھی طعام و قیام کے انتظامی امور میں عملی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی ڈھیر ساری جزاؤں سے سرفراز فرمائے۔

اب آپ مجلس شرعی کے تیئیسویں فقہی سیمینار کی تفصیلی روداد کی عملی تصویر ملاحظہ فرمائیے۔

☆☆☆

تیئیسویں فقہی سیمینار منعقدہ امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بتاریخ ۱۵/۱۶/۱۷/ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۸/۲۹/۳۰/ نومبر ۲۰۱۵ء شنبہ تا دوشنبہ کا

خطبۂ استقبالیہ و خطبۂ صدارت

از: صدر العلما حضرت علامہ **محمد احمد مصباحی**، صدر مجلسِ شرعی و ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَ مُسَلِّمًا

مجلس شرعی کے تیئیسویں فقہی سیمینار (منعقدہ ۱۵/۱۶/۱۷/ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۸/۲۹/۳۰/ نومبر ۲۰۱۵ء بمقام: امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور) میں آپ حضرات کی شرکت پر ہم آپ کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہیں۔ آپ نے حلّ مسائل میں وقت عزیز اور سعی کثیر صرف کی پھر اپنے اہم مشاغل کو ترک کرکے یہاں تشریف لائے۔ اس نوازش پر ہم آپ کے ممنون ہیں۔ ربّ کریم آپ کی عنایتوں کو دوام بخشے۔ اور بار بار ایسے مسرّت بخش مواقع نصیب فرمائے۔

اس سیمینار کے لیے چار عنوانات پر سوال نامے جاری کیے گئے تھے۔ بعض حضرات نے ہر چہار عنوان پر اپنے جوابات سے مجلس کو نوازا۔ بعض حضرات نے تین یا دو یا صرف ایک عنوان پر لکھا، بعض حضرات نے صرف مذاکرات میں مشارکت سے نوازا۔ ہم صمیم قلب سے حسب عنایت و نوازش سبھی حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ربّ کریم ان مساعیِ جمیلہ کا صلہ اپنے خزانۂ غیب سے عطا فرمائے۔

○ ان فقہی علمی مذاکرات کا ایک عام فائدہ ہے جو پوری قوم کو ملتا ہے، وہ یہ کہ پیچیدہ مسائل اور معاملات میں صحیح راہِ عمل کا علم ہوتا ہے اور غیر مشروع طریقوں سے بچ کر شرعی طریقوں پر کاربند ہونے کی ہدایت ملتی ہے۔ دوسرا خاص فائدہ ہے جو اہل علم اور اربابِ تحقیق کو حاصل ہوتا ہے:

جو حضرات مقالات لکھتے ہیں انھیں اپنے موضوع کو سر کرنے کے لیے کافی فکر و تدبر اور غور و خوض سے کام لینا پڑتا ہے۔ کتابوں کی مراجعت اور تلاش مطلوب کے دوران بہت سے احکام و مسائل نظر سے گزرتے ہیں اور ذخیرۂ معلومات میں گراں بہا اضافہ ہوتا ہے۔ اگر تحقیق و نگارش کی یہ تقریب نہ پیدا ہوتی تو ان مسائل کو دیکھنے یا تازہ کرنے کی طرف توجّہ شاید مدتوں نہ ہوتی۔

جو حضرات مقالات کا مطالعہ کرتے اور مذاکرات میں حصہ لیتے ہیں ان کا سابقہ بھی کثیر جزئیات اور پیچیدہ مبادی سے پڑتا ہے جنھیں عبور کیے بغیر منزل تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ اس طرح انھیں بھی خاصی فکری محنت اور ذہنی ورزش سے گزرنا پڑتا ہے۔

عام ذی علم سامعین کو بھی بہت سے مسائل جاننے اور طریقۂ بحث و استدلال اخذ کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

الغرض مجلس شرعی کی فقہی تحریک اور علمائے کرام و مفتیانِ عظام کی علمی و قلمی کاوشوں سے ہمہ جہت، دور رس اور دیرپا فوائد حاصل ہو رہے ہیں جس پر یہ سبھی حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں۔ مولا تعالیٰ ان کی علمی کاوشیں اور ان کے بیش بہا ثمرات ہمیشہ جاری و ساری رکھے۔

اس سلسلے میں جن شخصیات اور اداروں نے مجلس شرعی کا کسی طرح کا کوئی تعاون کیا ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔ ربّ کریم سب کو اپنی جزائے فراواں سے شاد کام فرمائے۔

اخیر میں اپنے معزز مہمانوں سے عرض گزار ہوں کہ آپ کی خدمت و ضیافت میں کسی طرح کی کوئی کوتاہی ہو تو معاف فرمائیں اور انتظام میں بہتری لانے کے سلسلے میں ہماری بساط کو دیکھتے ہوئے اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ آج بہت سے سیمینار حکومتوں کے زیر سایہ یا ان کے خطیر مالی تعاون سے انعقاد پذیر ہوتے ہیں اور مندوبین کی خدمت و ضیافت بڑے اعلیٰ پیمانے پر ہوتی ہے۔ یقیناً ظاہری آرائش و زیبائش اور راحت و آسائش میں ان کی برابری مشکل ہے مگر دینی کاوشوں کی جو عظمت اور مخلصانہ سرگرمیوں کا جو عظیم اجر ہے کوئی دنیاوی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مولا تعالیٰ ہمارے تمام معاونین و مخلصین کو اپنی رضا و خوشنودی کی دولت سے نوازے اور انھیں دارین کی آفتوں سے محفوظ و مامون رکھے۔

ہمیں ربِّ کریم کے الطافِ بے پایاں سے امیدِ واثق ہے کہ تنقیح طلب مسائل کے حل میں اس کی عنایت و رحمت دست گیر ہوگی اور اس کے بے کراں فضل و کرم کے سایے میں شاہد مقصود تک رسائی آسان سے آسان ہوگی۔ و ما ذلك علیه بعز یز.

و صلّی اللہ تعالی و بارك و سلم علی حبیبه سید المرسلین و علی آله و صحبه هداة الدین و حماة الشرع المتین و علی الأئمة المرشدین و العلماء الراسخین والأولیاء الکاملین و علی أتباعهم المهتدین إلی یوم الدین.

محمد احمد مصباحی

صدر مجلس شرعی و ناظم تعلیمات

جامعہ اشرفیہ مبارک پور

ص:۱۲ کا بقیہ.........

------﴿بقیہ شرکاے سیمینار﴾------

۸۰	حضرت مولانا عبد المصطفیٰ مصباحی، جین پور	۸۱	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن، مئو
۸۲	حضرت مولانا محمد فاروق مصباحی، سکٹھی، مبارک پور	۸۳	حضرت مولانا فداء المصطفیٰ مصباحی، دیناج پور
۸۴	حضرت مولانا محمد محبوب عزیزی، اشرفیہ، مبارک پور	۸۵	حضرت مولانا محمد مظفر مصباحی، خالص پور
۸۶	حضرت مولانا اسلم آزاد مصباحی، پور خاص، کوشامبی	۸۷	حضرت مولانا محمد احمد رضا مصباحی، پور خاص، کوشامبی
۸۸	حضرت مولانا شاہد الحق مصباحی، پور خاص، کوشامبی	۸۹	حضرت مولانا وحید الحق قادری، محمد آباد
۹۰	حضرت مولانا نور الہدیٰ مصباحی، سنت کبیر نگر	۹۱	حضرت مولانا نور الہدیٰ مصباحی، گورکھ پور
۹۲	جناب ڈاکٹر زبیر احمد صدیقی، گھوسی	۹۳	انجینئر سید محمد ذیشان صفی، پور خاص، کوشامبی
۹۴	حضرت مولانا حسیب اختر مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۹۵	حضرت مولانا رفیع القدر مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۹۶	حضرت مولانا انوار مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۹۷	حضرت مولانا اسلم پرویز مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۹۸	جناب ماسٹر افضال احمد، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۹۹	حضرت مولانا عظیم الدین مصباحی، تھانہ، مہاراشٹر
۱۰۰	جناب حافظ انوار، مبارک پور، اعظم گڑھ		

☆☆☆

تیئیسویں فقہی سیمینار منعقدہ امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا

خطبۂ صدارت

از: عزیز ملت حضرت علامہ شاہ **عبد الحفیظ عزیزی**، سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور و سرپرست مجلس شرعی

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں معذرت کے ساتھ آپ حضرات کا استقبال کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ اس سیمینار کے قیام کا تعلق حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے بھی ہے میں نے ان سے گذارش کی تھی کہ حضرت ہمارے بزرگوں کو سمجھا دیجیے ہم چاہتے ہیں کہ فقہی سیمینار قائم ہو، یہ انکار کر رہے ہیں، آخر کار ان کی کوششوں سے شارحِ بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اور علامہ صاحب یہ دونوں حضرات تیار ہوئے۔

میرے لیے ان کے عرس میں شرکت ضروری ہوتی ہے اور ویسے بھی ان کی شفقتیں اور عنایتیں میرے ساتھ بہت رہی ہیں اور اس ادارے سے ان کا ایک گہرا تعلق بنیاد سے لے کر آخر دم تک رہا۔ ان کے عرس میں شرکت کی وجہ سے میں آپ حضرات کی خدمت میں تاخیر سے حاضر ہوا ہوں۔

بہر حال مجھے خوشی ہے کہ ہماری مجلس کی دعوت پر آپ حضرات نے یہاں تشریف لا کر ہمارے حوصلوں کو بڑھایا ہے اور آپ نے قوم و ملت کی ضرورتوں کا احساس بھی ہمیں دلایا، میں اس کے لیے آپ سب کا شکر گزار ہوں۔

آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمیشہ آپ حضرات اسی طرح آتے رہیں تاکہ ہمارے حوصلے بلند رہیں اور دین کا کام ہوتا رہے۔

آپ کی تشریف آوری سے جہاں علماے کرام یکجا ہو کر ایک دوسرے سے استفادہ کرتے ہیں، وہیں ہمارے طلبہ کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

انشاء اللہ اسی طریقے سے کام ہوتا رہے گا، بس ضروری ہے کہ آپ حضرات کا تعاون ہمیشہ اسی طرح ملتا رہے۔

اخیر میں آپ حضرات کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ موسم سرد ہے اور کہرے کی وجہ سے سفر سے عموماً پرہیز کیا جاتا ہے مگر ان سب کے باوجود آپ حضرات نے سفر کی تکلیفیں برداشت کیں اور موسم کا مقابلہ کرتے ہوئے یہاں تشریف لانے کی زحمت گوارا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاے خیر عطا فرمائے۔ یہاں ممکن ہے آپ کے شایانِ شان طعام و قیام اور دیگر اہتمامات ہم نہ کر سکیں اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں، ہم اس سے پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ سیمینار کی تیاری کے دوران اور اس کے علاوہ دیگر ایام میں بھی اشرفیہ کا مہمان خانہ اور لائبریری ہمیشہ آپ کے لیے حاضر ہے۔ ہمیں ان افراد سے کام ہے جو دل میں قوم کا درد لے کر اپنی قیمتی زندگی اور بے بہا وقت قوم کی خدمت میں صرف کرتے ہیں اور شرعی امور میں قوم کے لیے راہِ عمل متعیّن کرتے ہیں۔ ایسے محققین اشرفیہ کے بار غین ہوں یا نہ ہوں ادارہ ان کے لیے ہمیشہ کھلا ہے اور ادارے کی سہولتیں ہمیشہ ان کے لیے حاضر ہیں۔

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ایک فعال علمی اور فقہی شعبہ ہے، ہم دعا کرتے ہیں کہ مولا تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس سے فقہی خدمات لیتا رہے اور جو تحقیقات اب ت ک ہو چکی ہیں انھیں شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆☆☆

خوش آمدید

تیئیسویں فقہی سیمینار منعقدہ امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا

خطبۂ صدارت

از: حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی

نحمده و نصلی علیٰ حبیبه الکریم. اما بعد!

فقد قال رسول الله ﷺ من یرد الله به خیرا یفقه فی الدین.

حضرات علماے کرام و فقہاے عظام آپ مسلسل الجامعۃ الاشرفیہ کے فقہی سیمینار میں تشریف لا کر اپنی کد و کاوش سے فقاہت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ نئے پیچیدہ، الجھے ہوئے مسائل کو حل کرتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا ہے۔

فقہ مروج جس کے بانی اگر امام اعظم کو کہا جائے تو بے جا نہیں، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں بھی دستور یہی تھا، جس کی جھلک ہم آپ یہاں کے سیمینار میں ملاحظہ فرماتے ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے تاریخ میں ہے کہ آپ کے چالیس اصحاب آپ کے ساتھ اس زمانے کے فقہی سیمینار میں شریک ہوتے تھے، مسائل پر بحث ہوتی تھی، پھر جو فیصلہ ہوتا تھا وہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوٹ فرماتے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک ایک مسئلے میں کئی کئی دن کئی کئی ہفتے لگ جاتے تھے، ان حضرات نے اجتہاد سے کام لیا، آج عملاً اجتہاد کا دور نہیں ہے، تحقیق کا دور ہے تو ہمارے اور آپ کے ذمہ تحقیق ہی ہے اور یہ تحقیق بھی ایک گونہ اجتہاد ہی ہے۔ کل ناظم مجلس شرعی نے فرمایا تھا کہ ہم جتنی محنت کریں گے، غور و فکر سے کام لیں گے اتنے ہی اصل مقصود تک جلد پہنچیں گے اور صحیح طور پر پہنچیں گے۔ یہ حق ہے آپ کو اس کا خوگر ہونا چاہیے۔

بے پناہ مسرت ہوئی، رات میں نے روزے کے تعلق سے کچھ مقالے پڑھے، ویسے تو طبعی عمر کو پہنچ چکا ہوں اور امراض نے بھی اس قابل نہیں چھوڑا کہ میں زیادہ محنت کر سکوں اور زیادہ مطالعہ کر سکوں اور آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے تقریباً ایک سال سے مطالعہ بند ہے جو حضرات میرے یہاں ہیں، جب ضرورت پڑتی ہے تو وہ پڑھ کر سناتے ہیں۔ مجھے ڈاکٹر نے پڑھنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ جب کہیں وہ الجھ جاتے ہیں اور بات سمجھ میں نہیں آتی تو وہاں دیکھ لیتا ہوں۔ اب ہمارا وقت نہیں رہا، اب آپ کا وقت ہے، اور الحمد للہ یہاں کے سیمیناروں نے ہمارے نوجوان علما کی ایسی کھیپ تیار کر دی ہے کہ اب ہم جائیں گے تو یہ فکر نہیں ہوگی کہ ہمارے بعد کیا ہوگا۔ الحمد للہ آپ تیار ہیں اور محنت کرتے ہیں، آپ سے استدعا یہ ہے کہ آپ مزید محنت کریں اور ہمارے پیش رو بزرگوں نے ہمارے لیے جو راہ متعیّن کی ہے، انہی حدود میں رہ کر محنت کریں، مشقت کریں اور کسی نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین. ****

چشم دید

اصحابِ مقالات و شرکاے سیمینار

مولانا محمد عرفان عالم

مجلسِ شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے تیئیسویں فقہی سیمینار کے لیے حسب ذیل چار عناوین پر مقالات لکھے گئے تھے۔

عناوین

(۱) دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید و فروخت (۲) روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل

(۳) ای کامرس اور فاریکس ٹریڈنگ شرعی نقطۂ نظر سے (۴) غذائی اشیا میں مضر صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال

سیمینار میں اہلِ سنت و جماعت کے عظیم فقہاے کرام اور دانش ور حضرات نے شرکت کی۔ جیساکہ تفصیلِ ذیل سے عیاں ہے

------﴿اکابر﴾------

(۱)- عزیز ملت حضرت علامہ و مولانا شاہ عبد الحفیظ دام ظلہ، سربراہ اعلیٰ، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(۲)- محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی دام ظلہ، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ۔

(۳)- صدر العلما حضرت مولانا محمد احمد مصباحی دام ظلہ، ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(۴)- رئیس القلم حضرت علامہ و مولانا یٰسین اختر مصباحی دام ظلہ مہتمم دار القلم نئی دہلی۔

(۵)- مناظرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مضطر دام ظلہ، مالدہ بنگال۔

(۶)- پیر طریقت حضرت مولانا محمد نصیر الدین عزیزی دام ظلہ، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

------﴿اصحاب مقالات﴾------

نمبر شمار	اسمائے گرامی مع سکونت	عنوان (۱)	عنوان (۲)	عنوان (۳)	عنوان (۴)
۷	حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارکپور	۲۲	-	۶	-
۸	حضرت مولانا عبد الحق رضوی (جامعہ اشرفیہ)	۱۵	-	-	-
۹	حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم اکبری (راجستھان)	۲۰	۵	۱	۳
۱۰	حضرت مولانا محمد عارف اللہ مصباحی (محمد آباد)	۹	۶	-	-
۱۱	حضرت مولانا مفتی آل مصطفی مصباحی (گھوسی)	۱۸	۸	۴	۲
۱۲	حضرت مولانا انفاس الحسن چشتی (کچھوچھہ شریف)	۸	-	۷	-
۱۳	حضرت مولانا محمد ناظم علی مصباحی (جامعہ اشرفیہ)	۲۶	-	۸	-
۱۴	حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی (گھوسی)	۱۷	۲	۱	۲
۱۵	حضرت مولانا مفتی قاضی فضل احمد مصباحی (بنارس)	۹	۴	۳	۴
۱۶	حضرت مولانا مفتی محمد انور نظامی مصباحی (ہزاری باغ)	۱۴	-	-	-

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

۱۷	حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی	(کچھوچھہ شریف)	۱۱	۳	۱	۲
۱۸	حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی مصباح	(جامعہ اشرفیہ)	۷	–	–	–
۱۹	حضرت مولانا منظور احمد خان عزیزی	(سلطان پور)	۳	۲	۲	۳
۲۰	حضرت مولانا محمد عاقل رضوی مصباحی	(بریلی شریف)	۸	–	–	–
۲۱	حضرت مولانا نظام الدین قادری مصباحی	(جمدا شاہی)	۶	–	–	–
۲۲	حضرت مولانا شبیر احمد مصباحی	(مہراج گنج)	۱۰	۵	۶	۳
۲۳	حضرت مولانا محمد رفیق عالم مصباحی	(بریلی شریف)	۱۰	۴	۲	۳
۲۴	حضرت مولانا محمد سلیمان مصباحی	(سلطان پور)	۷	۴	۱	۳
۲۵	حضرت مولانا معین الدین اشرفی مصباحی	(فیض آباد)	۱۱	۴	۱	۲
۲۶	حضرت مولانا ابرار احمد اعظمی	(امبیڈکر نگر)	۲۲	۸	–	–
۲۷	حضرت مولانا عبد الغفار اعظمی مصباحی	(خیر آباد)	۷	–	–	–
۲۸	حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین اشرفی	(کچھوچھہ شریف)	۱۷	۶	۳	۴
۲۹	حضرت مولانا قاضی فضل رسول مصباحی	(مہراج گنج)	۱۵	۵	۴	۵
۳۰	حضرت مولانا ساجد علی مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۱۱	–	–	–
۳۱	حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۵	–	–	–
۳۲	حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۹	–	–	–
۳۳	حضرت مولانا صادق رضا مصباحی	(مہراج گنج)	۱۱	–	۳	–
۳۴	حضرت مولانا مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی	(احمد آباد)	۱۰	۶	۳	–
۳۵	حضرت مولانا مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۱۱	–	۳	–
۳۶	حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۷	–	۳	–
۳۷	حضرت مولانا ازہر الاسلام مصباحی ازہری	(جامعہ اشرفیہ)	۹	–	–	–
۳۸	حضرت مولانا مفتی محمد ناصر حسین مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۲۰	–	–	–
۳۹	حضرت مولانا مفتی شاہد رضا مصباحی	(جمشید پور)	–	۹	–	–
۴۰	حضرت مولانا خالد ایوب مصباحی	(راجستھان)	۲۴	۹	۴	–
۴۱	حضرت مولانا محمد اشرف مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۶	–	۳	–
۴۲	حضرت مولانا ارشاد احمد مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۶	–	–	–

۴۳	حضرت مولانا محمد صباح الدین مصباحی	(باندہ)	–	۴	۳	–
۴۴	حضرت مولانا محمد رضوان مصباحی	(اکبرپور)	۷	–	–	–
۴۵	حضرت مولانا مفتی عابد رضا مصباحی	(پونے)	۱۰	۲	۲	۳
۴۶	حضرت مولانا جنید احمد مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۱۲	۶	۴	–
۴۷	حضرت مولانا ضیاء الحق مصباحی	(مارہرہ شریف)	–	–	۲	–
۴۸	حضرت مولانا سعید رضا مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۲۳	۶	۳	–
۴۹	حضرت مولانا شہروز عالم مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۱۵	–	۴	–
۵۰	حضرت مولانا اظہار النبی حسینی مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۱۴	–	–	–
۵۱	حضرت مولانا غلام مجتبیٰ مصباحی	(جامعہ اشرفیہ)	۴	–	–	–
۵۲	حضرت مولانا عابد رضا مصباحی	(جمشید پور)	۱۱	–	–	–
۵۳	حضرت مولانا فیض اللہ مصباحی	(گونڈہ)	–	–	–	–

------《بقیہ شرکاے سیمینار》------

۵۴	حضرت مولانا اعجاز احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۵۵	حضرت مولانا محمد ادریس مصباحی، بستی
۵۶	حضرت مولانا مفتی عبد المنان کلیمی مصباحی، مراد آباد	۵۷	حضرت مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی، چریاکوٹ
۵۸	حضرت مولانا محمد ایوب مصباحی، الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی	۵۹	حضرت مولانا محمد شمیم قادری، گھوسی
۶۰	حضرت مولانا مفتی بدر عالم مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۶۱	حضرت مولانا صدر الوریٰ مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۶۲	حضرت مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۶۳	حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۶۴	حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۶۵	حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۶۶	حضرت مولانا محمد اختر کمال قادری، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۶۷	حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۶۸	حضرت مولانا اختر حسین فیضی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۶۹	حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۷۰	حضرت مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری مصباحی، جامعہ اشرفیہ	۷۱	حضرت مولانا عبد اللہ مصباحی ازہری، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۷۲	حضرت مولانا محمد محسن رضا مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۷۳	حضرت مولانا قاضی شہید عالم رضوی، بریلی شریف
۷۴	حضرت مولانا محمد مسیح احمد مصباحی، بلرام پور	۷۵	حضرت مولانا فیض الحق مصباحی، محمد آباد
۷۶	حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی، سکٹھی، مبارکپور	۷۷	حضرت مولانا محمود احمد مصباحی، سکٹھی، مبارکپور
۷۸	حضرت مولانا حمید الحق مصباحی، زمبابوے	۷۹	حضرت مولانا قاری جلال الدین مصباحی، روناہی

باقی ص:۷ پر

خلاصۂ مقالات بعنوان

دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید وفروخت

شرعی نقطۂ نظر سے

مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم*نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے تیئیسویں فقہی سیمینار (۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۵ء) میں بحث وتحقیق کے لیے جن موضوعات کا انتخاب ہوا، ان میں سے ایک موضوع ہے "دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید وفروخت شرعی نقطۂ نظر سے"۔ اس موضوع سے متعلق ملک کے طول وعرض میں تحقیق وافتا کا کام انجام دینے والے ستائیس علماے کرام ومفتیان عظام نے اپنی گراں قدر تحقیقات سے مجلس شرعی کا علمی تعاون فرمایا۔

ان میں سے بیش تر مقالات مختصر اور جامع ہیں اور بعض متوسط، ان کے صفحات کی مجموعی تعداد اٹھاسی (۸۸) ہے۔ سوال نامہ حضرت علامہ مفتی بدر عالم مصباحی دام ظلہ العالی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے تیار فرمایا ہے۔ جس میں قبل دباغت ناپاک کھالوں کی خرید وفروخت کے ناجائز ہونے اور عدم جواز قریب الاجماع ہونے کے کثیر شواہد کتب احادیث وفقہ سے پیش فرما کر ارباب فقہ وافتا سے دو سوال کیے ہیں۔

پہلا سوال: قبل دباغت ناپاک کھالوں کی خرید وفروخت سے متعلق مسلم تجار کے لیے عند الشرع کوئی راہ جواز نکل سکتی ہے یا نہیں؟

پہلے سوال کے جوابات

اس سوال میں دو خاص گوشے ہیں:

(۱) مسلمان کا مسلمان سے قبل دباغت کھال کی خرید وفروخت کرنا۔ **(۲)** مسلمان کا غیر مسلم سے یہ کاروبار کرنا

بیش تر مقالہ نگار علماے کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مسلمان کا مسلمان سے قبل دباغت ناپاک کھال خریدنا بیچنا ناجائز ہے۔ اکثر علماے کرام کے نزدیک شرعا جواز کی کوئی صورت نہیں ہے اور مولانا خالد ایوب مصباحی نے لکھا ہے کہ جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اور قبل دباغت مسلمانوں کے لیے غیر مسلم سے کھال خریدنے اور بیچنے کے تعلق سے علماے کرام مختلف الراے ہیں۔ اکثر علماے کرام کے نزدیک نفع مسلم کے لیے صرف بیچنا جائز ہے اور بعض علماے کرام فرماتے ہیں کہ خریدنا اور بیچنا دونوں جائز ہے جب کہ بعض کے نزدیک دونوں ناجائز ہے۔ اور مفتی انفاس الحسن چشتی فرماتے ہیں کہ بوجہ حاجت مسلمانوں کے لیے قبل دباغت ناپاک کھال کی خرید وفروخت مسلم، غیر مسلم ہر ایک سے جائز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"مسئلہ دائرہ میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت غیر مدبوغ چمڑے کی بیع وشرا کے عدم جواز کا حکم دینے میں اس پیشے سے جڑے لوگوں کو حرج ومشقت کا سامنا ہوگا، اس لیے کہ چمڑے کے تاجروں کے پاس روزانہ سیکڑوں غیر مدبوغ چمڑے آتے ہیں جو انھیں دوسرے تاجروں کے ہاتھ فروخت کرنا ہوتا ہے، اب اگر قبل بیع ان چمڑوں کی دباغت کا حکم دے دیا جائے تو اس میں طبقہ تجار کے لیے شدید مشقت ہے، جس کو اس پیشے سے وابستہ لوگ محسوس کر سکتے ہیں۔ لہذا طبقہ تاجرین کے لیے اس وقت بوجہ حاجت غیر مدبوغ جلود میتہ کی بیع کے جواز کا حکم ہونا چاہیے۔" (مقالہ مفتی انفاس الحسن چشتی)

حاجت کی تعریف، اس کا دائرۂ اثر، اس کی اقسام، حاجت خاصہ وعامہ اور ان کی بنیاد پر ہونے والی تخفیف ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حاجت کی تعریف اور اس کی دونوں قسموں کی توضیح کے بعد یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جس چیز کی وجہ سے بندۂ مومن کو حرج ومشقت کا سامنا کرنا پڑے اگرچہ اس کے بغیر بھی کاروان حیات رواں دواں رہے اور زندگی خطرہ وخلل میں نہ پڑ جائے لوگ اس حرَج کے رفع اور مشقت کے دفع کے محتاج ہوتے ہیں، نیز مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حاجت کے تحقق کے لیے کسی ایک نوع کے لوگوں کا بھی حرج ومشقت میں مبتلا ہونا کافی ہے، صوبے یا ملک یا بلاد اسلام کے اکثر لوگوں کا اس میں مبتلا ہونا ضروری نہیں۔ لہذا چمڑے کے کاروبار سے وابستہ لوگوں کو جلود میتہ کی دباغت کا حکم دینا ان کے لیے مشقت کا باعث ہے، اگرچہ یہ لوگ اس

کام پر اس قدر مجبور نہیں ہیں کہ اس کے بغیر ان کا گزارا ہی ممکن نہ ہو بلکہ یہ دوسرا کاروبار کر کے اپنی روزی روٹی کا انتظام کر سکتے ہیں، لیکن حاجت کے تحقق کے لیے نہ تو اضطرار کی کیفیت کا پیدا ہونا لازم ہے اور نہ ہی معیشت کے تمام راستوں کا مسدود ہو جانا ضروری، محض حرج و مشقت کا پایا جانا کافی ہے، اور وہ یہاں متحقق ہے۔ حاجت اجتہادی امور کے ساتھ موارد نصوص میں بھی موثر ہے، جس کے متعدّد نظائر کتب فقہیہ میں موجود ہیں، لہذا اگر چہ مردار جانور کے غیر مدبوغ چمڑوں کی بیع کے عدم جواز کے سلسلے میں متعدّد نصوص موجود ہیں لیکن حاجت متحقق ہونے کی وجہ سے اس کے جواز کا حکم دیا جانا چاہیے۔ (مقالہ مفتی انفاس الحسن چشتی)

مسلمان کا غیر مسلم سے خریدنا بیچنا

پہلی رائے: مسلمان کا غیر مسلم سے قبل دباغت کھال خریدنا بیچنا دونوں ناجائز ہے، یہ رائے پانچ علماے کرام کی ہے۔

ان علماے کرام نے اپنے مقالے میں بغیر کسی تفصیل کے یہ لکھا ہے کہ "مسلمانوں کا قبل دباغت کھال کی خرید و فروخت کرنا ناجائز ہے" جس سے بظاہر یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ غیر مسلم سے بھی خریدنا بیچنا ناجائز ہے۔

دوسری رائے: مسلمان کے لیے قبل دباغت ناپاک کھال غیر مسلم (جو نہ ذمی ہو نہ مستامن) سے خریدنا، بیچنا دونوں جائز ہے۔

یہ رائے چار علماے کرام کی ہے۔ ان حضرات نے کتب فقہ کے درج ذیل جزئیات بطور حجت پیش کیے ہیں:

ہدایہ میں ہے: **لأن مالهم مباح في دارهم، فبأي طريق أخذه المسلم أخذ مالا مباحاً إذا لم يكن فيه غدر.**

(ج:۳، ص:۷۰، مجلس برکات، مبارک پور)

فتح القدیر میں ہے: "**وإطلاق النصوص في مال محظور، وإنما يحرم على المسلم إذا كان بطريق الغدر، فإذا لم يأخذ غدرا فبأي طريق يأخذه حل بعد كونه برضا، بخلاف المستأمن منهم عندنا، لأن ماله صار محظورا بالأمان فإذا أخذه بغير الطريق المشروع يكون غدرا.** (باب الربا، ج:۷، ص:۲۲)

ردالمحتار میں ہے: **ويدل على ذلك ما في السير الكبير وشرحه حيث قال: وإذا دخل المسلم دار الحرب بأمان فلا بأس بأن يأخذ منهم أموالهم بطيب أنفسهم بأي وجه كان، لأنه إنما أخذ المباح على وجه عري عن الغدر فيكون ذلك طيبا له والأسير والمستأمن سواء حتى لو باعهم درهما بدرهمين أو باعهم ميتة بدراهم أو أخذ مالا منهم بطريق القمار فذلك كله طيب له.** (ج:۵، ص:۱۸۶)

فتاوی رضویہ میں ہے: "**ومال أهل الحرب غير معصوم ... وهذا الحكم يعم كل حربي غير مستأمن ولو في دار الإسلام، لأن المناط عدم العصمة، ويشملهم جميعا، فلا يحرم علينا معهم إلا الغدر، فإذا جاوزته وأخذت منهم ما أخذت باسم أي عقد أردت فقد أخذت مالا مباحا لا تبعة عليك فيه، انتهى ملتقطا.**"

(باب الربا، ج:۱۷، ص:۳۶۸-۳۶۹، برکات رضا، پور بندر، گجرات)

تیسری رائے: مسلمان کے لیے قبل دباغت ناپاک کھال غیر مسلم سے خریدنا، ناجائز اور بیچنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ نفع مسلم ہو اور غدر و بد عہدی نہ ہو۔ یہ رائے دوسرے تمام مقالہ نگار علماے کرام کی ہے۔

ان حضرات کی دلیل بھی پہلی رائے کے تحت مذکور کتب فقہ کی عبارتیں ہیں اور خریدنے کے ناجائز ہونے کی علت ناپاک کھال کا مال نہ ہونا، نیز ناپاک کھال خریدنے میں اس کا اعزاز واکرام ہے اور شے نجس کا اعزاز ممنوع ہے۔

ان میں سے تین علماے کرام نے غیر مسلم سے قبل دباغت کھال خریدنے کا طریقہ بھی ذکر کیا ہے۔

مولانا منظور احمد خاں عزیزی تحریر فرماتے ہیں:

"مسلم تجار کے لیے عند الشرع جلود میتہ کے سلسلے میں جواز کی راہ نکل سکتی ہے مسلم تجار اپنے گوداموں میں نمک اور نمک لگانے والوں کو رکھا کریں اور یہ عام طور پر رکھے بھی جاتے ہیں۔ نمک اور نمک لگانے والوں کی اجرت چمڑا لانے والوں سے لیں اور نمک لگانے کے بعد معاملۂ خرید و فروخت کریں۔ اس طرح ان کی تجارت حلال، جائز اور درست ہو سکتی ہے۔" (مقالہ مولانا منظور احمد خاں عزیزی)

جواز کی یہی صورت مفتی عبدالرحیم اکبری نے بھی لکھی ہے۔

مولانا محمد ہارون مصباحی لکھتے ہیں: "(مسلمان کا قبل دباغت غیر مسلم سے ناپاک کھال خریدنا، ناجائز ہے) اب اگر کہا جائے کہ اس صورت میں ان کو بڑے خسارے سے دو چار ہونا پڑے گا تو اس خسارے سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ مردار کی کھال بیچنے والے کو واپس نہ کریں بلکہ اس کی کھال رکھ لیں اور اس کو دھوپ میں سکھا کر یا کسی اور دوسرے طریقے سے دباغت دے لیں پھر جب وہ پاک وصاف ہو جائے تو اب اس پر خرید و فروخت کا عمل کریں۔" (مقالہ مولانا محمد ہارون مصباحی)

مسلمان کا مسلمان سے خریدنا بیچنا

پہلا موقف: دباغت سے قبل مسلمانوں کے لیے براہ راست باہم ناپاک چمڑے خریدنا، بیچنا ناجائز ہے۔ البتہ اس کے جواز کی

گنجائش نکل سکتی ہے۔ یہ موقف مولانا خالد ایوب مصباحی کا ہے۔

انھوں نے جواز کی گنجائش کے ضمن میں حدیث شریف میں وارد لفظ ''إھاب'' سے یہ استدلال کیا ہے کہ اس کا اطلاق مطلق کھال اور بطور استعارہ انسانی کھال پر بھی ہوتا ہے اس لیے دباغت سے قبل ناپاک چمڑوں کی بیع کا عدم جواز منصوص نہیں ہے نیز تحصیل جلد کی خاطر غیر ماکول اللحم جانوروں کا شکار اور ان کی بیع جائز ہے۔ ان کے پیش نظر نفع مسلم کی خاطر قبل دباغت ناپاک چمڑوں کی خرید وفروخت کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

(۱) حدیث میں ''إھاب'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ''إھاب'' کا عام اطلاق غیر مدبوغ جلد پر ہی ہوتا ہے جیسا کہ لغت وفقہ کی کتابوں میں صراحت ہے اور حدیث مذکور میں بھی اسی معنی کے لیے مستعمل ہے۔ لیکن اس کا ایک خاص اطلاق، بھلے مرجوح ہی کیوں نہ ہو مطلق جلد پر بھی ہوتا ہے اور کبھی بطور استعارہ انسانی جلد کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ''المصباح المنیر'' میں ہے:

الْإِهَابُ الْجِلْدُ قَبْلَ أَنْ يُدْبَغَ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ: الْإِهَابُ الْجِلْدُ وَهَذَا الْإِطْلَاقُ مَحْمُولٌ عَلَى مَا قَيَّدَهُ الْأَكْثَرُ فَإِنَّ قَوْلَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ {أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ} يَدُلُّ عَلَيْهِ... وَرُبَّمَا اُسْتُعِيرَ الْإِهَابُ لِجِلْدِ الْإِنْسَانِ. (المصباح المنیر، مادہ: ء،ھا،با)

(۲) فقہائے کرام کی تصریحات سے الگ ہٹ کر دیکھا جائے تو حدیث پاک میں علی العموم انتفاع بالإھاب سے منع کیا گیا ہے۔ بالخصوص بیع قبل الدباغۃ سے نہیں۔ اگر چہ اس عموم کا ایک فرد یہ بھی ہے تاہم یہ خاص عمل منصوص نہیں۔

جب کہ دوسری طرف کھال (کی منفعت) بجائے خود ایک غایت مشروعہ ہے جیسا کہ احناف نے غیر ماکول اللحم جانوروں کا محض حصول (نفع) جلد کی خاطر شکار کرنے کے سلسلے میں بطور دلیل یہ بات پیش کی ہے۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے: ذهب الحنفية إلى حل اصطياد مالا يؤكل لحمه لمنفعة جلده أو شعره أو ريشه، لأن الانتفاع غاية مشروعة.

ٹھیک یہی علت ان جانوروں کی بیع کے سلسلے میں بیان کی گئی ہے جن سے بحالت زندگی انتفاع ناجائز ہوا کرتا ہے۔

چناں چہ اسی میں ہے: وَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ وَالْمَالِكِيَّةُ: يَجُوزُ بَيْعُ الْحَيَوَانِ الَّذِي لَا يُنْتَفَعُ بِهِ حَيًّا، كَالسَّبُعِ غَيْرِ الْمُعَلَّمِ وَالْهِرِّ وَنَحْوِهِ لِلْجِلْدِ، لِأَنَّهُمُ اعْتَبَرُوا الِانْتِفَاعَ بِالْجِلْدِ مَنْفَعَةً مَشْرُوعَةً مَقْصُودَةً، فَصَارَ الْحَيَوَانُ مُنْتَفَعًا بِهِ، فَيَجُوزُ بَيْعُهُ. (ص:۴۴،۴۵)

اخیر میں ان سب کے خلاصے میں رقم طراز ہیں:

درج بالا مراحل پر غور وفکر کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حسب تغیرات زمانہ اس مسئلے میں نظر ثانی کی گنجائش ہے۔ اور جب مسلم تجار بکثرت اس عمل میں مبتلا ہوں تو بآسانی گنجائش نکل سکتی ہے۔ لیکن یہ فیصلہ حالات تجار کو ملحوظ رکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے کہ یہ صورت ابتلائے عام کی حد تک پائی جا رہی ہے یا نہیں؟ کیوں کہ معلومات حاصل کرنے پر پتہ چلا ہے کہ اب بھی خاصے بڑے مسلم بیوپاری مردار جانوروں کی کھال قبول نہیں کرتے۔ (مقالہ مولانا خالد ایوب شیرانی مصباحی)

دوسرا موقف: مسلمانوں کے لیے دباغت سے قبل براہ راست ناپاک کھال کی خرید وفروخت باہم ناجائز ہے۔ اس کے جواز کی شرعاً کوئی صورت نہیں۔ یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار علمائے کرام کا ہے۔

ان علمائے کرام کے دلائل درج ذیل ہیں۔

محیط برہانی میں ہے: ''أما جلد السباع والحمير والبغال فما كانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بيعها وما كان بخلافه لا۔'' (ج:۶،ص:۳۵۰)

ہدایہ میں ہے: ولا بيع جلود الميتة قبل أن تدبغ، لأنه غير منتفع به قال عليه الصلاة والسلام: ''لا تنتفعوا من الميتة بإهاب وهو اسم لغير المدبوغ۔ (ج:۲،ص:۳۹، باب البیع الفاسد)

نہر الفائق میں ہے: ولم يجز أيضا بيع جلد الميتة قبل الدبغ للنهي عن الانتفاع بإهاب الميتة وهو اسم لغير المدبوغ۔ (ج:۳،ص:۴۲۸)

فتح القدیر میں ہے: (قَوْلُهُ وَلَا بَيْعُ جُلُودِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ) لِأَنَّهَا غَيْرُ مُنْتَفَعٍ بِهَا، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {لَا تَنْتَفِعُوا مِنْ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ}... وَلَا خِلَافَ فِي هَذَا، **فَإِنْ قِيلَ**: نَجَاسَتُهَا لَيْسَتْ إلَّا لِمَا يُجَاوِرُهَا مِنْ الرُّطُوبَاتِ النَّجِسَةِ فَهِيَ مُتَنَجِّسَةٌ فَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَجُوزَ بَيْعُهَا كَالثَّوْبِ النَّجِسِ. **أُجِيبُ** بِأَنَّ الْمُتَنَجِّسَ مِنْهَا بِاعْتِبَارِ أَصْلِ الْخِلْقَةِ فَمَا لَمْ يُزَايِلْهُ فَهِيَ كَعَيْنِ الْجِلْدِ، فَعَلَى هَذَا يَكُونُ الْجِلْدُ نَجِسَ الْعَيْنِ، بِخِلَافِ الثَّوْبِ وَالدُّهْنِ النَّجِسِ فَإِنَّ النَّجَاسَةَ فِيهِ عَارِضَةٌ فَلَا يَتَغَيَّرُ بِهِ حُكْمُ الثَّوْبِ بِمَا فِيهِ. وَهَذَا السُّؤَالُ لَيْسَ فِي تَقْرِيرِ الْمُصَنِّفِ مَا يَرِدُ عَلَيْهِ أَوَّلًا لِيَحْتَاجَ إلَى الْجَوَابِ عَنْهُ، فَإِنَّهُ مَا عَلَّلَ الْمَنْعَ إلَّا بِعَدَمِ الِانْتِفَاعِ بِهِ، وَإِنَّمَا يَرِدُ عَلَى مَنْ عَلَّلَ بِالنَّجَاسَةِ. وَلَا يَنْبَغِي أَنْ

يُعَلَّلَ بِهَا بُطْلَانُ بَيْعٍ أَصْلًا ، فَإِنَّ بُطْلَانَ الْبَيْعِ دَائِرٌ مَعَ حُرْمَةِ الِانْتِفَاعِ وَهِيَ عَدَمُ الْمَالِيَّةِ ، فَإِنَّ بَيْعَ السِّرْقِينِ جَائِزٌ وَهُوَ نَجِسُ الْعَيْنِ لِلِانْتِفَاعِ بِهِ كَمَا ذَكَرْنَا . وَأَمَّا جَوَازُ بَيْعِهَا بَعْدَ الدِّبَاغَةِ فَلِحِلِّ الِانْتِفَاعِ بِهَا حِينَئِذٍ شَرْعًا ، وَالْحُكْمُ بِطَهَارَتِهَا زِيَادَةٌ تَثْبُتُ شَرْعًا عَلَى خِلَافِ قَوْلِ مَالِكٍ وَتَقَدَّمَ فِي الصَّلَاةِ.

(ج:۶،ص:۳۹۱-۳۹۲)

دوسرا سوال: کیا عند الشرع ممکن ہے کہ خود مسلم تجار اس میں ملوث نہ ہوں بلکہ کسی غیر مسلم وکیل کی وساطت سے اس طرح کی کھالوں کی خرید وفروخت ہو؟

دوسرے سوال کے جوابات

اس سوال کے جواب میں علماے کرام کے درج ذیل موقف ہیں:

پہلا موقف: قبل دباغت ناپاک کھال کی خرید وفروخت کے لیے غیر مسلم کو وکیل بنا کر جواز کی راہ تو نکالی جا سکتی ہے لیکن یہ مصلحت شرعیہ کے خلاف ہے۔ اس لیے حیلہ تلاش نہ کیا جائے۔

یہ موقف مولانا محمد سلیمان مصباحی کا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

باب بیع میں بیع کے سارے حقوق عاقدین کی طرف راجع ہوتے ہیں نہ کہ اصل مالک کی طرف۔ اس لیے کسی غیر مسلم کو وکیل بنا کر اس بیع کے لیے جواز کی راہ نکالی تو جا سکتی ہے مگر چوں کہ یہ مصلحت شرعیہ کے خلاف ہے اس لیے اس کا حکم (اجازت) ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ کسی غیر مسلم وکیل کی وساطت سے آج اگر ناپاک کھال کی خرید وفروخت کو جائز کر دیا جائے تو اسی کو بنیاد بنا کر دیگر محرمات شرعیہ میں بھی لوگ ایسے ہی حیلے تلاش کریں گے، اس لیے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی حیلہ تلاش نہ کیا جائے۔ (مقالہ مولانا محمد سلیمان مصباحی)

دوسرا موقف: غیر مسلم کو قبل دباغت ناپاک کھال کی خرید وفروخت کا وکیل بنانا، ناجائز ہے۔ یہ موقف چار علماے کرام کا ہے:

مولانا ناظم علی مصباحی پانچویں موقف کے تحت مذکور جزئیات لکھنے کے بعد رقم طراز ہیں:

ان فقہی شہادتوں سے صاف صاف واضح ہے کہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مسلمان کا کسی ذمی کو شراب وخنزیر (ناجائز وحرام شے) کی بیع کا وکیل بنانا اشد کراہت کے ساتھ جائز وصحیح ہے اور یہ کراہت، کراہت تحریم ہے یعنی یہ توکیل مکروہ تحریمی ہے اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک یہ توکیل صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔ کما فی البرہان۔ صاحب در مختار نے حضرات صاحبین کے قول کو اظہر قرار دیا جس سے اس کا راجح وماخوذ ہونا ظاہر ہے۔ بہر حال یہ توکیل بھی اسباب ستہ میں سے کسی سبب کے تحقق کے بغیر بلا کراہت تحریم بر مذہب امام اعظم جائز وصحیح نہ ہوگی۔ کراہت کا رفع ان اسباب میں سے کسی سبب سے ہوگا اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک جب یہ توکیل صحیح نہیں بلکہ باطل ہے تو ان کے نزدیک قوی سبب کے تحقق ہی کے وقت رخصت ہوگی حاجت محضہ کافی نہیں اور میرے نزدیک حاجت ابھی یہاں متحقق نہیں۔ (مقالہ مولانا ناظم علی مصباحی)

مزید اپنے موقف کے اثبات کے لیے حرام تجارت کی اجازت نہ ہونے اور اس طریقۂ تجارت سے حاصل ہونے والے مال کو بشرط علم اصل مالکوں کو واپس کرنے اور اگر بعینہ مال کا حرام ہونا معلوم نہ ہو تو وارث کے لیے حکماً جائز ہونے اور دیانۃً مال کے مالکوں کی نیت سے تصدق کرنے کے جزئیات پیش کیے ہیں۔

در مختار میں ہے: (وجاز أخذ دين على كافر من ثمن خمر) لصحة بيعه (بخلاف) دين على (المسلم) لبطلانه إلا إذا وكل ذميا ببيعه فيجوز عنده خلافا لهما وعلى هذا لو مات مسلم وترك ثمن خمر باعه مسلم لا يحل لورثته كما بسطه الزيلعي وفي الأشباه الحرمة تنتقل مع العلم إلا للوارث إلا إذا علم ربه . قلت: ومر في البيع الفاسد لكن في المجتبى مات وكسبه حرام فالميراث حلال ثم رمز وقال: لا نأخذ بهذه الرواية وهو حرام مطلقا على الورثة۔ فتنبه. (ج:۶،ص:۳۸۶)

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: (قوله: لصحة بيعه): لأنها مال متقوم في حقه فملك الثمن فيحل الأخذ منه (قوله: لبطلانه): لأن الخمر ليس بمال متقوم في حق المسلم فبقي الثمن على ملك المشتري فلا يحل له أخذه من البائع (قوله: باعه مسلم) ولو بطريق الوكالة (قوله: كما بسطه الزيلعي) حيث قال: وعلى هذا قالوا: لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئا وهو أولى بهم ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه اهـ. (قوله إلا للوارث) الذي في البزازية أنه إن علم المال الحرام بعينه لا يحل له أخذه وإن لم يعلم بعينه أخذه حكما وأما في الديانة فإنه يتصدق بنية الخصماء أفاده الحموي. (قوله: لا نأخذ بهذه الرواية) ذكر في المحيط عن التاتارخانية حل المال للوارث وإن علم بحرمته رواية غير ماخوذ بها وفي فتاوي أهل سمر قند ولسنا نأخذ بهذه الرواية بل هو حرام على الورثة إهـ. (قوله: فتنبه) أشار به إلى ضعف ما في الأشباه. (ج:۲،ص:۱۹۳،فصل فی البیع)

اس کے بعد لکھتے ہیں: حاصل یہ کہ وارث کو مال حرام اس کے اختیار کے بغیر حاصل ہوا اور شرع نے بشرط علم اس کے لیے حلال نہ رکھا تو جہاں بقصد واختیار مال حرام حاصل ہو اس سے انتفاع اور اس میں تصرف کیوں کر حلال ہو گا۔ (مقالہ مولانا محمد ناظم علی مصباحی)

مولانا منظور احمد خاں عزیزی لکھتے ہیں: جو امور اصالۃً ماذون بالبیع والشراء ہیں وہی امور وکالۃً بھی دائرہ اذن میں آئیں گے۔ وکالت کہتے ہی ہیں: "أن یعهد إلی غیره أن یعمل له عملا" فلہٰذا توکیل کے ذریعہ بھی ناجائز کام کی شرع میں گنجائش نہ ہوگی۔ (مقالہ مولانا منظور احمد خاں عزیزی)

مولانا محمد اشرف مصباحی پانچویں موقف کے تحت مذکور جزئیات نقل کر کے لکھتے ہیں:

ایسی توکیل جو کراہت تحریمی کے ساتھ صحیح ہو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے، ایسا کرنے والا گنہ گار ہوتا ہے، لہذا کسی غیر مسلم کی وساطت سے ناپاک کھالوں کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور اس کے جواز کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

مولانا شبیر احمد مصباحی لکھتے ہیں: خلاصہ جواب یہ کہ عبارت مذکورہ بالا کی روشنی (میں) وکالت مذکور فائدہ سے خالی (ہے) اس لیے عند الشرع مسلم تجار کو امکان وساطت مذکور حاصل نہیں۔ (مقالہ مولانا شبیر احمد مصباحی)

تیسرا موقف: غیر مسلم کو قبل دباغت ناپاک کھال کی خرید وفروخت کا وکیل بنانا مکروہ تحریمی، حرام ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیوں کہ اس عقد سے حاصل ہونے والے نفع کا تصدق واجب ہے۔

یہ موقف تین علمائے کرام کا ہے۔ ان علمائے کرام نے بھی دلیل میں پانچویں موقف کے تحت مذکور جزئیات فقہیہ پیش کیے ہیں۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک یہ توکیل مکروہ تحریمی ہے، نیز اس طرح ان چمڑوں کی خرید وفروخت سے حاصل ہونے والے نفع کا تصدق واجب ہے؛ اس لیے جواز کے اس طریقے کا کوئی فائدہ نہیں۔

قاضی فضل احمد مصباحی لکھتے ہیں: غیر مسلم کو وکیل بنا کر کھال کی اگر فروخت ہو تو ثمن مؤکل مسلم کے لیے حلال نہیں اور اس کا تصدق واجب — اور — اگر کھالوں کی خرید ہو تو ان کھالوں کا کیا کریں گے؟ وہ کھالیں تو ناپاک ہوں گی پھر استعمال اور اس سے انتفاع کیوں کر حلال ہو گا اور جب انتفاع حلال نہ ہو گا تو یہ مسلم موکل ان کی بیع کس طرح کر سکے گا۔ ہماری سمجھ سے یہ راہ جواز بلا فائدہ ہے۔ اور خود قول امام پر بھی شدید کراہت سے خالی نہیں۔ (مقالہ مولانا قاضی فضل احمد مصباحی)

مفتی شہاب الدین اشرفی لکھتے ہیں: مسلم تجار کا کسی غیر مسلم کو وکیل بنا کر مردار کی کھال کو قبل دباغت فروخت کرنا **حرام** ہے۔ اگر کسی مسلم تاجر نے کسی غیر مسلم کو مردار کی غیر مدبوغہ کھال بیچنے کا وکیل بنایا اور غیر مسلم نے کھال بیچ دی تو بھی اس کھال کے عوض حاصل ہونے والی رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ (مقالہ مفتی شہاب الدین اشرفی)

مولانا محمد ہارون مصباحی لکھتے ہیں: غیر مسلم وکیل کی وساطت سے اس طرح کی کھالوں کی خرید وفروخت سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے کہ اس کی خرید وفروخت سے جو مال بھی کمایا گیا وہ اس مسلمان مؤکل کے لیے مال خبیث ہے جس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (مقالہ مولانا محمد ہارون مصباحی)

چوتھا موقف: غیر مسلم کو قبل دباغت ناپاک کھالوں کی خرید وفروخت کا وکیل بنانا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

یہ موقف چار علمائے کرام کا ہے۔ ان علمائے کرام نے بھی دلیل میں انھیں عبارات کو ذکر کیا ہے جنھیں جواز کے قائلین علمائے کرام نے ذکر کیا ہے۔ البتہ مولانا خالد ایوب مصباحی کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"ایسا ہو سکتا ہے کہ خود مسلم تجار غیر مدبوغ کھالوں کی بیع وشرا میں ملوث نہ ہوں بلکہ ان کے غیر مسلم وکلا یہ کام کریں کیوں کہ فقہائے کرام نے عند الامام ایسی بیع کی صحت کی صراحت فرمائی ہے... ہاں! حسب مراتب اشیا یہ حکم بھی متبدل ہو کر خفیف وثقیل ہوتا رہے گا۔ چناں چہ خمر وخنزیر کے لیے شدید کراہت کے ساتھ حکم صحت فرمایا گیا ہے۔

زیر بحث مسئلے میں توکیل کافر کا حکم کچھ اس قدر شدید بھی نہ ہو گا؛ کیوں کہ جلود غیر مدبوغہ بہر حال خمر وخنزیر کے درجے کی نجس نہیں یعنی نجس لعینہا نہیں بلکہ لغیرہا ہیں۔ لہٰذا یہ حکم مکروہ تحریمی سے بہر حال کم ہونا چاہیے، جس کا درجہ کراہت تنزیہی سمجھ میں آتا ہے۔

(مقالہ مولانا خالد ایوب شیرانی مصباحی)

پانچواں موقف: قبل دباغت غیر مسلم کو ناپاک چمڑوں کی خرید وفروخت کے لیے وکیل بنانا جائز ہے۔

یہ موقف مولانا محمد عابد رضا مصباحی اور مفتی عبد الرحیم اکبری (ان دونوں حضرات نے اس سوال کا جواب تحریر نہیں کیا ہے) کے علاوہ باقی تیرہ مقالہ نگار علمائے کرام کا ہے:

ان میں سے تین علمائے کرام کی دلیل یہ ہے کہ بیع وشرا وغیرہ ان عقود سے ہیں جن کے حقوق وکیل سے متعلق ہوتے ہیں مؤکل سے نہیں۔ اس لیے یہ توکیل جائز ہے، مولانا قاضی فضل رسول مصباحی نے جواز کا ایک طریقہ اور لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:

مسلم تجار اپنے کسی معتمد خاص کو اس طرح کی کھال خریدنے کی

مقدار رقم ہبہ کردے اور وہ خرید کر اپنے محسن تاجر کو کھال ہبہ کردے اس طرح ایسی کھالوں کا حصول صحیح و درست ہوگا۔

(مقالہ مولانا قاضی فضل رسول مصباحی)

باقی علماے کرام کے نزدیک مذکورہ وجہ کے ساتھ جواز کی بنیاد کتب فقہ کی وہ عبارتیں بھی ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک غیر مسلم کو خمر و خنزیر کی خرید و فروخت کا وکیل بنانا جائز ہے۔

ہدایہ میں ہے: **قال كل عقد جاز أن يعقده الإنسان بنفسه جاز أن يوكل به غيره.** (ج:۳، ص:۱۳۶، كتاب الوكالة)

اس کے تحت فتح القدیر میں ہے: **هَذَا ضَابِطٌ لَا حَدٌّ فَلَا يَرِدُ عَلَيْهِ أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَمْلِكُ بَيْعَ الْخَمْرِ وَيَمْلِكُ تَوْكِيلَ الذِّمِّيِّ بِهِ، لِأَنَّ إبْطَالَ الْقَوَاعِدِ بِإِبْطَالِ الطَّرْدِ لَا الْعَكْسِ، وَلَا يُبْطِلُ طَرْدَهُ عَدَمُ تَوْكِيلِ الذِّمِّيِّ مُسْلِمًا بِبَيْعِ خَمْرِهِ، وَهُوَ يَمْلِكُهُ، لِأَنَّهُ يَمْلِكُ التَّوَصُّلَ بِهِ بِتَوْكِيلِ الذِّمِّيِّ، فَصَدَقَ الضَّابِطُ، لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ كُلُّ عَقْدٍ يَمْلِكُهُ يَمْلِكُ تَوْكِيلَ كُلِّ أَحَدٍ بِهِ بَلِ التَّوَصُّلُ بِهِ فِي الْجُمْلَةِ۔** (ج: كتاب الوكالة، ج:۷، ص:۳)

العنایۃ شرح الہدایۃ میں ہے: **الْمُعْتَبَرُ فِي هَذَا الْبَابِ أَهْلِيَّتَانِ: أَهْلِيَّةُ الْوَكِيلِ وَأَهْلِيَّةُ الْمُوَكِّلِ، فَالْأُولَى أَهْلِيَّةُ الْعَاقِدِ وَهِيَ أَهْلِيَّةُ التَّصَرُّفِ فِي الْمَأْمُورِ بِهِ وَلِلنَّصْرَانِيِّ ذَلِكَ، وَالثَّانِيَةُ أَهْلِيَّةُ ثُبُوتِ الْحُكْمِ لَهُ وَلِلْمُوَكِّلِ ذَلِكَ حُكْمًا لِلْعَقْدِ لِئَلَّا يَلْزَمَ انْفِكَاكُ الْمَلْزُومِ عَنْ اللَّازِمِ، أَلَا تَرَى إلَى صِحَّةِ ثُبُوتِ مِلْكِ الْخَمْرِ لِلْمُسْلِمِ إرْثًا إذَا أَسْلَمَ مُوَرِّثُهُ النَّصْرَانِيُّ وَمَاتَ عَنْ خَمْرٍ وَخِنْزِيرٍ.**

لَا يُقَالُ: الْوِرَاثَةُ أَمْرٌ جَبْرِيٌّ وَالتَّوْكِيلُ اخْتِيَارِيٌّ فَأَنَّى يَتَشَابَهَانِ، لِأَنَّ ثُبُوتَ الْحُكْمِ: أَعْنِي الْمِلْكَ لِلْمُوَكِّلِ بَعْدَ تَحَقُّقِ الْعِلَّةِ: أَعْنِي مُبَاشَرَةَ الْوَكِيلِ جَبْرِيٌّ كَذَلِكَ تَثْبُتُ بِدُونِ اخْتِيَارِهِ كَمَا فِي الْمَوْتِ، أَلَا تَرَى أَنَّ الْمَأْذُونَ لَهُ النَّصْرَانِيَّ إذَا اشْتَرَى خَمْرًا يَثْبُتُ الْمِلْكُ فِيهَا لِمَوْلَاهُ الْمُسْلِمِ بِالِاتِّفَاقِ، وَإِذَا ثَبَتَتْ الْأَهْلِيَّتَانِ لَمْ يَمْتَنِعْ الْعَقْدُ بِسَبَبِ الْإِسْلَامِ، لِأَنَّهُ جَالِبٌ لَا سَالِبٌ. (ج:۶، ص:۴۰۳-۴۰۴، باب البیع الفاسد)

ہدایہ میں ہے: **وإذا أمر المسلم نصرانيا ببيع خمر أو بشرائها ففعل ذلك جاز عند أبي حنيفة. وقالا: لا يجوز على المسلم، وعلى هذا الخلاف الخنزير وعلى هذا توكيل المحرم غيره ببيع صيده. لهما: أن الموكل لا يليه فلا يوليه غيره، ولأن ما يثبت للوكيل ينتقل إلى الموكل فصار كأنه باشره بنفسه فلا يجوز. ولأبي حنيفة: أن العاقد هو الكفيل بأهليته وولايته وانتقال الملك إلى الآمر أمر حكمي فلا يمتنع بسبب الإسلام كما إذا ورثهما ثم إن كان خمرا يخللها وإن كان خنزيرا يسيبه.** (ج:۳، ص:۴۸، باب البیع الفاسد)

صاحب فتح القدیر اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بَقِيَ أَنْ يُقَالَ: إذَا كَانَ حُكْمُ هَذِهِ الْوَكَالَةِ فِي الْبَيْعِ أَنْ لَا يَنْتَفِعَ بِالثَّمَنِ وَفِي الشِّرَاءِ أَنْ يُسَيِّبَ الْخِنْزِيرَ وَيُرِيقَ الْخَمْرَ أَوْ يُخَلِّلَهَا بَقِيَ تَصَرُّفًا غَيْرَ مُعَقَّبٍ لِفَائِدَتِهِ، وَكُلُّ مَا هُوَ كَذَلِكَ لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ. (ج:۶، ص:۴۴۱، باب البیع الفاسد)

نہر الفائق میں ہے: **(ولو أمر) مسلم (ذمياً) أي: وكله (بشراء خمر) أو خنزير (أو ببيعها صح) أي: صح توكيله عند الإمام مع كراهة التحريم حتى يدخل الخمر والخنزير في ملك الموكل المسلم فيجب عليه أن يخلل الخمر أو يريقها، ويسيب الخنزير، وكذا إذا وكله ببيعهما بأن أسلم عليهما أو مات قبل أن يزيلهما وله وارث مسلم فيرثهما فيوكل كافراً ببيعهما غير أن عليه أن يتصدق بثمنهما۔ وقالا: لا يصح.... لهما: أن الموكل لا يليه فغيره لا يوليه، ولأن ما ثبت للوكيل ينتقل إلى الموكل فصار كأنه باشره بنفسه، ونقض قولهما بمسائل. منها: الوكيل بشراء شيء بعينه لا يملك شراءه لنفسه ويملك أن يوكل فيه، ومنها: للقاضي أن يأمر ذمياً ببيع خمر تركها ذمي وإن لم يملك بيعها، ومنها: وصي الذمي إذا كان مسلماً يملك أن يوكل ذمياً ببيع خمره وإن لم يملكه الموكل. قال في (الفتح): بقي أن يقال: إذا كان حكم هذه الوكالة بالبيع أن لا ينتفع بالثمن وفي الشراء أن يسيب الخنزير ويريق الخمر أن يخللها بقي تصرفا غير معقب لفائدته وكل ما هو كذلك ليس بمشروع انتهى. وأقول: لا نسلم أن مثله ليس بمشروع، أما في البيع فلأن عدم طيب الثمن لا يستلزم عدم الصحة إذ قد مر قريباً أن شعر الخنزير إذا لم يوجد مباح الأصل جاز بيعه وإن لم يطب ثمنه، وأما في الشراء فقد أفاد فائدة في الجملة على تخليل الخمر ومثله لا يعد غير مشروع.** (ج:۳، ص:۴۳۳-۴۳۴، کتاب البیوع)

شرح الزیادات میں ہے: **إن شرط صحة التوكيل بالمعاوضة في قول أبي حنيفة أهلية الوكيل للتصرف المامور به، وأهلية المؤكل لحكم التصرف. ولا يعتبر أهلية الموكل للتصرف المامور به. وقال أبو يوسف ومحمد: يعتبر أهلية الوكيل والموكل جميعا للتصرف المامور به، ثم اختلف أبو يوسف ومحمد فيما بينهما علي قول أبي يوسف إذا وكّله بشراء شئ لو باشره الموكل بنفسه كان فاسدا وباطلا. ولو اشتراه الوكيل لنفسه، كان جائزا بجعل الوكيل مشتريا لنفسه ترجيحا للجواز**

على الفساد ولأبي حنيفة رحمه الله تعالى أن الوكيل بالمعاوضة متصرف بطريق الأصالة. ولهذا ترجع الحقوق إليه، ويستغني عن إضافة العقد إلى الموكل، وأثر التوكيل في نفاذ تصرفه على الموكل، وثبوت حكم تصرف له، فليعتبر لصحة التوكيل أهلية الوكيل للتصرف، وأهلية الموكل لحكم ذلك التصرف. وإذا صح بيع الوكيل، قال: أحب إليّ أن يتصدق بالثمن، لأنه ثمن الخمر. وقد قال عليه السلام: "إن الذي حرم شربها حرم بيعها، وأكل ثمنها" فكان خبيثاً، فيتصدق به، إلا أنه لا يجبر عليه، لأنه محض حق الله تعالى، لا حق للعبد فيه، فلا يجري فيه الجبر كالنذور والكفارات۔ (کتاب البیوع، ج:۳، ص:۱۱۰-۱۱۳)

ان میں سے کچھ علماے کرام نے اس طریقۂ تجارت سے حاصل ہونے والے ثمن کا حکم بھی تحریر کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

مولانا مبشر رضا ازہر مصباحی کے نزدیک جائز ہے۔ البتہ ثمن کا صدقہ کر دینا بہتر ہے۔

وہ لکھتے ہیں: جلود میتہ کی بیع غیر مسلم کی وساطت سے جائز ہے اور اس کا ثمن بائع کو لینا بھی جائز ہے، مگر بہتر ہے کہ حاصل شدہ ثمن کو صدقہ کر دے تاکہ اس میں جو خبث آیا ہے وہ زائل ہو جائے، اور اگر صدقہ نہ کرے جب بھی اس کا استعمال موکل کے لیے جائز ہے۔ جیسا کہ امام محمد بن حسن شیبانی کی عبارت "وإذا صح بيع الوكيل، قال: أحب إلي أن يتصدق بالثمن" سے یہی روشنی ملتی ہے۔ (مقالہ مولانا مبشر رضا ازہر مصباحی)

مولانا صباح الدین ربانی لکھتے ہیں: "دفع حرج و آسانی امت مسلمہ کے پیش نظر قول امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اختیار کرتے ہوئے ناپاک کھالوں کی خرید و فروخت غیر مسلم وکیل کے توسط سے جائز ہونا چاہیے۔ جیسا کہ خمر و خنزیر کی بیع و شرا کے لیے نصرانی اور ذمی کی وکالت امام صاحب کے نزدیک درست ہے۔" (مقالہ مولانا صباح الدین رحمانی)

مولانا فیض اللہ مصباحی لکھتے ہیں: "جائز ہے اور نفع صدقہ کرنا واجب ہے۔" (مقالہ مولانا فیض اللہ مصباحی)

انھیں عبارتوں کے پیش نظر چار علماے کرام نے اس کو مزید واضح کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

قبل دباغت غیر مسلم کو ناپاک کھالوں کی خرید و فروخت کے لیے وکیل بنانا جائز ہے، اور یہ خمر بیچنے، خریدنے کی توکیل کے مانند ہے جس طرح مؤکل توکیل بالشراء کی صورت میں غیر اختیاری طور پر شراب کا مالک ہو جاتا ہے اور اس پر لازم ہے کہ شراب انڈیل دے یا سرکا بنالے۔ اور توکیل بالبیع کی صورت میں ثمن صدقہ کرنے کا حکم ہے اسی طرح مسئلہ دائرہ میں توکیل بالشراء کی صورت میں مسلم مؤکل غیر اختیاری طور پر اس کھال کا مالک ہو جائے گا اور اس مسلمان کا بعد دباغت مسلم غیر مسلم ہر ایک سے اور قبل دباغت غیر مسلم سے بیچنا جائز ہوگا اور توکیل بالبیع کی صورت میں اگر غیر مسلم وکیل غیر مسلم کے ساتھ عقد کرے تو اس کا ثمن مؤکل کے لیے حلال اور طیب ہے جیسا کہ اگر براہ راست مسلمان غیر مسلم سے ناپاک کھال بیچے تو یہ نفع اس مسلم کے لیے جائز ہے۔ اور اگر وہ مسلمان کے ہاتھ بیچے تو مسلم مؤکل پر اس ثمن کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

البتہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی کے مقالے میں صرف توکیل بالبیع کا ذکر ہے، وہ لکھتے ہیں: "وکیل بالبیع کی صورت میں اگر وکیل نے غیر مسلم سے جو نہ ذمی ہو نہ مستامن بیچا تو ثمن کا تصدق واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر مسلمان سے بیچا تو مؤکل پر واجب ہے کہ اس ثمن کو تصدق کر دے۔ (مقالہ مولانا آل مصطفیٰ مصباحی)

دباغت سے قبل ناپاک کھال کی خرید و فروخت سے متعلق ۲۷ر مقالات وآرا کے اس خلاصے کی روشنی میں درج ذیل امور تنقیح طلب معلوم ہوتے ہیں۔

تنقیح طلب امور

(۱) کیا بوجہ حاجت مسلمان کا مسلم، غیر مسلم ہر ایک سے قبل دباغت ناپاک چمڑے خریدنا، بیچنا جائز ہے؟

(۲) مسلمان کا قبل دباغت ناپاک چمڑے غیر مسلم سے خریدنا، بیچنا دونوں ناجائز ہے یا دونوں جائز ہے یا صرف بیچنا جائز ہے اور خریدنا، ناجائز؟

(۳) مسلمانوں کے لیے آپس میں قبل دباغت ناپاک کھال خریدنے، بیچنے کی کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟

(۴) کیا غیر مسلم کو قبل دباغت ناپاک کھال کی خرید و فروخت کا وکیل بنانا مصالح شرعیہ کے خلاف ہے؟

(۵) غیر مسلم کو قبل دباغت ناپاک کھال کی خرید و فروخت کا وکیل بنانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۶) اگر جائز ہے تو کیا اس کا کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں، نیز اس طرح ان کی خرید و فروخت سے حاصل ہونے والے نفع کا تصدق واجب ہے یا صرف بہتر ہے یا اس میں تفصیل ہے؟

(۷) اگر ناجائز ہے تو کیا شرعاً مسلم تجار کے لیے جواز کی اور کوئی گنجائش نکل سکتی ہے یا نہیں؟

☆☆☆☆

خلاصۂ مقالات بعنوان

روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل

مولانا ساجد علی مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے ارباب حل وعقد نے تیئیسویں فقہی سیمینار میں تحقیق و مذاکرہ کے لیے جن چار موضوعات کا انتخاب کیا، ان میں پہلا موضوع ہے " **روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل** "۔

اس موضوع سے متعلق سوال نامہ حضرت مولانا محمد ناصر حسین مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے مرتب فرمایا اور علاج ومعالجے کے بعض جدید طریقوں کی قدرے تفصیل پیش کرتے ہوئے، ہندوستان کے مختلف اضلاع اور ریاستوں میں تدریس و تحقیق اور افتا کا فریضہ انجام دینے والے اربابِ علم وفضل کی خدمت میں بارہ سوالات پیش کیے۔

ان سوالات کے تعلق سے تینتالیس علمائے کرام اور مفتیان عظام نے اپنے بیش قیمت تحقیقی مقالات اور گراں قدر آرا ارسال فرما کر مجلس شرعی کا دینی و علمی تعاون کیا ہے [اللہ جل شانہ ان حضرات کی علمی کاوشوں کو قبول فرمائے اور انھیں ان کی جد وجہد کا بہتر صلہ عطا فرمائے] یہ مقالات وآرا فل اسکیپ سائز کے ۵۱۷ صفحات پر مشتمل ہیں۔ اب ہم ترتیب وار سوالات اور ان کے جوابات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

[پہلا اور دوسرا سوال اور ان کے جوابات]

سوال (۱): روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۲) : بصورت عدم جواز اگر مریض کے خون میں شکر کی مقدار نارمل سطح سے بہت زیادہ کم ہو جائے اور گلوکوز یا انسولین لینا ضروری ہو جائے تو کیا اسے روزہ توڑنے کی رخصت ہوگی؟ اور اس پر کفارہ ہوگا یا نہیں؟ اس طرح کے مریض کے لیے ایام رمضان میں روزہ نہ رکھنے اور دیگر ایام میں قضا کرنے کی رخصت کہاں تک ہو سکتی ہے؟

ان سوالوں کے جوابات سے پہلے یہ بات پیش نظر رہے کہ ہمارے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا مریض ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتا، یا روزہ سے اسے ضرر ہوگا، یا مرض بڑھے گا، یا دیر میں اچھا ہوگا اور اس کی کوئی علامت ظاہر ہو یا یہ بات تجربہ سے ثابت ہو یا مسلم طبیب حاذق غیر فاسق کے بیان سے معلوم ہو تو جتنے دنوں تک یہ حالت رہے، اسے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد صحت ان کی قضا کرے۔ اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ ﴿پارہ:۲، البقرہ:۲، آیت: ۱۸۵﴾

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں، اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔[کنز الایمان]

کفارہ کے سلسلے میں بدائع میں ہے: وَأَمَّا وُجُوبُ الْكَفَّارَةِ فَيَتَعَلَّقُ بِإِفْسَادٍ مَخْصُوصٍ وَهُوَ الْإِفْطَارُ الْكَامِلُ بِوُجُودِ الْأَكْلِ أَوِ الشُّرْبِ أَوِ الْجِمَاعِ صُورَةً وَمَعْنًى مُتَعَمِّدًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مُبِيحٍ وَلَا مُرَخِّصٍ وَلَا شُبْهَةِ الْإِبَاحَةِ، وَنَعْنِي بِصُورَةِ الْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ وَمَعْنَاهُمَا: إِيصَالَ مَا يُقْصَدُ بِهِ التَّغَذِّي أَوِ التَّدَاوِي إِلَى جَوْفِهِ مِنَ الْفَمِ، لِأَنَّ بِهِ يَحْصُلُ قَضَاءُ شَهْوَةِ الْبَطْنِ عَلَى سَبِيلِ الْكَمَالِ.

وَنَعْنِي بِصُورَةِ الْجِمَاعِ وَمَعْنَاهُ: إِيلَاجَ الْفَرْجِ فِي الْقُبُلِ؛ لِأَنَّ كَمَالَ قَضَاءِ شَهْوَةِ الْفَرْجِ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِهِ۔

(بدائع الصنائع، کتاب الصوم، فصل حکم فساد الصوم)

لہٰذا اگر ایسی صورت حال سامنے ہو جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو بالاتفاق روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینا یا جس دوا کی بھی ضرورت ہو اسے استعمال کرنا جائز ہوگا۔

لیکن اس صورت میں گلوکوز یا انسولین لینے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں ہمارے تمام مقالہ نگار حضرات کا موقف یہ ہے کہ گلوکوز لینے یعنی اسے عام دواؤں کی طرح کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔ چاہے وہ گلوکوز پاوڈر ہو جسے پانی میں گھول کر پیا جاتا ہے، یا گلوکوز ٹیبلٹ ہو جسے منہ میں رکھ نگل لیا جاتا ہے، یا گلوکوز سیرپ ہو جسے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ایک یا دو چمچہ پیا جاتا ہے۔

ہاں! اب رہ گیا مسئلہ انجکشن سے انسولین یا گلوکوز لینے کا، تو اس سلسلے میں ہمارے علمائے کرام تین خانوں میں منقسم ہیں :

پہلا موقف: یہ ہے کہ انجکشن گوشت میں لگایا جائے یا رگ میں، بہر دو صورت روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔

یہ موقف ۱۴ علمائے کرام کا ہے۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

● دوا یا گلوکوز کا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؛ کیوں کہ غذا ہضم کے مراحل طے کرنے کے بعد گلوکوز بن جاتی ہے اور اسی سے ہمارے جسم کو توانائی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب منہ کے ذریعہ غذا گلوکوز بن کر ہمارے جسم میں پہنچ جائے، اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو اگر براہ راست گلوکوز، انجکشن یا ڈراپ کے ذریعہ ہمارے جسم میں پہنچا دیا جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اسی طرح جب منہ سے غذا کھائی جائے تو وہ ہضم کے بعد ہمارے جسم میں شامل ہو جاتی ہے اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو اگر انجکشن کے ذریعہ وہ دوا براہ راست خون میں پہنچا دی جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیوں کہ انجکشن کے ذریعہ دوا خون میں پہنچانے سے بھی وہی فائدہ زیادہ سرعت سے حاصل ہوتا ہے۔

(مقالہ مفتی عبدالرحیم اکبری، راجستھان)

● غذا یا دوا کے لیے جوف معدہ یا جوف دماغ میں پہنچنے کی قید فقہانے اپنے اجتہاد سے لگائی ہے، احادیث وآثار میں مطلقا یہ حکم ہے کہ ”الفطر مما دخل“ کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ عام ازیں کہ وہ چیز جسم کے کسی حصہ میں داخل ہو ماسوا جسم کے ان حصوں کے جن کا شارع نے خود استثنا کر دیا ہے۔ مثلاً آنکھ میں سرمہ ڈالنے کی اجازت دی ہے۔ (آنکھ میں دوا ڈالنے کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا ہے) یا مسواک کرنے، کلی کرنے، ناک میں پانی ڈالنے کی اجازت ہے، ان حصوں اور ان چیزوں کے علاوہ جسم کے جس حصہ میں کسی طریقہ سے دوا یا غذا پہنچائی گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح عمداً منہ بھر قے کرنا اور حیض ونفاس کا خروج اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے۔

اس حدیث کے قاعدہ کلیہ ہونے کی مزید وضاحت یہ ہے کہ فقہائے کرام نے اس حدیث سے حقنہ (انیما) کرانے، ناک میں پانی ڈالنے اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے پر استدلال کیا۔ علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں: **واذا احتقن أو استعط أو أقطر فی أذنیہ لقولہ علیہ السلام: الفطر مما دخل لیس مما خرج۔**

(بحر الرائق، ج ۲، ص: ۲۷۸)

علی ہذا القیاس جب انجکشن یا ڈراپ کے ذریعہ کسی روزہ دار کے جسم میں دوا یا گلوکوز پہنچایا جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؛ اس لیے کہ جوف معدہ یا جوف دماغ تک پہنچنے کی قید رسول اللہ ﷺ نے نہیں لگائی، یہ قید فقہانے اپنے قیاس سے لگائی تھی کیوں کہ دوا یا گلوکوز کے خون میں شامل ہونے کا انحصار صرف معدہ کے عمل ہضم پر تھا، اور اب چوں کہ انجکشن یا ڈراپ کے ذریعہ معدہ کے عمل کی وساطت کے بغیر براہ راست اسے خون میں داخل کیا جا سکتا ہے؛ اس لیے اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (مقالہ مفتی عبدالرحیم اکبری، راجستھان)

● مقصود جماع (قضائے شہوت) کسی بھی طریقے سے ہو تو معناً جماع پایا جائے گا۔ مستمنی بالکف یعنی جو ہاتھ سے قضائے شہوت کرے اور انزال ہو اس پر قضا واجب ہے اور یہ مختار قول ہے، بلکہ ابو بکر اسکاف اور ابوالقاسم کے سوا عامہ فقہا اس پر ہیں کہ روزہ ٹوٹ جائے گا کیوں کہ معناً جماع پایا گیا جیسا کہ عنایہ (ج:۱، ص:۲۵۶) میں ہے۔

اور حقیقت روزہ صرف امساک وکف ہے اکل وشرب وجماع سے۔ اور یہ تینوں رکن ہونے میں مستوی ہیں کوئی کسی سے بڑھ کر نہیں۔ بھول کر کھانے اور پینے کو فقہانے خلاف قیاس بطور استحسان بوجہ حدیث پاک غیر مفطر کہا، پھر بھول کر دن میں جماع کو بھی رکنیت میں استوا کی وجہ سے خلاف قیاس، کھانے پینے پر قیاس کرتے ہوئے غیر مفطر قرار دیا، جیسا کہ فتح القدیر (ج:۱، ص:۲۵۴) میں ہے۔

تو جب بھول کر جماع کو بھول کر کھانے پر قیاس کیا گیا صرف

استوا فی الرکنیت کی وجہ سے جب کہ مقیس علیہ استحسانا بوجہ حدیث ثابت تھا تو استمنا بالید پر (جو جماع معنًا ہے) انجکشن، ٹیکہ اور انسولین کو بھی بوجہ استواء فی الرکنیت قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا استمنا بالید جو نہ صورۃً جماع ہے نہ معنیً جماع، پھر بھی حصول مقصود جماع یعنی قضاے شہوت کی وجہ سے اسے معنیً جماع قرار دیا گیا اور استمنا بالید کو مفسد صوم کہا گیا تو اسی پر قیاس کرتے ہوئے انجکشن وغیرہ جن سے مقصودِ غذا وغیرہ حاصل ہوجاتا ہے معنیً اکل وشرب قرار دیا جاسکتا ہے اور ان سے فساد صوم کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ (مقالہ مفتی عبدالرحیم اکبری، راجستھان)

● انجکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے پر بعض علما نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ مچھر یا شہد کی مکھی یا بھڑ کے ڈنک مارنے یا کسی بھی زہریلے کیڑے کے کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا حالاں کہ ان تمام جانوروں کے کاٹنے سے جسم کے اندر زہریلا مادہ اس انداز سے داخل ہوتا ہے جس انداز سے انجکشن لگانے سے داخل ہوتا ہے، اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ انجکشن بھی مفسد صوم نہیں ہے۔

یہ دلیل صحیح نہیں ہے؛ اس لیے کہ بھڑ کے ڈنک اور انجکشن میں تین وجہ سے فرق ہے۔ [۱] بھڑ وغیرہ کا کاٹنا علم وارادہ کے بغیر ہوتا ہے۔ [۲] اس سے احتراز ممکن نہیں۔ [۳] اور اس میں اضرار بدن ہے۔ دوا یا طاقت کے انجکشن علم وارادے سے لگوائے جاتے ہیں، ان سے احتراز ممکن ہے، ان میں بدن کی اصلاح اور تقویت ہے؛ اس لیے بھڑ وغیرہ کے ڈنک لگانے پر انجکشن کو قیاس کرنا درست نہیں۔

(مقالہ مفتی عبدالرحیم اکبری، راجستھان)

● فقہاے کرام کی صراحت کے مطابق دو چیزیں مفسد صوم ہیں: (۱) کوئی بھی چیز جوف صائم تک پہنچ جائے، چاہے غذا ہو یا دوا یا کچھ اور (۲) یا پھر غذا کی مقصدیت یعنی صلاح بدن کا حصول ہو چناں چہ **الموسوعة الفقهية** میں ہے: **ودخول شيء من خارج البدن إلى جوف الصائم.**

اسی میں ہے: **والجمهور على أنه لا يشترط أن يكون الداخل إلى الجوف مغذيا، فيفسد الصوم بالداخل إلى الجوف، مما يغذي أو لا يغذي.**

دوسری شق یعنی صلاح بدن کے تعلق سے رد المحتار میں ہے:

وحاصله أن الإفساد منوط بما إذا كان بفعله أو فيه صلاح بدنه.

مجمع الأنهر میں ہے: **معنى الفطر وهو وصول ما فيه صلاح البدن إلى الجوف.**

درج بالا دونوں شقوں کی وضاحت کے بعد اب جوف کی وضاحت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں **الموسوعة الفقهية** میں ہے:

"والجوف هو الباطن، سواء أكان مما يحيل الغذاء والدواء، أي يغيرهما كالبطن والأمعاء، أم كان مما يحيل الدواء فقط كباطن الرأس أو الأذن، أم كان مما لا يحيل شئيا كباطن الحلق.

عبارت بالا کی روشنی میں جوف کا دائرہ کافی وسیع ہے یعنی باطن کا ہر حصہ جوف ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے جب کہ لگ بھگ یہی مفہوم حدیث پاک "**الفطر مما دخل**" کا بھی ہے۔

(مقالہ مولانا خالد ایوب شیرانی مصباحی، راجستھان)

● اس میں کوئی شک نہیں کہ فقہاے کرام نے فساد صوم کے لیے کسی بھی چیز کے منافذ اصلیہ سے داخل ہونے کی قید لگائی ہے اور ساتھ ہی مسامات سے داخل ہونے والی چیزوں سے عدم فساد کی صراحت بھی فرمائی ہے۔ لیکن قابل غور مرحلہ یہ ہے کہ کیا ان فقہاے کرام کے زمانے میں قدرتی منافذ ومخارق کے علاوہ کوئی دوسرا مصنوعی منفذ تھا؟

ظاہر ہے اس زمانے میں ایسا کچھ نہیں تھا، اس طرح کی سب چیزیں دور جدید کی پیداوار ہیں۔ اس لیے اگر انھوں نے قدرتی منافذ کی تحدید کی تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ ہاں! یہ دور جدید کے فقہا کی ذمہ داری ہے کہ وہ نو پید چیزوں پر اور ان کے مقاصد وہیئات پر غور کریں اور پھر مقصود اصلی پر نظر رکھتے ہوئے کوئی نتیجہ اخذ کریں۔

قدیم زمانے میں قدرتی منافذ کے علاوہ مصنوعی منافذ نہیں ہوا کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود محض یہ فضل ایزدی ہے کہ کتب فقہ اس سلسلے میں بالکل خاموش نہیں، بلکہ ہلکے سے اشارات موجود ہیں۔ چناں چہ **مجمع الانہر** میں جائفہ اور آمّہ زخموں کے بارے میں حضرت امام اعظم کا موقف بیان کیا گیا ہے:

(أَوْ دَاوَى جَائِفَةً) وَهِيَ الطَّعْنَةُ الَّتِي تَبْلُغُ الْجَوْفَ (أَوْ) دَاوَى (آمَّةً) بِالْمَدِّ وَالتَّشْدِيدِ وَهِيَ الشَّجَّةُ الَّتِي تَبْلُغُ أُمَّ الرَّأْسِ (فَوَصَلَ الدَّوَاءُ) فِي الْجَائِفَةِ (إلَى جَوْفِهِ أَوْ دِمَاغِهِ) أَيْ وَصَلَ الدَّوَاءُ فِي الْآمَّةِ إلَى أُمِّ الرَّأْسِ وَهُوَ لَفٌّ وَنَشْرٌ مُرَتَّبٌ هَذَا عِنْدَ الْإِمَامِ لِوُصُولِ الْغِذَاءِ إلَى جَوْفِهِ. وَقَالَا لَا يُفْطِرُ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَصِلْ مِنْ الْمَنْفَذِ الْأَصْلِيِّ۔ (كتاب الصوم، باب موجب الفساد)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد شرع کسی بھی چیز کا

منافذ اصلیہ یا غیر اصلیہ کے ذریعہ دخول نہیں، بلکہ اصل مقصد دخول اور عدم دخول ہے، چاہے جیسے ہو، لہٰذا جہاں دخول ہوگا وہاں حکم فساد ہوگا اور جہاں دخول نہیں وہاں حکم فساد نہیں۔ عقل بھی اسی چیز کی تائید کرتی ہے؟ کیوں کہ کبھی بھی اصل مقصود وسیلہ اور راستہ نہیں ہوا کرتا، بلکہ ما یتوسل لہ اور منزل ہوا کرتی ہے۔ اس لیے صلاح بدن کا سبب بننے والی کوئی بھی چیز اگر داخل جوف ہوتی ہے تو فساد صوم کا سبب بنے گی، چاہے طریقۂ دخول کچھ بھی ہو۔

قدیم زمانے میں یہ مقصد صرف قدرتی منفذ سے غذا کے معدے میں جانے اور مخصوص طریقۂ انہضام سے ہی پورا ہوتا تھا، اس لیے فقہاے کرام نے قدرتی منافذ کی قید لگائی۔ اب میڈیکل سائنس کی ترقی پر وہی مقصد اس قدرتی طریقے کے بنا بھی نہ صرف یہ کہ پورا ہو جاتا ہے بلکہ باحسن وجوہ پورا ہوتا ہے۔ اس لیے مقصود شرع پر نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جانا چاہیے کہ قدیم فقہاے کرام کی وہ تمام قیود ان کے اپنے زمانے سے مختص ہوں گی، آج کے زمانے پر نافذ نہ ہوں گی اور روزے کی حالت میں انسولین یا گلوکوز لینے سے روزہ جاتا رہے گا۔ (مقالہ مولانا خالد ایوب شیرانی مصباحی، راجستھان)

دوسرا موقف: یہ ہے کہ اگر انجکشن گوشت میں لگایا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر رگ میں لگایا جائے تو ٹوٹ جائے گا۔

یہ موقف دو علماے کرام کا ہے۔

ان کے دلائل یہ ہیں:

● فساد صوم کے لیے شے مفطر کا جوفِ دماغ یا جوفِ معدہ تک پہنچنا ضروری نہیں ہے، بلکہ عضو باطن اور جوف میں پہنچنا ہی کافی ہے؛ اس لیے کہ علم تشریح کے اعتبار سے امعاے مستقیم کا زیریں سرا مقعد کہلاتا ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً ۷/۸ انچ ہوتی ہے۔ امعاے مستقیم کا بالائی سرا بارہ انگشتی آنت سے ملا ہے اور بارہ انگشتی آنت کے بعد کئی ایک پر پیچ آنتوں کا سلسلہ ہے۔ پھر معدہ سے پہلے ایک چھوٹا سا پھاٹک "بوابة المعدة" اس لیے لگا ہوا ہے تاکہ آنتوں میں پہنچا ہوا فضلہ دوبارہ معدہ تک نہ پہنچ سکے۔ ایسی صورت میں تیل یا پانی سے بھیگی ہوئی انگلی کی تری یا مقعد میں داخل کی گئی لکڑی کا جوف معدہ تک پہنچنا ممکن نہیں، پھر بھی فساد روزہ کا حکم ہے۔

یوں ہی پانی یا تیل سے بھیگی ہوئی انگلی روزہ دار عورت نے اپنی شرم گاہ میں داخل کی۔ یا روئی کا ٹکڑا اس طور پر داخل کیا کہ فرج داخل میں پہنچ کر روپوش ہو گیا تو بھی فساد روزہ کا حکم ہے۔ جب کہ طبی نقطۂ نظر سے عورت کی شرم گاہ میں داخل کی گئی کوئی بھی شے جوف معدہ تک نہیں پہنچتی۔

عورت کی شرم گاہ کے اوپر بچہ دانی ہوتی ہے جو دونوں طرف ایک ایک نلی کے ذریعہ پیٹ میں کھلتی ہے۔ بچہ دانی کا منہ بند رہتا ہے اور اس کے منہ پر ایک خاص قسم کے رقیق مادہ کا پلک ہوتا ہے جو بیرونی چیز کو اندر جانے سے روکتا ہے؛ اس لیے شرم گاہ میں دوا رکھنے سے وہ پیٹ میں نہیں پہنچ سکتی۔ علاوہ ازیں دوا یا پانی اوپر سے نیچے آتا ہے نہ کہ نیچے سے اوپر۔ شرم گاہ میں رکھی ہوئی دوا زیادہ ہونے پر باہر نکل جائے گی نہ کہ اوپر چڑھے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ معدہ کی طرح فرج داخل اور دبر بھی مستقل جوف اور عضو باطن ہے۔ اور منفذ کے ذریعہ جو دوا وغیرہ جوف دار عضو باطن تک پہنچائی جائے اس کا دماغ و معدہ تک وصول کچھ ضروری نہیں۔

رد المحتار میں ہے:

"الدبر والفرج الداخل من الجوف"۔ اھ (ج۲، ص:۱۰۹)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: **والمخارق المعتادة وغيرها سواء عند أبي حنيفة فيما يصل إلى الجوف والدماغ في الفساد**۔ اھ (ج ۲ ص : ۲۷۸) (مقالہ مولانا حکیم ابرار احمد اعظمی)

● اگر رگ میں انجکشن دیا جائے تو روزہ ٹوٹ جانا چاہیے کیوں کہ رگ بھی منفذ ہے اور سوئی بھی اور رگ کا تعلق بلا شبہہ جوف سے ہے؛ اس لیے اس صورت میں منفذ کے ذریعہ دوا کا جوف میں داخل ہونا ضرور پایا جائے گا جو مفسد صوم ہے۔

اس لیے کہ جس جوف میں شے کا داخل ہونا مفسد صوم ہے اس سے مراد خاص معدہ نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد سینے کے بالائی حصے سے لے کر پیڑو تک جسم کا اندرونی کھوکھلا حصّہ ہے جس میں پھیپھڑا، کلیجہ، گردہ، آنت، مثانہ، رحم اور خود معدہ بھی موجود ہے۔

بدائع الصنائع، ج۶، ص:۳۶۹ میں ہے:

فَالْجَائِفَةُ: هِيَ الَّتِي تَصِلُ إِلَى الْجَوْفِ، وَالْمَوَاضِعُ الَّتِي تَنْفُذُ الْجِرَاحَةُ مِنْهَا إِلَى الْجَوْفِ: هِيَ الصَّدْرُ، وَالظَّهْرُ، وَالْبُطْنُ، وَالْجَنْبَانِ، وَمَا بَيْنَ الْأُنْثَيَيْنِ وَالدُّبُرِ.

اسی میں ج۴، ص:۱۲ پر ہے:

كَذَلِكَ الْإِقْطَارُ فِي الْجَائِفَةِ وَفِي الْآمَّةِ، لِأَنَّ الْجَائِفَةَ

تَصِلُ إِلَى الْجَوْفِ لَا إِلَى الْمَعِدَةِ وَالْآمَّةُ إِنْ كَانَ يَصِلُ إِلَى الْمَعِدَةِ لٰكِنْ مَا يَصِلُ إِلَيْهَا مِنَ الْجِرَاحَةِ لَا يَحْصُلُ بِهِ الْغِذَاءُ فَلَا تَثْبُتُ بِهِ الْحُرْمَةُ، وَالْحُقْنَةُ لَا تُحَرِّمُ بِأَنْ حُقِنَ الصَّبِيُّ بِاللَّبَنِ فِي الرِّوَايَةِ الْمَشْهُورَةِ. وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهَا تُحَرِّمُ، وَجْهُ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ أَنَّهَا وَصَلَتْ إِلَى الْجَوْفِ حَتَّى أَوْجَبَتْ فَسَادَ الصَّوْمِ فَصَارَ كَمَا لَوْ وَصَلَ مِنَ الْفَمِ، وَجْهُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِي هٰذِهِ الْحُرْمَةِ هُوَ مَعْنَى التَّغَذِّي وَالْحُقْنَةُ لَا تَصِلُ إِلَى مَوْضِعِ الْغِذَاءِ، لِأَنَّ مَوْضِعَ الْغِذَاءِ هُوَ الْمَعِدَةُ وَالْحُقْنَةُ لَا تَصِلُ إِلَيْهَا فَلَا يَحْصُلُ بِهَا نَبَاتُ اللَّحْمِ وَنُشُوزُ الْعَظْمِ وَانْدِفَاعُ الْجُوعِ فَلَا تُوجِبُ الْحُرْمَةَ.

اس سے ثابت ہوا کہ جوف سے مراد معدہ نہیں، بلکہ جسم کا مذکورہ کھوکھلا حصہ ہے جہاں تک دوا رگ میں انجکشن لگانے سے ضرور پہنچ جائے گی۔(مقالہ مولانا دست گیر عالم مصباحی، جامعہ اشرفیہ)

● مسامات بدن کو چھوڑ کر کسی فطری یا غیر فطری منفذ کے ذریعہ دوا ایسے عضو مجوف میں پہنچائی گئی جس کے لیے عضو باطن کا حکم ہے تو ایسی صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا۔

درر میں ہے:(قوله :أو داوى جائفة)هي ما تكون في اللبة والعانة ولا تكون في العنق والحلق، قاله تاج الشريعة. (قوله : فوصل أي الدواء) أطلقه فشمل اليابس ولم يقيده بالرطب كالقدوري بالأن العبرة للوصول إلى الجوف لا لكونه يابسا أو رطبا ـاه (درر الحكام شرح غرر الاحكام ،باب موجب الإفساد في الصوم ،ج٢،ص:٤٦٨)

رگ میں انجکشن لگانے سے روزہ فاسد ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رگ ورید کے ذریعہ جو دوا قلب میں پہنچتی ہے وہ قلب کی حرکات انقباضیہ وانبساطیہ کے توسط سے شریان وورید کی نالیوں سے گزر کر دماغ میں پہنچ جاتی ہے۔اب قلب سے نکل کر دماغ میں پہنچی ہوئی شریان دماغ کا ایک جز بن جاتی ہے اسی جزئیت کی بنا پر اسے شریان الدماغ کہتے ہیں، تو اجزائے دماغ میں دوا کا پہنچنا مسام سے نہیں بلکہ شریان کی نالیوں اور منفذ سے ہوا۔اور کسی دوا کا منفذ سے دماغ میں پہنچنا وصول الی الجوف اور فساد صوم کو مستلزم ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جدید میڈیکل سائنس کی تشریح کے مطابق جوف قلب میں پہنچی ہوئی دوا مسام کا سہارا لیے بغیر شریان و وریدکی نالیوں سے گزرتے ہوئے اور معدہ کی جھلی کو عبور کرتے ہوئے معدہ تک پہنچ جاتی ہے۔جب کہ فساد صوم کے لیے معدہ کی جھلی تک پہنچنا ہی کافی ہے۔تو منفذ کے ذریعہ جو دوا جھلی کو عبور کرتے ہوئے معدہ تک پہنچ جائے وہ بدرجہ اولی مفسد صوم ٹھہرنی چاہیے۔

(مقالہ مولانا حکیم ابرار احمد اعظمی)

تیسرا موقف: یہ ہے کہ انجکشن گوشت میں لگایا جائے یا رگ میں، بہر دو صورت روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار علماے کرام کا ہے جن میں ناظم مجلس شرعی حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی مدظلہ بھی شامل ہیں۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

● جماع اور ملحقات جماع کے علاوہ روزہ توڑنے والی وہ دوا یا غذا ہے جو منافذ اصلیہ کے ذریعہ جوف معدہ یا دماغ تک پہنچے۔اگر مسامات کے ذریعہ کوئی چیز جوف معدہ یا دماغ میں پہنچے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔

علامہ کاسانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”وَمَا وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ أَوْ إِلَى الدِّمَاغِ عَنِ الْمَخَارِقِ الْأَصْلِيَّةِ كَالْأَنْفِ وَالْأُذُنِ وَالدُّبُرِ بِأَنِ اسْتَعَطَ أَوِ احْتَقَنَ أَوْ أَقْطَرَ فِي أُذُنِهِ فَوَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ أَوْ إِلَى الدِّمَاغِ فَسَدَ صَوْمُهُ، أَمَّا إِذَا وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ فَلَا شَكَّ فِيهِ لِوُجُودِ الْأَكْلِ مِنْ حَيْثُ الصُّورَةِ .وَكَذَا إِذَا وَصَلَ إِلَى الدِّمَاغِ ؛ لِأَنَّهُ لَهُ مَنْفَذٌ إِلَى الْجَوْفِ فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَا الْجَوْفِ. . . وَلَوْ وَصَلَ إِلَى الرَّأْسِ ثُمَّ خَرَجَ لَا يُفْسِدُ بِأَنِ اسْتَعَطَ بِاللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ بِالنَّهَارِ ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ عُلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إِلَى الْجَوْفِ ، أَوْ لَمْ يَسْتَقِرَّ فِيهِ. وَأَمَّا مَا وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ أَوْ إِلَى الدِّمَاغِ عَنْ غَيْرِ الْمَخَارِقِ الْأَصْلِيَّةِ بِأَنْ دَاوَى الْجَائِفَةَ وَالْآمَّةَ ، فَإِنْ دَاوَاهَا بِدَوَاءٍ يَابِسٍ لَا يُفْسِدُ ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إِلَى الْجَوْفِ وَلَا إِلَى الدِّمَاغِ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ وَصَلَ يُفْسِدُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَإِنْ دَاوَاهَا بِدَوَاءٍ رَطْبٍ يُفْسِدُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَهُمَا لَا يُفْسِدُ. هُمَا اعْتَبَرَا الْمَخَارِقَ الْأَصْلِيَّةَ، لِأَنَّ الْوُصُولَ إِلَى الْجَوْفِ مِنَ الْمَخَارِقِ الْأَصْلِيَّةِ مُتَيَقَّنٌ بِهِ وَمِنْ غَيْرِهَا مَشْكُوكٌ فِيهِ ، فَلَا نَحْكُمُ بِالْفَسَادِ مَعَ الشَّكِّ . وَلِأَبِي حَنِيفَةَ: إِنَّ الدَّوَاءَ إِذَا كَانَ

رَطْبًا فَالظَّاهِرُ هُوَ الْوُصُولُ لِوُجُودِ الْمَنْفَذِ إِلَى الْجَوْفِ فَيُبْنَى الْحُكْمُ عَلَى الظَّاهِرِ".[بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، فصل:أركان الصيام، ج٤، ص ٢١٣]

● امام ابن الہمام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(قَوْلُهُ وَلَو اكْتَحَلَ لَمْ يُفْطِرْ) سَوَاءٌ وَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ أَوْ لَا ؛لِأَنَّ الْمَوْجُودَ فِي حَلْقِهِ أَثَرُهُ دَاخِلًا مِنْ الْمَسَامِّ وَالْمُفْطِرُ الدَّاخِلُ مِنْ الْمَنَافِذِ كَالْمُدْخَلِ وَالْمُخْرَجِ لَا مِنْ الْمَسَامِّ الَّذِي هُوَ خَلَلُ الْبَدَنِ لِلِاتِّفَاقِ فِيمَنْ شَرَعَ فِي الْمَاءِ يَجِدُ بَرْدَهُ فِي بَطْنِهِ وَلَا يُفْطِرُ.

[فتح القدير، ج٢، ص٣٢٧]

● مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ "انجکشن" کے بارے میں فرماتے ہیں: "فی الواقع انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیوں کہ انجکشن سے دوا جوف میں نہیں جاتی، انجکشن ایسا ہی ہے جیسے سانپ کاٹے، بچھو کاٹے، جیسے ان کے دانت یا ڈنک جوف میں نہیں جاتے اور روزہ فاسد نہیں ہوتا، یوں ہی انجکشن"۔

[فتاویٰ مفتی اعظم، ج۳، ص۳۰۲، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف]۔

اس جواب کے سلسلے میں مولانا محمد ناصر حسین مصباحی نے ایک اشکال ذکر کرکے اس کا جواب بھی دیا ہے۔ اور یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ جسے انھوں نے اہم اشکال کا نام دیا ہے وہ دوسرے موقف کے حاملین کی دلیل کا ایک بنیادی حصہ ہے؛ اس لیے ہم اسے اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

ایک اہم اشکال: فقہاے کرام نے جائفہ میں دوا ڈالنے کو مفسد صوم مانا ہے اور جائفہ صرف پیٹ کے زخم کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ سینہ، پیٹھ، دونوں پہلوؤں، انثیین اور دبر تک کے تمام زخموں کو شامل ہے۔ جیساکہ بدائع الصنائع وغیرہ کتب فقہ کے اندر "کتاب الدیۃ" میں صراحت ہے، لہٰذا دل بھی جوف ہے، رگیں دل سے خون کے آنے جانے کی نالیاں ہیں جو بلا واسطہ منفذ ہیں، لہٰذا رگوں میں لگائے جانے والے انجکشن سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اشکال مذکور کا جواب:

اولاً: بدائع الصنائع، فتاوی عالمگیری، البحر الرائق وغیرہ میں "ما بين اللبة والعانة "یا" هي الصدر والظهر والبطن والجنبان وما بين الأنثيين والدبر" کے ذریعہ جائفہ کی حد بتائی گئی ہے، جوف کی نہیں، جیساکہ عبارت ہی سے ظاہر ہے، حیث قال: "موضع الجائفة ما بين إلخ"، أو قال: "المواضع التي تنفذ الجراحة منها إلي الجوف: هي الصدر إلخ". جائفہ کی حد میں صدر، ظہر، جنبان وغیرہ کو اس لیے داخل کیا گیا ہے کیوں کہ یہ مسئلہ باب دیت کا ہے، اور باب دیت میں صدر، ظہر وغیرہ مقامات کے زخم کی دیت وہی ہے جو پیٹ کے زخم کی ہے۔ یعنی ثُلُث دیت۔

ثانیاً: بنیادی بات یہ ہے کہ انجکشن کے ذریعہ جو زخم ہوتا ہے وہ نہ جائفہ ہے اور نہ ہی آمہ۔ اب اگر رگ کے ذریعہ جوف تک پہنچنے والی دوا کو مفطر صوم مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ ہاتھ کی رگ کا زخم بھی جائفہ میں شامل ہو جائے، حالاں کہ علامہ کاسانی علیہ الرحمۃ نے صاف صراحت کر دی ہے کہ ہاتھ، پیر وغیرہ میں جائفہ نہیں ہو سکتا۔

ثالثاً: جائفہ کی تعریف سے جوف کے معنیٰ کا تعیّن نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ جائفہ، جنبان اور ظہر سب کو شامل ہے۔ اور فقہاے کرام جوف کی تعبیر بطن سے کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بطن، ظہر کو شامل نہیں، اس لیے کہ بطن خلافِ ظہر کا نام ہے۔

ناظم مجلس شرعی علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی مدّ ظلہ اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" یہ امر تو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ اکل و شرب و جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس بنا پر ہمارے فقہاے کرام نے فرمایا کہ جو چیز اکل و شرب و جماع کے معنی میں ہو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ منہ سے کوئی چیز پیٹ میں پہنچانا اکل و شرب ہے اور منفذ سے جوف معدہ یا اس کی نالی میں پہنچانا اکل و شرب کے معنی میں ہے۔

مسامات کے ذریعہ جوف میں کوئی شے داخل ہو تو یہ اکل و شرب حقیقۃً، صورۃً، معنیً کچھ بھی نہیں کہ اس کے تحقق کے لیے منفذ سے جوف میں جانا ضروری ہے اور انجکشن سے بذریعہ مسام خون کی رگوں میں یا گوشت میں دوا پہنچائی جاتی ہے یعنی غیر منفذ سے غیر جوف میں، لہٰذا اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

واضح ہو کہ مسامّ سَمّ الإبرة سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: سوئی کا سوراخ۔ تو انجکشن کی سوئی سے بنا ہوا سوراخ منفذ نہیں، مسام ہی ہے۔ معنیً اکل و شرب سے ہٹ کر صرف مقصد کی بنا پر کوئی حکم جاری نہیں کیا جا سکتا ورنہ پانی میں دیر تک غوطہ لگا کر ٹھنڈک حاصل

کرنے سے بھی روزہ فاسد ہونا چاہیے۔

بیش تر اجتہادی مسائل صراحت کے ساتھ کتاب و سنت میں مذکور نہیں، ہاں وہ کتاب و سنت سے ماخوذ ضرور ہوتے ہیں، یہی حال فساد صوم کے لیے منفذ اور جوف کی شرطوں کا بھی ہے کہ شرط کے عنوان سے ان کا ذکر کتاب و سنت میں نہیں ہے مگر کلامِ الٰہی و کلامِ رسول - جلّ وعلا - و - ﷺ - کو عہد رسالت کے عرف کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کیجیے تو محسوس ہوگا کہ دونوں شرطیں کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں۔ (مقالہ حضرت مفتی صاحب ص:۳)

پھر آگے چل کر ص:۸ پر لکھتے ہیں:

" منہ ایک منفذ ہے جو عہد رسالت اور اہل عالم کے عرف عام کی وجہ سے منصوص و مصرّح و مشروط کے درجے میں ہے، اسی کے ساتھ فقہانے بدن کے ایسے تمام خِلقی اور مصنوعی منافذ کو بھی ملحق کر دیا ہے جن کے ذریعہ کوئی دوا یا غذا یا کوئی اور چیز جوف شکم میں پہنچے۔

اور جوفِ شکم کی حد وہی ہے جو عام طور پر ہمارے عرف میں سمجھی جاتی ہے اسی کو "جوفِ معدہ" اور عام بول چال میں پیٹ کہا جاتا ہے یعنی جہاں کھانا یا پانی پہنچتا ہے۔

پیٹ کا تعلق اوپر حلق سے نیچے مقعد تک ہے، حلق سے نیچے جو چیز آتی ہے وہ کچھ نہ کچھ معدے میں بھی جاتی ہے اور اس کا حکم باطن کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ قے حلق تک جاکر واپس ہو جائے تو اسے حدث و ناقض وضو نہیں مانا جاتا۔ اور فضلہ تیار ہو کر مقعد تک جاتا ہے تو اس پر خارج کا حکم نہیں جاری ہوتا، بلکہ اسے باطن ہی کے حکم میں شرعاً مانا جاتا ہے لہٰذا حدث اور نقض وضو کا حکم نہیں دیا جاتا۔ تو معلوم ہوا کہ حلق سے شکم تک اور شکم سے مقعد تک کا راستہ شرعاً باطن ہونے کے باعث "بطن" کے حکم میں ہے۔

کوئی ایسا کام جس کا قرار واقعی ادراک و شعور بندے کے لیے دشوار ہو اور اس کا کوئی سبب ظاہر ہو تو اس سبب کے وجود کو ہی مسبب کا وجود تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

شریعت کی نگاہ میں کھانے ، پینے سے اصل مقصود۔ جس پر فریضۂ صوم کی بنیاد ہے۔ شہوتِ شکم کی تسکین ہے یعنی آسودگی و سیرابی جو معدے میں کھانا اور پانی کے پہنچنے سے حاصل ہوتی ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ معدے میں کھانا اور پانی کے پہنچتے ہی تسکین حاصل ہونی شروع ہو جاتی ہے اور قوت تیزی سے بحال ہونے لگتی ہے حالاں کہ کھانا چار، پانچ گھنٹے میں ہضم ہو کر گلوکوز بنتا ہے، اگر اصل مقصد گلوکوز کا حصول تھا تو تسکین چار گھنٹے پر ملنی چاہیے اور قوت اس کے بعد بحال ہونی چاہیے، مجھے اس "مقصدِ انہضام" سے انکار نہیں لیکن "اس مقصد پر صوم کی بنیاد ہے" اس سے ضرور انکار ہے۔

صوم کی تعریفات دیکھ لیجیے، کتاب و سنت سے اس کی حقیقت کا ادراک کر لیجیے یا اسرار الصوم کا جائزہ لے لیجیے سب سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ شریعت طاہرہ نے صوم کی بنیاد مقصد انہضام (گلوکوز کے حصول) پر نہیں رکھی، بلکہ شہوتِ شکم کی تسکین یعنی کھانے، پینے کے فطری نظام پر رکھی ہے۔

الغرض اکل و شرب کا مقصد ثانوی گلوکوز کا حصول ہے، مگر اس پر شریعت نے صوم کی بنیاد نہیں رکھی؛ اس لیے اس مقصد میں یگانگت کے باوجود انجکشن لگانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

اور اکل و شرب کا مقصد اصلی جس پر شریعت نے صوم کی بنیاد رکھی ہے اس میں اور انجکشن کے ذریعہ چڑھائے جانے والے مصنوعی گلوکوز میں کوئی یگانگت نہیں ہے۔

الغرض صوم کی تعریف کے بنیادی عناصر— ● منفذ ●جوف ●اکل و شرب ●کف عن قضاء الشہوتین— کی تشریحات سے بخوبی عیاں ہو جاتا ہے کہ گوشت یا رگ میں انجکشن لگانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

جوف اور منافذ اصلیہ

اب یہاں جوف اور منافذ کی قدرے تشریح مناسب معلوم ہوتی ہے؛ اس لیے ہم اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں۔ جوف کی اقل مقدار معدہ ہے، لیکن وہ منافذ جو معدہ تک پہنچتے ہیں وہ بھی جوف کے حکم میں ہیں، لہٰذا فقہاے احناف کے نزدیک دماغ، حلق، اور حقنہ رکھنے کی جگہ سے لے کر اوپر معدہ تک "پوری چھ فٹ کی آنتیں یعنی مستقیم، پھر قولون، پھر اعور (اندھی آنت) پھر رقیق، پھر صائم (یعنی اثنی عشری، کتاب کے اوراق کی طرح کی آنت) پھر بوابۃ المعدہ" سب جوف کے حکم میں ہیں، اس لیے کہ یہ سب منافذ اصلیہ کے حصّے ہیں جو معدے تک براہ راست پہنچتے ہیں۔ اور وہ منافذ یا مخارق جو براہ راست معدے تک پہنچتے ہیں قدرتی طور پر پانچ ہیں: (۱) منہ (۲) کان (۳) ناک (۴) دبر (۵) عورت کی شرم گاہ۔

ان میں سے ہر ایک کی حد ہے، جب تک اُس حد تک غذا نہیں

پہنچے گی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

منہ کی حد: ''حلق'' ہے اس لیے کہ جو چیز حلق میں پہنچ جاتی ہے وہ ضرور معدے میں پہنچ جاتی ہے۔ **کان اور ناک کی حد** ''دماغ'' ہے، کان میں جو تیل ڈالا جاتا ہے یا ناک میں جو چیز چڑھائی جاتی ہے وہ پہلے دماغ میں جاتی ہے، پھر دماغ سے معدے میں پہنچتی ہے۔ **دبر کی حد** ''محقنہ'' یعنی وہ جگہ جہاں حقنہ کے لیے سینگی کو رکھا جاتا ہے۔ دبر ابتدا سے لے کر کچھ آگے دو، تین انچ تک سیدھی ہوتی ہے، اُس کے بعد کج ہو کر ''امعاے غلیظہ'' (بڑی آنت) سے مل جاتی ہے۔ اور طبی اعتبار سے ثابت ہے کہ امعاے غلیظہ پانی وغیرہ کو چوس لیتی ہیں۔ لہٰذا اگر دبر میں کج ہونے کی جگہ تک دوا پہنچا دی گئی تو وہ یقیناً آنت میں چلی جائے گی، اور آنت جوف میں شامل ہے، کیوں کہ اُس کا تعلق براہ راست معدہ سے ہے، اس لیے کہ معدے میں جو کھانا پانی وغیرہ ٹھہرتا ہے وہ بالآخر آنت ہی میں آتا ہے۔ **شرمگاہِ زن کی حد** ''فرج داخل'' ہے۔

یہی پانچ منافذ ہیں جو معدے تک جاتے ہیں، فقہاے کرام ان کی تعبیر کبھی ''منافذ اصلیہ''، کبھی مخارق اصلیہ کبھی صرف ''منافذ'' یا ''مخارق'' اور کبھی ''مسالک'' سے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ منافذ جو معدہ تک پہنچتے ہیں جیسے دماغ، حلق، اور حقنہ رکھنے کی جگہ سب خود جوف نہیں لیکن جوف کے حکم میں ہیں۔

(مقالہ مولانا محمد ناصر حسین مصباحی، جامعہ اشرفیہ)

چند شبہات اور ان کے جوابات

اس سوال کے جواب کے تحت مفتی رضاء الحق اشرفی نے چند شبہات ذکر کرکے ان کے جوابات بھی دیے ہیں۔ اور یہ ایک اتفاق ہے کہ یہ شبہات بحیثیت دلیل مفتی عبدالرحیم اکبری صاحب، راجستھان کے مقالے میں موجود ہیں؛ اس لیے ہم اس مقام پر ان میں سے دو شبہات مع جوابات اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

شبہہ نمبر ایک: اگر یہ شبہہ وارد کیا جائے کہ جدید طبی تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کان سے دماغ اور معدہ تک کوئی منفذ نہیں پھر بھی باتفاق ائمہ اربعہ کان میں دوا یا تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فساد صوم کے لیے دوا کا دماغ یا معدہ میں پہنچنا شرط نہیں۔ دوا کا جسم میں داخل ہونا کافی ہے۔ یہ جزئیہ انجکشن سے روزہ ٹوٹنے کی دلیل ہے۔

اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ فقہاے کرام کے نزدیک منفذ اصلی جو دماغ یا معدہ تک پہنچنے والا ہو اس کے اندر دوا کا دخول ہی فساد صوم کے لیے کافی ہے۔ جیسا کہ مقعد میں مقام حقنہ میں دوا کا دخول حکماً معدہ کے اندر دوا کا دخول ہے، اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیوں کہ باطن بطن کے حکم میں ہے۔ اسی طرح ناک میں اس جگہ سے آگے دوا پہنچائی جہاں تک غسل میں پانی پہنچانا واجب ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، کیوں کہ وہ حکماً باطنِ دماغ ہے۔ اسی طرح کان کے اندر پردے تک دوا یا تیل پہنچے تو روزہ فاسد ہو گا؛ کیوں کہ کان کا وہ حصہ حکماً باطنِ راس ہے۔ اور باطنِ راس میں دوا پہنچانا مفسد صوم ہے۔ انجکشن والا مسئلہ اس کی نظیر نہیں بن سکتا؛ کیوں کہ جلد، گوشت یا نس میں انجکشن کے ذریعہ دوا جسم کے خون میں پہنچانا منفذ سے براہ راست بطن راس یا بطن معدہ میں دوا کا ادخال نہیں ہے؛ اس لیے کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہو گا اور جسم میں انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

شبہہ نمبر دو: اگر یہ شبہہ وارد کیا جائے کہ کوئی شخص حالت روزہ میں بھوک پیاس مٹانے یا جنسی طاقت کے لیے انجکشن لے اور اعتراض کرے کہ حدیث میں ہے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے اور حدیث قدسی ہے اللہ نے فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا، روزہ رکھنے والا میرے لیے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرتا ہے۔ حالاں کہ روزہ رکھنے کے باوجود اس کی شہوت کم نہیں ہوئی اور روزے میں بھوک پیاس کی شدت برداشت نہیں کی، پھر بھی اللہ کی طرف سے خاص بدلہ کا مستحق ہو گیا۔ اس اعتراض سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ کہا جائے کہ انجکشن لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جس شخص نے حالت روزہ میں انجکشن لیا درحقیقت اس کا روزہ ہوا ہی نہیں۔

اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ شارع علیہ السلام پر کوئی مسلمان ایسا اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور کافر کرے تو اس کا معقول جواب بھی ہے۔ پھر یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ کسی عبادت کا باطل ہونا اور ہے اور اس کے فوائد و ثمرات سے محرومی اور ہے۔ عبادت کسی رکن کے فوت ہونے سے باطل ہوتی ہے، عبادت کے فوائد و نتائج اور ثواب سے محرومی کے لیے عبادت کا باطل ہونا ضروری نہیں۔ عبادت کی ادائگی صحیح ہونے کے باوجود آدمی اس کے فوائد و ثمرات سے محروم ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص ریاکاری کے طور پر نماز

پڑھ رہا ہے لیکن ارکان کی ادائگی صحیح صحیح کر رہا ہے تو اس کی نماز کو باطل نہیں کہا جائے گا، ہاں اس کی نماز کو بے فائدہ اور بے ثواب کہا جائے گا اور نماز ادا کرنے کے باوجود اس کو گناہ کبیرہ کا مرتکب اور مستحق ویل کہا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر بھوک پیاس مٹانے اور جنسی طاقت کے لیے اور مقصود شارع پر اعتراض کرنے کے لیے حالت روزہ میں انجکشن لگوائے تو وہ روزے کے ثمرات وفوائد سے محروم رہے گا، بلکہ مقصود شارع پر اعتراض کرنے کے لیے ایسا کرے تو ایمان سے خارج ہو جائے گا، پھر اس کا روزہ کہاں رہا۔

[تیسرا سوال اور اس کے جوابات]

سوال (۳): روزے کی حالت میں ڈائلیسس (خون کی صفائی) کرانا جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ یہ کام رات کو بھی ہو سکتا ہے۔ اگر روزہ دار نے ڈائلیسس کرایا تو اس کا روزہ رہے گا یا نہیں؟ اور روزہ ٹوٹنے کی صورت میں اس پر صرف قضا ہوگی یا کفارہ بھی؟

اس کے جواب میں اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر بیماری اس حد تک ہے جس میں از روے شرع روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو روزے کی حالت میں ڈائلیسس کرانا جائز ہوگا، لیکن اب رہ گیا یہ مسئلہ کہ ڈائلیسس کرانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں ہمارے مقالہ نگار علماے کرام تین خانوں میں بٹے ہوئے ہیں:

[الف]: ایک موقف یہ ہے کہ ڈائلیسس کی مذکورہ دونوں صورتوں (ہیموڈائلیسس اور پیری ٹونیل ڈائلیسس) میں روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی، کفارہ نہیں۔ یہ موقف نو (۹) علماے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

● ہیموڈائلیسس کے مفسد صوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لبّہ سے عانہ تک جو بھی کھوکھلی اور قابل شغل وفراغ جگہ ہے وہ سب جوف کا دائرہ ہے، نیز رگ ورید کا تعلق جوف میں واقع اعضاے باطنہ دل، دماغ، جگر، پھیپھڑا، گردہ، معدہ، مثانہ سب سے ہوتا ہے؛ اس لیے رگ میں داخل کی جانے والی دوا شریان و ورید کے ذریعہ گردش کرتے ہوئے جملہ اعضاے باطنہ تک پہنچتی ہے۔ اور جوف میں واقع اعضاے باطنہ تک دوا کا پہنچنا وصول الی الجوف کو مستلزم ہے؛ اس لیے ہیموڈائلیسس کی مذکورہ صورت کو مفسد صوم ہونا چاہیے۔

اور دوسری صورت جو پیری ٹونیل کی ہے یہ اس لیے مفسد صوم ہونی چاہیے کہ اس عمل میں جلد کی موٹی تہ کو عبور کرتے ہوئے ایک جوف دار سوئی براہ راست شکمی اعضا میں اور جوف کی اس جھلی تک پیوست کر دی جاتی ہے جو جوف ہی کا ایک حصہ ہے، تو جوف دار سوئی کا براہ راست جوف میں پیوست ہونے کی وجہ سے یہ جائفہ کی شکل ہو گئی اور جائفہ سے جوف تک دوا پہنچانا مفسد صوم ہے، جیسا کہ پہلے سوال کے جواب میں تفصیل سے گزرا۔

[ب]: دوسرا موقف یہ ہے کہ ڈائلیسس کی مذکورہ دونوں صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ یہ موقف دس علماے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

● ہیموڈائلیسس میں صاف شدہ خون ایک پائپ کے ذریعہ مصنوعی گردہ سے نکل کر وین (ورید) میں جاتا ہے، پھر اس سے وہ دل کے دائیں بطن میں پہنچتا ہے۔ اب دل سے پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے، وہاں خون میں موجود دخانی مادے باریک باریک مسامات کے ذریعہ خون سے نکل کر نالیوں میں آجاتے ہیں اور ہوا کی نالیوں سے ہوا کا مفید اور اچھا حصہ (نسیم) جذب ہو کر خون میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر یہی خون شرائین وریدیہ کے ذریعہ قلب کے بائیں اذن میں پہنچتا ہے جو اسے بائیں بطن میں بھیج دیتا ہے اور جب یہ بایاں بطن سکڑتا ہے تو یہ خون شریان اعظم میں جا کر بدن کی تمام شریانوں میں پھیل جاتا ہے۔

(تشریح صغیر، ص:۱۸۱، ۱۸۲ ملخصًا)

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہوا کہ کیمیائی اور غذائی مواد سے مخلوط صاف شدہ خون منفذ کے ذریعہ کسی معتبر جوف میں نہیں جاتا۔ ہاں! اس کے اثرات اس تک ضرور پہنچتے ہیں؛ اس لیے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

دوسرے طریقے میں بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ جب پیری ٹونیل فلوئڈ جوف شکم میں داخل کیا جاتا ہے تو وہاں موجود آبی جھلی خون اور مُصَفّٰی خون پانی کو باہم ملنے سے روکتی ہے اور اس میں پائے جانے والے نَہایت چھوٹے چھوٹے سوراخ فضلات کو مُصَفّٰی خون سیال مادہ میں منتقل کرنے اور مُصَفّٰی خون پانی میں شامل شکر، نمکیات اور معدنیات کو خون میں منتقل کرنے کا کام کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خون صاف کرنے والا سیال مادہ جوف شکم تک محدود رہتا ہے، وہ کسی منفذ کے ذریعہ جوف معدہ میں منتقل نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پانی میں شامل شکر، نمکیات اور معدنیات مسامات کے ذریعہ خون میں منتقل ہو جاتی ہیں اور خون کے زہریلے اور مضر فضلات

مسامات کے ذریعہ ہی نکل کر پانی میں آتے ہیں۔اس پانی کی قلیل مقدار بھی اوعیۂ دمویہ میں داخل نہیں ہوتی ۔ اس لیے ان امور کے پیش نظر روزہ فاسد ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(مقالہ مولانا محمد عارف اللہ مصباحی، محمد آباد)

[ج] تیسرا موقف یہ ہے کہ ہیموڈائلیسس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور پیری ٹونیل ڈائلیسس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار علمائے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

● ہیموڈائلیسس سے روزہ فاسد نہ ہونے کے دلائل تقریباً وہی ہیں جو دوسرے موقف (ب) میں مذکور ہیں، اسی طرح پیری ٹونیل ڈائلیسس سے روزہ فاسد ہونے کے دلائل طرز استدلال میں قدرے اختلاف کے ساتھ وہی ہیں جو پہلے موقف (الف) میں مذکور ہیں۔ اس لیے ہم یہاں انھیں نقل نہیں کر رہے ہیں صرف ایک دلیل اور حوالے کی بعض عبارتیں جو پہلے نقل نہیں ہوئی ہیں یہاں درج کرتے ہیں:

● ہیموڈائلیسس میں جو خون یا دوائیں چڑھائی جاتی ہیں وہ رگوں کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہیں، اور پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ رگوں کے ذریعہ کسی چیز کا چڑھانا مفسد صوم نہیں۔ اس لیے کہ رگوں کے ذریعہ چڑھائی جانے والی دوا، خون یا پانی براہ راست جوف میں نہیں جاتا، بلکہ پہلے دل میں جاتا ہے پھر مسامات کے ذریعہ جسم کے مختلف حصوں میں سرایت کر جاتا ہے؛ لہٰذا اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اور پیری ٹونیل ڈائلیسس میں باضابطہ آپریشن کر کے پیٹ کی جھلی میں سوراخ کر دیا جاتا ہے، پھر اس کے اندر پائپ ڈال کر "پیری ٹونیل فلوڈ" نامی پانی ڈالا جاتا ہے۔ فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ جائفہ میں اگر دوا ڈالی گئی اور پیٹ میں پہنچ گئی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بہار شریعت میں ہے: "دماغ یا شکم کی جھلّی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی، اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک ، اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی جب بھی جاتا رہا، اور خشک تھی تو نہیں "۔

[حصہ پنجم، ص۹۸۹، مکتبۃ المدینہ]

اور اسی میں ہے: "کان میں تیل ٹپکایا، یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی، یا حقنہ لیا، یا ناک سے دوا چڑھائی... ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔[ایضا، ص۹۸۹]

[چوتھا سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۴) : روزے کی حالت میں دمہ کے مریض کو انہیلر استعمال کرنے کی رخصت ہوگی ، اور اس کے باوجود اس کا روزہ درست ہو جائے گا اور قضا نہیں کرنی پڑے گی ، یا اسے روزے کے بدلے فدیہ دینا پڑے گا؟

دمہ کے مریض جو انہیلر کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے، انھیں بالاتفاق روزے کی حالت میں انہیلر استعمال کرنے کی رخصت و اجازت ہوگی۔ اب رہ گیا یہ مسئلہ کہ اس سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں ہمارے سامنے دو نظریات ہیں۔

[الف]: ایک نظریہ یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں انہیلر لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ یہ نظریہ صرف حضرت مولانا محمد شہاب الدین اشرفی، کچھوچھہ شریف کا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے:

● انہیلر میں دوا کا اثر تو معدہ تک ضرور پہنچتا ہے لیکن حقیقتاً دوا کا معدہ تک پہنچنا یقینی نہیں ؛ اس لیے کہ انہیلر لینے میں جب دوا آکسیجن سے مل جاتی ہے تو وہ اپنی ہیئت اور مادہ کے ساتھ باقی نہیں رہتی ۔ اگر دوا اپنی ہیئت اور مادہ کے ساتھ یا اپنی حقیقت کے ساتھ موجود رہے تو پھیپھڑے میں موجود فاسد مادہ میں اسہال ہرگز پیدا نہیں کرے گی، یہی وجہ ہے کہ انہیلر لینے میں صرف دوا کا اسپرے کیا جائے تو دوا حقیقتاً معدے تک پہنچ جائے گی اور پھیپھڑے میں موجود فاسد مادہ میں اسہال پیدا نہیں ہوگا؛ اس لیے دوا کو آکسیجن میں ملا کر اس کی رقیت کو ہوائیت میں بہت حد تک تبدیل کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ دوا پھیپھڑے تک پہنچ کر فاسد مادوں میں اثر انداز ہو۔

[مقالہ مولانا محمد شہاب الدین اشرفی، کچھوچھہ شریف]

[ب]: دوسرا نظریہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں انہیلر استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا ، بعد صحت قضا لازم ہوگی اور اگر قبل شفا موت آجائے تو اس وقت وصیت کرنا واجب ہوگا ۔ یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار حضرات کا ہے۔

ان کے دلائل یہ ہیں:

● انہیلر کی دوا میں تین چیزیں شامل ہوتی ہیں: (۱) کیمیاوی مواد (۲) پانی (۳) آکسیجن۔ جب انہیلر کا ماؤتھ پیس دبایا جاتا ہے تو انہیلر سے ایک ایم ایل دوا خارج ہوتی ہے جو گیس کی صورت میں اسپرے ہو کر

پھیپھڑے میں چلی جاتی ہے، اور زبان کی سطح پر پانی اور کچھ ذرات رہ جاتے ہیں، جسے بعد میں کلی کر کے باہر نکالنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اس میں چوں کہ دوا کے اجزا حلق کے راستے معدے میں پہنچ جاتے ہیں، اس لیے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (مقالہ مولانا محمد ناصر حسین مصباحی، جامعہ اشرفیہ)

● انہیلر لینے میں آکسیجن ، دوا اور پانی تینوں چیزیں منہ کے راستے سے حلق میں اتاری جاتی ہے اور یہ صورت یقیناً مفسد صوم ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اگر صائم اپنے قصد وارادہ سے اگر یا لوبان خواہ کسی شَے کا دُھواں یا غبار اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے حالت نسیان صوم داخل کرے، مثلاً بخور سلگائے اور اسے اپنے جسم سے متّصل کر کے دُھواں سُونگھے کہ دماغ یا حلق میں جائے تو اس صورت میں روزہ فاسد ہوگا۔

در مختار میں ہے: **و مفاده أنه لو أدخل حلقه الدخان أفطر أيَ دخان كان ولو عودا أو عنبرا لو ذاكراً لإمكان التحرز عنه فليتنبه له كما بسطه الشرنبلالي.**

علامہ شرنبلالی نے غنیہ ذوی الاحکام وامداد الفتاح ومراقی الفلاح تینوں کتابوں میں فرمایا، **وهذا لفظ المراقي: وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه من أدخل بصنعه دخانا حلقه بأي صورة كان الإدخال فسد صومه سواء كان دخان عنبر أو عود أو غيرهما حتى من تبخر ببخور فآواه إلى نفسه واشتمّ دخانه ذاكراً لصومه أفطر لإمكان التحرز عن إدخال المفطر جوفه ودماغه، وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس فلينبه له. ولا يتوهم أنه كشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسك وشبهه وبين جوهر دخان وصل إلى جوفه بفعله.** [فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۵۸۸، ۵۸۹، رضا اکیڈمی، ممبئی]

● بہار شریعت میں ہے: ''جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انھیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبل شفا موت آجائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کریں''۔ (حصہ پنجم، ص: ۹۸۲)

● فتاویٰ رضویہ میں ہے: فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آیندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لیے فدیہ کا حکم ہے۔

(ج ۴، ص: ۶۰۲)

● اسی میں ص: ۶۱۱ پر ہے: ''کنز'' میں ہے: **الشيخ الفاني هو يفدي فقط** ''غیر فانی پر قضا فرض ہے۔ پیش از قضا قضا آجائے تو فدیہ کی وصیت واجب، **كما في رد المحتار وغيره من الأسفار.**

● فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **''وَلَوْ قَدَرَ عَلَى الصِّيَامِ بَعْدَ مَا فَدَى بَطَلَ حُكْمُ الْفِدَاءِ الَّذِي فَدَاهُ حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ. هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ''.** [الباب الخامس: الأعذار التي تبيح الإفطار، ج ۵، ص ۳۳۲]

[پانچواں سوال اور اس کے جوابات]

سوال (۵) : دوا کے ساتھ یا دوا کے بغیر روزے کی حالت میں کیتھیٹر کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر کسی نے داخل کیا تو اس کا روزہ رہے گا یا ٹوٹ جائے گا ، پھر اس پر قضا ہوگی یا قضا کے ساتھ کفارہ بھی ؟

اس سوال کے جواب میں ہمارے مفتیان کرام دو خانوں میں بٹے ہوئے ہیں:

[الف] ایک موقف یہ ہے کہ احلیل میں کیتھیٹر ڈالا گیا اور دوا مثانے تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی۔ یہ موقف چار علمائے کرام کا ہے۔

ان کے دلائل یہ ہیں:

● پیشاب کی نالی میں کیتھیٹر داخل کر کے اس کے ذریعہ مثانے میں دوا داخل کرنا عورتوں کے حق میں بدو وجوہ اور مردوں کے حق میں بیک وجہ مفسد ومفطر ہے۔ عورتوں کے حق میں پہلی وجہِ فساد دوا کا منفذ اصلی یعنی مبال المرأۃ کے راستے خارج سے دخول جوف ہے، در مختار میں ہے ''**ولو أدخلت قطنة إن غابت فسد وإن بقى طرفها في فرجها الخارج لا.**

(كتاب الصوم ،باب ما يفسد ومالا يفسده)

فتاوی رضویہ میں ہے: فرج داخل خود جوف ہے۔

(ج ۱۰، باب مفسدات الصوم)

دوسری جگہ ہے: پچکاری سے مرد کا روزہ نہ جائے گا ، عورت کا جاتا رہے گا۔ (ایضًا)

اور عورتوں کے حق میں دوسری وجہِ فساد اور مردوں کے حق میں مطلقاً وجہِ فساد صلاحِ بدن ہے جس کا طریقہ یہاں دوا کی اثراندازی ہے۔

● اگر مجراے بول کے بالائی سرے اور عنق مثانہ کو عبور کرتے

ہوئے کیتھیٹر کا بالائی سرا جوف مثانہ تک پہنچادیا گیا پھر کیتھیٹر کے جوف دار نالی کے باہری سرے میں سرنج لگاکر جوف مثانہ تک دوا پہنچائی گئی تو چند وجہوں سے روزے کا فاسد ہونا راجح معلوم ہوتا ہے:

وجہ اول: جس طرح قبل ودبر میں دواڈالنے کی صورت میں دوا کا معدے تک نہ پہنچنے کے باوجود فساد روزہ کا حکم ہے۔ یہی حکم مثانہ کا بھی ہونا چاہیے کہ یہ بھی ایک بطن اور جوف ہے۔

وجہ دوم: کتب متون میں امام اعظم کا یہ مذہب منقول ہے کہ احلیل میں دواڈالنا مفسد صوم نہیں، رہا دوا کا مثانہ تک پہنچادینا تو اس تعلق سے ظاہر الروایۃ میں سکوت ہے۔ مگر نادرالروایۃ میں امام اعظم سے یہ مسئلہ منصوص ہے کہ اگر دوا مثانہ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ نادرالروایۃ اور ظاہر الروایۃ میں تعارض نہ ہونے کی صورت میں مقلد کے لیے نادرالروایۃ کی طرف رجوع کرنا ہی متعیّن ہے۔

وجہ سوم: دیگر نظائر جوف (قبل، دبر) پر حمل کرتے ہوئے مثانہ کو ایک مستقل جوف قرار دینا اور مثانہ تک دوا پہنچانے کی صورت میں روزہ کا فاسد ہو جانا مطابق درایت اور موافق روایت ہے۔

وجہ چہارم: امام کا قول تو یہ ہے کہ احلیل میں دواڈالی اور مثانہ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا، گویا کہ امام کے نزدیک روزہ فاسد ہونے کی علت دوا کا جوفِ مثانہ تک پہنچنا ہے۔ اس لیے احلیل میں دواڈالنے سے روزہ کے فساد وعدم فساد کو معدہ سے مربوط کرنا" **توجیه القول بما لایرضی به القائل** "کی جانب رخ کیے ہوئے ہے۔ ولہٰذا مناسب توجیہ وہ ہے جو حجۃ الاسلام امام ابوبکر رازی نے تفسیر جصاص میں بیان فرمائی کہ فساد روزہ کی علت خود جوف مثانہ میں دوا کا پہنچنا ہے۔ (مقالہ مولانا حکیم ابرار احمد اعظمی)

[ب] دوسرا موقف یہ ہے کہ احلیل میں کیتھیٹر داخل کرنا دوا کے ساتھ ہو یا بغیر دوا کے ہو، بہر دو صورت مفسد صوم نہیں ہے۔ یہ نظریہ باقی تمام علمائے کرام کا ہے۔ پھر ان میں اکثر یعنی (۲۶) حضرات کے مقالے میں اس مسئلے کا بھی ذکر ہے کہ "اگر قبل میں کیتھیٹر کے ذریعہ دوا اندر پہنچائی گئی تو عورت کا روزہ فاسد ہوجائے گا اور اس صورت میں صرف قضا لازم ہوگی، کفارہ نہیں۔

ان کے دلائل یہ ہیں:

● بہار شریعت میں عالم گیری کے حوالے سے ہے:

" مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا، اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا"۔

[حصہ پنجم، ص۹۸۷، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

● اسی میں بحوالہ در مختار، ردالمحتار وعالم گیری ہے:

"عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا، اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا، اور خشک انگلی پاخانے کے مقام میں رکھی، یا عورت نے شرم گاہ میں تو روزہ نہ گیا، اور بھیگی تھی یا اُس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا۔ بشرطے کہ پاخانے کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔" (ج۱، حصہ۵، ص:۹۸۶)

● امام فخر الدین زیلعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

قَالَ رَحِمَهُ اللهُ (وَإِنْ أَقْطَرَ فِي إِحْلِيلِهِ لَا) أَيْ لَا يُفْطِرُ سَوَاءٌ أَقْطَرَ فِيهِ الْمَاءَ أَوِ الدُّهْنَ وَهٰذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ يُفَطِّرُهُ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٌ تَوَقَّفَ فِيهِ. وَقِيلَ هُوَ مَعَ أَبِي يُوسُفَ. وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ. وَهٰذَا الِاخْتِلَافُ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ هَلْ بَيْنَ الْمَثَانَةِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ أَمْ لَا وَهُوَ لَيْسَ بِاخْتِلَافٍ عَلَى التَّحْقِيقِ. وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ لَا مَنْفَذَ لَهُ وَإِنَّمَا يَجْتَمِعُ الْبَوْلُ فِيهَا بِالتَّرْشِيحِ كَذَا يَقُولُ الْأَطِبَّاءُ. وَهٰذَا الِاخْتِلَافُ فِيمَا إِذَا وَصَلَ إِلَى الْمَثَانَةِ وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَصِلْ بِأَنْ كَانَ فِي قَصَبَةِ الذَّكَرِ بَعْدُ لَا يُفْطِرُ بِالْإِجْمَاعِ. وَبَعْضُهُمْ جَعَلَ الْمَثَانَةَ نَفْسَهَا جَوْفًا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ. وَحَكَى بَعْضُهُمُ الْخِلَافَ مَا دَامَ فِي الْقَصَبَةِ وَلَيْسَا بِشَيْءٍ. وَاخْتَلَفُوا فِي الْإِقْطَارِ فِي قُبُلِهَا وَالصَّحِيحُ الْفِطْرُ". [تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، باب مايفسد الصوم وما لا يفسده، ج۴، ص۱۱۷]

[چھٹا سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۶): روزہ دار کے لیے سخت تکلیف کے وقت بواسیر یا قبض توڑنے کے لیے کیتھیٹر کے ذریعہ مقعد میں دوا داخل کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں تمام مقالہ نگار علمائے کرام اس امر پر متفق ہیں کہ صورت مذکورہ میں کیتھیٹر کے ذریعہ مقعد میں دوا داخل کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں ہمارے سامنے دو موقف ہیں:

[الف] ایک موقف یہ ہے کہ روزہ دار کے لیے کیتھیٹر کے ذریعہ مقعد میں دواڈالنا مفسد صوم نہیں ہے۔ یہ موقف صرف حضرت

مولانا محمد شہاب الدین اشرفی ،کچھوچھہ شریف کا ہے۔

وہ اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:فقہاے کرام نے مقعد میں دوا ڈالنے کے وقت روزہ کے ٹوٹنے کا قول اسی صورت میں کیا ہے جب کہ مقعد میں دوا ڈالنے سے دوا حقیقتاً معدہ تک پہنچ جائے۔اس لیے کہ روزہ ٹوٹنے کے لیے صالح بدن دوا یا غذا کا معدہ تک پہنچنا ضروری ہے۔فقہانے حقنہ لگانے سے مقعد کے اس موضع تک دوا پہنچنے کو شرط قرار دیا جہاں سے دوا جوف معدہ تک پہنچتی ہے۔

پس میری تحقیق کے مطابق جدید طریقۂ علاج میں کیتھیٹر یا ٹیوب سے مقعد میں دوا ڈالنا مفسد صوم نہیں ہے؛اس لیے کہ دوا کا جوف معدہ تک پہنچنا یقینی نہیں ہے۔(مقالہ مولانا محمد شہاب الدین اشرفی)

[ب]:دوسرا موقف یہ ہے کہ کیتھیٹر کے ذریعہ مقعد میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار علماے کرام کا ہے۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

● کیتھیٹر کے ذریعہ مقعد میں دوا ڈالنا حقنہ کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے؛اس لیے روزے کی حالت میں کیتھیٹر کے ذریعہ مقعد میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا اور قضا لازم ہوگی۔صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا،یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا،روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے“۔(در مختار) ...”حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی...ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے،کفارہ نہیں“۔

(در مختار وغیرہ)[بہار شریعت،حصہ پنجم،ص۹۸۷،۹۸۹،مکتبۃ المدینہ]

● محیط برہانی میں ہے:

”وإذا احتقن يفسد صومه،وإذا استنجى وبالغ حتى وصل الماء إلى موضع الحقنة يفسد صومه،ويجب القضاء من غير كفارة“.[الفصل الرابع في مايفسد الصوم ومالايفسد،ج۲،ص۶۴۰]

ایک ضروری وضاحت: ہمارے بعض مقالہ نگار علماے کرام کا خیال ہے کہ حقنہ لینے میں دوا معدہ تک پہنچتی ہے۔ان کے لیے مولانا حکیم ابرار احمد اعظمی صاحب کی یہ تحریر قابل توجہ ہے:

”حقنہ کی دوا نہ تو معدہ میں پہنچتی ہے اور نہ ہی معدہ میں پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔**اس کی ایک وجہ یہ ہے** کہ دبر سے معدہ تک پہنچنے والی آنتوں میں کچھ نہ کچھ فضلہ ضرور رہتا ہے جو آنت سے معدہ تک کسی چیز کے پہنچنے سے مانع رہتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جوف معدہ سے پہلے بوابۃ المعدۃ واقع ہے جو کسی بھی چیز کو معدہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مقعد سے معدہ تک کئی ایک پر پیچ آنتوں کا سلسلہ ہوتا ہے جن کی لمبائی تقریباً چھ میٹر ہے۔مقعد میں ڈالی گئی دوا کا چھ میٹر کا فاصلہ طے کر کے معدہ تک پہنچنا غیر متصور ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ آنتوں میں ہمیشہ ایک حرکت پائی جاتی ہے جسے ”حرکت دودیہ“ کہتے ہیں۔آنتوں کی یہ حرکت اوپر سے نیچے کی جانب ہوتی ہے تاکہ معدہ سے فضلہ آسانی کے ساتھ آنتوں میں اتر سکے۔یہ حرکت دودیہ بھی نیچے سے اوپر جانے کو مانع ہوا کرتی ہے۔

رہا معدے میں قوت جاذبہ کا پایا جانا تو یہ قوت معدہ میں نہیں بلکہ امعاے مستقیم کے زیریں سرے میں ہوتی ہے جسے ”عضلۂ ماسکۃ المقعد“ کہا جاتا ہے۔حقنہ کی دوا معدہ میں نہ پہنچنے کے باوجود فساد روزہ کی **دلیل اول** یہ ہے کہ حقنہ سے روزہ کا ٹوٹ جانا قول امام ہے۔اور مقلد کے لیے سب سے بڑی دلیل قول امام ہے۔اور فساد کی **دوسری دلیل** یہ ہے کہ جوف دبر خود جوف ہے ،کہ یہ لبّہ اور عانہ کے دائرے میں ہے“۔

[ساتواں سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۷) : بحالت روزہ دل کے مریضوں کا زبان کے مسامات میں جذب ہونے والا اسپرے یا ٹکیا زبان کے نیچے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں ہمارے تمام مقالہ نگار مفتیان کرام کی تحریروں کا حاصل یہ ہے کہ سوال نامے میں اس بات کی صراحت ہے کہ ”یہ ٹکیا منہ ہی تک محدود رہتی ہے یعنی منہ میں گھلنے کے بعد لعاب کے ساتھ حلق کے راستے معدے تک نہیں جاتی،بلکہ زبان کے مسامات میں جذب ہوجاتی ہے اور مسامات کے ذریعہ دل پر اثر انداز ہو کر سینے کے درد میں راحت پہنچاتی ہے“۔

اگر واقعی ایسا ہی ہے جب تو روزہ کی حالت میں مریضوں کا اسے اپنی زبان کے نیچے رکھنا جائز ہوگا۔اس لیے کہ جب یقین ہے کہ وہ دوا گھل کر بھی حلق کے نیچے نہیں جائے گی تو اس کے رکھنے میں کیا قباحت؟لیکن اگر اس کا اندیشہ ہے کہ وہ دوا منہ میں گھلنے کے بعد لعاب

کے ساتھ اندر جا سکتی ہے (اور یہی ظاہر بھی ہے) تو بیماری کے عذر کی وجہ سے احتیاط کے ساتھ اس کا زبان کے نیچے رکھنا جائز ہوگا۔

● بہار شریعت میں در مختار وغیرہ کے حوالے سے ہے:

”روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا، یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا، اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض ونفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دے دے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اُسے تھوک دیں، اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے“۔

[حصہ پنجم، ص۹۹۶، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

● اسی میں در مختار کے حوالے سے ہے:

” شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ ... یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں“۔[ایضاً ص: ۹۸۶]

● اسی میں جوہرہ نیرہ کے حوالے سے ہے:”منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا، پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔ ڈورا بٹا، اسے تر کرنے کے لیے منہ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ یوں ہی کیا روزہ نہ جائے گا، مگر جب کہ ڈورے سے کچھ رطوبت جُدا ہو کر منہ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا“۔[ایضاً]

وضاحت طلب: ہاں! یہاں اس چیز کی وضاحت، بہت ضروری ہے کہ اس طرح کے اسپرے یا ٹکیا کے ذرات حلق کے نیچے جاتے ہیں یا نہیں۔ کیوں کہ ہمارے بہت سے مقالہ نگاروں کے لیے یہ بات محل نظر ہے کہ اس طرح کے اسپرے یا ٹکیا کے ذرات حلق کے نیچے نہیں جاتے ہیں۔ بلکہ بعض حضرات نے ڈاکٹروں اور مریضوں کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ اس دوا کے ذرات لعاب کے ساتھ حلق سے نیچے پہنچتے ہیں۔

[آٹھواں سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۸) : مصنوعی بے ہوشی و بے حسی مفسد روزہ ہے یا نہیں؟ دو تین دنوں تک رہ جانے والی مصنوعی بے ہوشی نیز بے حسی کی صورت میں مریض کے لیے کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جواب میں ہمارے تمام مندوبین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بے ہوشی مفسد صوم نہیں ہے خواہ مصنوعی ہو یا غیر مصنوعی۔ ہاں مصنوعی بے ہوشی کے اسباب وذرائع میں اختلاف کی وجہ سے اس مسئلے میں مقالہ نگار علمائے کرام چار خانوں میں منقسم ہیں:

[الف] ایک موقف یہ ہے کہ مصنوعی بے ہوشی انجکشن لگانے سے ہو یا سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھانے سے ہو، بہر دو صورت روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اور اگر یہ بے ہوشی دراز ہو تو بعد صحت تمام ایام کی قضا لازم ہوگی۔ یہ نظریہ چار علمائے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل وہی ہیں جو **سوال نمبر ایک** کے جواب میں **گروپ الف** اور **سوال نمبر چار** کے جواب میں **گروپ ب** کے تحت مذکور ہیں۔

[ب] دوسرا موقف یہ ہے کہ مصنوعی بے ہوشی انجکشن لگانے سے ہو یا سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھانے سے ہو، بہر دو صورت روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ اور اگر یہ بے ہوشی دو تین دنوں تک رہ جائے تو پہلا روزہ صحیح ہوگا اور باقی کی قضا لازم ہوگی۔ یہ نظریہ تین علمائے کرام کا ہے۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ **سوال نمبر ایک** کے جواب میں **گروپ ج** کے تحت گزرا۔ اور رہا مسئلہ گیس کا تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ یہ گیس غذائی عناصر سے خالی ہوتی ہے، اس کا سونگھنا پھول کی خوشبو سونگھنے کی طرح ہے۔

[ج] تیسرا موقف یہ ہے کہ مصنوعی بے ہوشی کے لیے مسامات میں انجکشن لگائے جائیں تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ لیکن اگر رگ میں لگائے جائیں تو روزہ فاسد ہو جائے گا، یوں ہی سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھائی جائے اور دوا کے ذرات دماغ میں جائیں تو بھی روزہ فاسد ہو جائے گا۔

یہ موقف دو علمائے کرام کا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کے نزدیک رگ میں لگایا جانے والا انجکشن مفسد صوم ہے۔ اور مسامات میں لگایا جانے والا انجکشن مفسد صوم نہیں ہے جیسا کہ **سوال نمبر ایک** کے جواب میں **گروپ**

ب کے تحت تفصیل سے مذکور ہے۔اور سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھا کر بے ہوش کرنا مفسد صوم ہے۔اس کی دلیل وہی ہے جو **سوال نمبر چار** کے جواب میں **گروپ ب** کے تحت انہیلر کے مفسد صوم ہونے میں مذکور ہے۔

[د] چوتھا موقف یہ ہے کہ مصنوعی بے ہوشی انجکشن کے ذریعہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اور سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھانے سے ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔اور اگر یہ بے ہوشی دراز ہو تو انجکشن کی صورت میں پہلا روزہ صحیح ہوگا اور باقی کی قضا لازم ہوگی۔ اور گیس والی صورت میں تمام ایام کی قضا لازم ہوگی۔یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار مندوبین کرام کا ہے۔ہاں! ان میں بعض حضرات نے اتنی تفصیل نہیں لکھی ہے مگر ان کے مقالے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

انجکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کے دلائل **سوال نمبر ایک** کے جواب میں **گروپ ج** کے تحت مذکور ہیں۔اور گیس سے روزہ ٹوٹنے کی دلیل وہی ہے جو **سوال نمبر چار** کے جواب میں **گروپ ب** کے تحت انہیلر سے روزہ ٹوٹنے کی ہے۔

اور قضا کے سلسلے میں دلیل یہ ہے کہ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”مسئلہ: رات میں روزہ کی نیّت کی اور صبح غشی کی حالت میں ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک رہی تو صرف پہلے دن کا روزہ ہوا باقی دنوں کی قضا رکھے، اگرچہ پورے رمضان بھر غشی رہی، اگرچہ نیّت کا وقت نہ ملا۔(جوہرہ، در مختار) [بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۹۶۷، مکتبۃ المدینہ]

● علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”وَلَمْ يَجْعَلُوا الْعَقْلَ وَالْإِفَاقَةَ شَرْطَيْنِ لِلصِّحَّةِ ، لِأَنَّ مَنْ نَوَى الصَّوْمَ مِنْ اللَّيْلِ ثُمَّ جُنَّ فِي النَّهَارِ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ يَصِحُّ صَوْمُهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَإِنَّمَا لَمْ يَصِحَّ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي لِعَدَمِ النِّيَّةِ، لِأَنَّهَا مِنْ الْمَجْنُونِ وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ لَا تُتَصَوَّرُ، لَا لِعَدَمِ أَهْلِيَّةِ الْأَدَاءِ“.

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق، شروط الصیام، ج ۶، ص ۱۳۰]

● شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں:

(قَالَ): رَجُلٌ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حِينَ غَرَبَتْ الشَّمْسُ فَلَمْ يُفِقْ إلَّا بَعْدَ الْغَدِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا غَرَبَتْ الشَّمْسُ ، وَهُوَ مُفِيقٌ فَقَدْ صَحَّ مِنْهُ نِيَّةُ صَوْمِ الْغَدِ وَرُكْنُ الصَّوْمِ هُوَ الْإِمْسَاكُ ، وَالْإِغْمَاءُ لَا يُنَافِيهِ فَتَأَدَّى صَوْمُهُ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ لِوُجُودِ رُكْنِهِ وَشَرْطِهِ ، وَعَلَيْهِ قَضَاءُ الْيَوْمِ الثَّانِي، لِأَنَّ النِّيَّةَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي لَمْ تُوجَدْ، وَقَدْ بَيَّنَّا أَنَّ صَوْمَ كُلِّ يَوْمٍ يَسْتَدْعِي نِيَّةً عَلَى حِدَةٍ وَبِمُجَرَّدِ الرُّكْنِ بِدُونِ الشَّرْطِ لَا تَتَأَدَّى الْعِبَادَةُ“.

[المبسوط للسرخسي، كتاب الصوم، ج ۴، ص ۴۲]

[نواں سوال اور اس کے جوابات]

سوال (۹): کیا روزے کی حالت میں خون ٹسٹ کرانا یا بلڈ بینک میں عطیہ دینا جائز ہے؟ کیا ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے بحالت روزہ خون دے سکتے ہیں؟

اس سوال کے تین اجزا ہیں: (۱) روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا، (۲) بلڈ بینک میں عطیہ دینا، (۳) ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا۔

اس کے جواب میں ہمارے مقالہ نگاروں کی قسم قسم کی تحریروں کا حاصل یہ ہے کہ:

[۱] روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت بھی نہیں؛ اس لیے کہ ٹیسٹ کے لیے معمولی خون لیا جاتا ہے جس سے ضعف نہیں ہوتا۔

[۲] روزے کی حالت میں بلڈ بینک میں عطیہ دینا مکروہ و ممنوع ہے؛ اس لیے کہ عطیہ دینے کی صورت میں ۲۵۰/ سے ۳۰۰/ ملی لیٹر تک خون نکال لیا جاتا ہے جس سے روزہ دار کو کمزوری لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

[۳] ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے بحالت روزہ خون دینا جائز ہے؛ اس لیے کہ شریعت میں جس طرح سے اپنی ضرورت کا لحاظ رکھا گیا ہے اسی طرح سے دوسرے مسلمان کی ضرورت کا بھی لحاظ ہے۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

● بہار شریعت میں عالم گیری کے حوالے سے ہے: ”فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ غروب تک مؤخر کرے۔

[حصہ پنجم، ص ۹۹۷، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

● رد المحتار میں ہے:

(قَوْلُهُ : وَكَذَا لَا تُكْرَهُ حِجَامَةٌ) أَيْ الْحِجَامَةُ الَّتِي لَا

تُضْعِفُهُ عَنِ الصَّوْمِ ، وَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُؤَخِّرَهَا إِلَى وَقْتِ الْغُرُوبِ ، وَالْفَصْدُ كَالْحِجَامَةِ وَذَكَرَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ أَنَّ شَرْطَ الْكَرَاهَةِ ضَعْفٌ يَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى الْفِطْرِ كَمَا فِي التَّتَارْخَانِيَةِ. إِمْدَادٌ. وَقَالَ قَبْلَهُ : وَكُرِهَ لَهُ فِعْلُ مَا ظَنَّ أَنَّهُ يُضْعِفُهُ عَنِ الصَّوْمِ كَالْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ وَالْعَمَلِ الشَّاقِ لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْرِيضِهِ لِإِفْسَادِ.

(ردالمحتار، ج۲، ص:۱۲۴)

بہار شریعت میں ہے: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کردیں کہ روزے ادا کرسکیں۔

(بہار شریعت، ج۱، ص:۹۹۸ مکتبۃ المدینہ)

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

”پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی ، دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا۔ مثلا: (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالاں کہ ابطال عمل حرام تھا۔ قال تعالیٰ: لاتبطلوا اعمالکم. (۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے، اور نماز قضا پڑھے اگر چہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔ (۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔ (۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا، اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گر جائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔ اشباہ میں ہے : **تخفیفات الشرع أنواع: الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلوٰۃ عن وقتھا فی حق مشتغل بإنقاذ غریق ونحوہ.**

ردالمحتار کتاب الحج میں ہے:

جاز قطع الصلوٰۃ أو تاخیرھا لخوفہ علی نفسہ أو مالہ أو نفس غیرہ أو مالہ کخوف القابلۃ علی الولد والخوف من تردی أعمی وخوف الراعی من الذئب وأمثال ذٰلک . أقول: یہ بھی حقیقۃً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعاً ان کے بچانے پر مامور ہے

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

[فتاویٰ رضویہ، ج۹، نصف آخر، کتاب الحظر والاباحۃ، ص۲۰۰، رضا اکیڈمی، ممبئی]

[دسواں سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۱۰) : بحالت روزہ معدہ ، جگر یا آنت میں منظار وغیرہ داخل کرکے چیک کرنے سے روزے میں خلل آئے گا یا نہیں ؟

اس سوال کے جوابات کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوا کہ انڈوس کاپی یعنی معدہ، آنت یا جگر کے اندر آلہ یا ٹیوب داخل کرکے معاینہ کرنے کے طریقہ کار کا واضح نہ ہونا ہمارے مقالہ نگاروں کے لیے بڑی الجھن کا باعث بنا اور اس کی وجہ سے وہ تین خانوں میں منقسم ہوگئے۔

[الف] ایک موقف یہ ہے کہ انڈوس کاپی سے روزے میں کوئی خلل نہیں آئے گا؛ اس لیے کہ اس عمل سے کوئی ایسی شے خارج سے جوف صائم میں داخل نہیں ہوتی جو مفسد صوم ہو۔ یہ موقف اٹھارہ مقالہ نگار علمائے کرام کا ہے۔

[ب] دوسرا موقف یہ ہے کہ انڈوس کاپی میں اگر منظار کے اوپر کسی قسم کی دوا نہ لگی ہو اور اس کا ایک کنارہ باہر رہے تو روزہ میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ اور اگر اس پر دوا لگی ہو یا اس کا دونوں کنارہ اندر غائب ہو جاتا ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ یہ موقف بیس علمائے کرام کا ہے۔

[ج] تیسرا موقف یہ ہے کہ انڈوس کاپی یعنی مریض کے معدے میں منظار وغیرہ داخل کرنے سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ یہ موقف چار علمائے کرام کا ہے۔ اس موقف کی بنیاد اس بات پر ہے کہ منظار وغیرہ کا ایک سرا اگرچہ باہر رہتا ہے، لیکن اس کے اوپر کوئی ایسا مادہ پہلے سے لگا ہوتا ہے یا داخل کرنے کے وقت لگایا جاتا ہے جس سے وہ آسانی کے ساتھ مطلوبہ مقام تک پہنچ جائے، اور وہ مادہ حلق کی رطوبتوں کے ساتھ حلق کے نیچے اتر جاتا ہے۔

تمام مقالہ نگاروں کے دلائل تقریباً یہی درج ذیل عبارتیں ہیں:

- بہار شریعت میں در مختار اور عالمگیری کے حوالے سے ہے:

” کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا، لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا... یوں ہی اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا، یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ [حصہ پنجم، ص۹۸۶، مکتبۃ المدینہ]

[گیارہوں سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۱۱) : کیا روزے کی حالت میں آر سی ٹی کرانا، دانت اکھڑوانا، یا دانتوں کی اصلاح کرانا صحیح ہے، یا اس میں کچھ کراہت ہے ؟

اس سوال کے تین اجزا ہیں: (۱) روزے کی حالت میں آر. سی. ٹی. کرانا (۲) دانت اکھڑوانا (۳) دانتوں کی اصلاح کرانا۔

اس سوال کے جواب میں ہمارے مندوبین کرام کے نظریات دو قسم کے ہیں:

[الف] ایک نظریہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں اس طرح کا علاج کرانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا؛ اس لیے کہ اس صورت میں پانی یا فاسد خون یا سیال دوا یا دوا آمیز لعاب دہن کا حلق کے اندر جانا مظنون بظن غالب ملحق بالیقین ہے۔ یہ نظریہ تین علمائے کرام کا ہے۔

[ب] دوسرا نظریہ یہ ہے کہ دانت کے مریض کے لیے آر سی ٹی کرانا، دانت اکھڑوانا یا کسی طرح سے دانتوں کی اصلاح کرانا اگر رات میں ممکن ہو تو رمضان کے دنوں میں یہ سب کام نہیں کرانا چاہیے؛ اس لیے کہ اگر خون یا دوا کا کچھ حصہ بھی حلق کے نیچے اتر گیا تو بلا شبہہ اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا، اور اگر احتیاط کرے کہ کوئی چیز حلق کے نیچے نہ جانے پائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، لیکن پھر بھی ایسا کرنا مکروہ وممنوع ہوگا کہ جانے کا اندیشہ ضرور ہے۔ یہ نظریہ باقی تمام مقالہ نگاروں کا ہے۔

اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں دونوں نظریات کے حامل محققین کے دلائل یہی درج ذیل عبارتیں ہیں:

● اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"پان جب منہ میں رکھا جائے گا اُس کا عرق ضرور حلق میں جائے گا، اور تمبا کو جیسی کھائی جاتی ہے وہ اگر منہ میں ڈالی جائے گی تو یقینا اس کا جرم لعاب کے ساتھ حلق میں جائے گا اور نسوار تو بہت باریک چیز ہے جب اوپر کو سُونگھی جائے گی ضرور دماغ کو پہنچے گی اور ان طلب والوں کے مقاصد بھی یونہی بر آئیں گے اور فقہیات میں ایسا مظنون مثل متیقن ہے، یہ سب شیطانی وسوسے ہیں، ان چیزوں کے استعمال سے جو روزہ جائے اس کی فقط قضا نہیں بلکہ کفارہ بھی ضرور ہوگا کہ ان میں صلاح بدن وقضائے شہوت ہے اور اگر بالفرض ان میں احتیاط یقینی کی صورت متصور بھی ہوتی جب بھی ممانعت میں شک نہ تھا جیسے مباشرت فاحشہ کہ بے انزال ناقض نہیں مگر ممنوع ضرور ہے۔ رسول ﷺ فرماتے ہیں: وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فيه". [فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۵۸۶، رضا اکیڈمی، ممبئی]

● فتاوی رضویہ میں ہے: مسواک مطلقاً جائز ہے اگر چہ بعد زوال، اور منجن ناجائز وحرام نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جزو حلق میں نہ جائے گا، مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ در مختار میں ہے: **کره له ذوق شيء.** (ایضا ص: ۶۱۴)

● صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے"۔ [بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۹۸۶، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

[بارہوں سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۱۲) : روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانے کا کیا حکم ہے ؟ اس کو لگانے کے باوجود روزہ صحیح ہو جائے گا یا روزہ کے بدلے مریض کو فدیہ ادا کرنا پڑے گا؟

اس سوال کے جواب میں ہمارے تمام مقالہ نگار علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ سانس کے مریضوں کے لیے روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا جائز ہے۔ لیکن اس کے استعمال سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں، اس سلسلے میں دو نظریات ہیں:

[الف] ایک نظریہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ یہ نظریہ بارہ علمائے کرام کا ہے۔

ان کے دلائل یہ ہیں:

● آکسیجن ماسک جو منہ اور ناک میں لگایا جاتا ہے، اس کے ذریعہ سلینڈر میں موجود مادہ (آکسیجن) معدہ تک پہنچتا ہے اور یہ مادہ خالص ہوا نہیں بلکہ ایک قسم کی دوا ہے؛ لہذا اس کا دخول منفذ کے ذریعہ ہونے کی وجہ سے ناقض صوم ہونا چاہیے۔

(مقالہ مفتی انفاس الحسن چشتی، پھپھوند شریف)

● آکسیجن مصلح بدن ہوا ہے بلکہ اس پر حیات کا دورومدار ہے۔ قدرتی آکسیجن جو جسم کے اندر داخل ہو مصلح بدن ہوتی ہے۔ اس کو داخل کرنے میں بندے کے فعل کا دخل نہیں ہے؛ لہذا اس کے جوف میں داخل ہونے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا لیکن آکسیجن ماسک کے ذریعہ مریض کے پھیپھڑے (جوف) میں جو آکسیجن پہنچایا جاتا ہے اس میں بندے کے فعل کو دخل ہے۔

(مقالہ مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی، کچھوچھہ شریف)

● آکسیجن گیسی عنصر ہے تو یہ جوہر ہوا جو خارج سے جوف باطن میں داخل کی جارہی ہے، جس سے احتراز ممکن تھا اور یہ مفسد صوم ہے۔ قدرتی آکسیجن کے منہ اور ناک میں داخل ہونے پر اسے قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے، نہ اس کے ساتھ ملحق کیا جاسکتا ہے، کہ قدرتی طور پر جو آکسیجن انسانی حیات کی بقا کا ایک اہم ذریعہ ہے اس کے داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگرچہ یہاں بھی مفطر جوف میں پہنچ رہا ہے۔ (مقالہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی، گھوسی)

[ب] دوسرا نظریہ یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ یہ نظریہ باقی تمام مقالہ نگار علمائے کرام کا ہے۔

● اس کے ذریعہ کوئی غذائی یا دوائی مادہ جوف میں نہیں جاتا ہے، بلکہ یہ وہی آکسیجن ہوتی ہے جو ہم کھلی فضا میں سانس لینے کی صورت میں ہوا سے حاصل کرتے ہیں، تو جس طرح کھلی فضا میں ہوا سے آکسیجن لینا مفسد صوم نہیں ہے اسی طرح آکسیجن ماسک سے آکسیجن لینا بھی مفسد صوم نہیں ہوگا۔

● آکسیجن ہوا ہی کا ایک عنصر ہے جو سانس لیتے وقت ہر انسان کے پھیپھڑے تک پہنچتا ہے۔ مگر جب پھیپھڑے کی کارکردگی میں نقص آجاتا ہے اور سانس کے ذریعہ مناسب مقدار میں آکسیجن نہیں ملتی، تو سلینڈر کے پریشر سے آکسیجن ملی ہوئی ہوا پھیپھڑے تک پہنچانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (مقالہ مولانا حکیم ابرار احمد اعظمی)

● ہوا گیسوں کا مجموعہ ہے جس میں ۷۸ فیصد نائٹروجن گیس، ۲۱ر فیصد آکسیجن، اور ایک فیصد دوسری گیسیں ہوتی ہیں۔ جب مریض کو آکسیجن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے تو ہوا سے اس کا کام نہیں چلتا کیوں کہ اس میں ۲۱ فیصد ہی آکسیجن ہے تو اس کو سلینڈر سے مصنوعی گیس دی جاتی ہے جس میں ۶۰ فیصد آکسیجن اور ۴۰ فیصد نائٹروجن گیس ہوتی ہے اور دوسری گیسوں کو اس سے الگ کردیا جاتا ہے۔

(مقالہ مولانا محمد ہارون مصباحی، جامعہ اشرفیہ)

● سلنڈر میں کوئی ایسا سسٹم نہیں ہوتا جو آکسیجن کو دھکا دے کر ناک کے ذریعہ پھیپھڑوں تک پہنچائے بلکہ ماسک لگتے ہی مریض آسانی سے سانس لینا شروع کردیتا ہے۔ تو گویا عام حالات میں سانس لیتے وقت جن گیسوں کا دخول پھیپھڑوں میں ہوتا ہے سے بھی انہیں گیسوں کا دخول بغیر کسی خارجی دباو کے ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان گیسوں کو ہوا سے تعبیر کرسکتے ہیں اور ہوا کے ذریعہ فساد صوم کا قول کسی فقیہ نے نہیں کیا چاہے اسے اضطراراً داخل کرے یا اختیاراً۔ دھواں وغیرہ کا تذکرہ بار بار آنا اور ہوا کا ذکر نہ ہونا بتا رہا ہے کہ ہوا کسی صورت میں مفسد صوم نہیں، اگر ایسا ہوتا تو اس کا تذکرہ ضرور ہوتا۔ (مقالہ مولانا محمد عرفان عالم مصباحی، جامعہ اشرفیہ)

یہ ہے اس موضوع سے متعلق ۱۵۷ر صفحات پر مشتمل تینتالیس مقالات کا خلاصہ۔ اب اس کی روشنی میں درج ذیل امور تنقیح طلب معلوم ہوتے ہیں۔

تنقیح طلب امور

(۱) روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

(۲) روزے کی حالت میں ڈائلیسس (خون کی صفائی) کرانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا باقی رہتا ہے؟

(۳) روزے کی حالت میں دمہ کے مریض کا انہیلر استعمال کرنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

(۴) روزے کی حالت میں مریض کے پیشاب کی نالی میں دوا کے ساتھ کیتھیٹر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا باقی رہے گا؟

(۵) روزہ دار کے لیے سخت تکلیف کے وقت بواسیر یا قبض توڑنے کے لیے کیتھیٹر کے ذریعہ مقعد میں دوا داخل کرنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

(۶) بحالت روزہ دل کے مریضوں کا زبان کے نیچے ٹکیا رکھنا یا اسپرے لینا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

(۷) مصنوعی بے ہوشی یا بے حسی مفسد روزہ ہے یا نہیں؟

(۸) روزے کی حالت میں خون ٹسٹ کرانا یا بلڈ بینک میں عطیہ دینا یا ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۹) بحالت روزہ معدہ، جگر یا آنت میں منظار وغیرہ داخل کرکے چیک کرنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

(۱۰) روزے کی حالت میں آر سی ٹی کرانا یا دانت اکھڑوانا بلا کراہت صحیح ہے یا مکروہ ہے یا مفسد صوم؟

(۱۱) روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

☆☆☆

خلاصۂ مقالات بعنوان

غذائی اشیا میں مضرِ صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال

مولانا محمد عرفان عالم مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ۲۳ ویں فقہی سیمینار کے لیے جن چار موضوعات کا انتخاب ہوا تھا ان میں ایک موضوع ہے "غذائی اشیا میں مضر صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال"۔

سوال نامہ رفیق گرامی حضرت مولانا محمد ناصر حسین مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ نے ترتیب دیا، جس میں انھوں نے نہایت معلومات افزا تفصیل کے بعد چھ اہم سوالات قائم کیے جسے ملک وبیرون ملک تحقیق وافتا کا کام انجام دینے والے علمائے کرام اور مفتیان عظام کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔

جواب میں مجلسِ شرعی کو وقیع اور گراں قدر مقالات موصول ہوئے۔

پہلا سوال اور اس کے جوابات

سوال: فارموں میں مرغیوں کو محدود و محصور رکھ کر دواؤں کے ذریعے غیر فطری طریقے سے ان کا حجم بڑا کرنا شرعا کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب میں علمائے کرام کی تین رائیں سامنے آئیں۔

پہلی رائے: اس طور پر ان کا حجم بڑا کرنا جائز ہے۔

یہ رائے پانچ علمائے کرام کی ہے۔ ان میں دو حضرات نے اصلاً ناجائز کہا پھر عموم بلوی اور حرج ومشقت کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے۔

چناں چہ مولانا عابد رضا مصباحی لکھتے ہیں:

"فارموں میں مرغیوں کو محصور و مقید رکھ کر دواؤں کے ذریعہ بہت کم وقت میں تیار کرنا ناجائز ہے مگر دور حاضر میں اس سے بچنا لگ بھگ ناممکن ہے۔ اگر ان سے بچنے کا حکم ہو تو لوگ مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے؛ اس لیے عموم بلوی کی وجہ سے اس کی اجازت ہوگی۔

مولانا محمد سلیمان مصباحی، سلطان پور، پونہ رقمطراز ہیں:

"ایسی غذاؤں کا استعمال جس میں مضر صحت کیمیکل کی آمیزش ہو شرعا ناجائز ہے، لیکن عصر حاضر میں تقریبا تمام غذائی اجناس میں پیداوار بڑھانے کے لیے ضرر رساں کیمیکل کا استعمال عام ہو چکا ہے اور ان سے اجتناب نہایت دشوار ہے، اس لیے اب ان کے جواز کا حکم ہونا چاہیے۔"

مولانا رضاء الحق اشرفی دواؤں کے ذریعہ حجم بڑھانے کو غیر فطری نہ مانتے ہوئے لکھتے ہیں: "فارمی مرغیوں کو ان کی مخصوص خوراک دینا اور لیور اور قوت ہضم وغیرہ کے لیے دوا دینا تاکہ مطلوبہ وزن اور حجم حاصل ہو یہ غیر فطری طریقہ نہیں، لہذا فارمی مرغیوں کو ان کی نشو ونما کے لیے ان کی مخصوص غذا اور دوا دینا ناجائز و حرام نہیں۔

مولانا قاضِی فضل رسول مصباحی، مہراج گنج کا انداز بیان بھی اسی نظریے کی عکاسی کر رہا ہے، جب کہ مولانا عبد الرحیم اکبری نے دوا یا غذا کے ذریعہ غیر فطری طور پر حجم بڑا کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہ مانتے ہوئے غلاظت وغیرہ کھانے والے جانوروں کے گوشت کا حکم بیان کیا اور اسی تعلق سے جزئیات پیش کیے ہیں۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ ایسا کرنا شرعا ناجائز ہے۔ یہ چار علمائے کرام کی رائے ہے۔ ان حضرات نے انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے عدم جواز کا قول کیا ہے۔

تیسری رائے: اس رائے کے حاملین چار علمائے کرام نے جواز یا عدم جواز کے لیے الگ الگ شرائط رکھی ہیں، ان کا نظریہ انھیں کی زبانی سنیں:

مولانا رفیق عالم رضوی، بریلی شریف لکھتے ہیں: "فارموں میں مرغیوں کو اس طرح رکھنا کہ ان کے دانہ پانی کا خیال رکھے اور انھیں تکلیف واذیت سے بچائے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز ہے۔"

مولانا شبیر احمد مصباحی، مہراج گنج فرماتے ہیں: "میری ناقص سمجھ میں فارموں میں مرغیوں کو محدود و محصور رکھ کر پاک غذا یا دوا سے ان کا حجم بڑھانا شرعا جائز ہونا چاہیے۔"

مولانا معین الدین اشرفی مصباحی، فیض آباد اور مولانا ممتاز عالم

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

مصباحی، گھوسی نے دوا یا غذا کے لیے پاکی کے ساتھ مضر نہ ہونے کی بھی قید لگائی ہے۔

دوسرا سوال اور اس کے جوابات

سوال: ماکول اللحم مرغیوں کو ناپاک اشیا کھلانے کا کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جواب میں دو طرح کے نظریات سامنے آئے۔

پہلا نظریہ: مرغیوں کو ناپاک اشیا کھلانا جائز ہے۔

اس نظریہ کے حاملین چار علماے کرام میں سے ایک مولانا شہاب الدین اشرفی، کچھوچھہ شریف لکھتے ہیں: ''جب تیار کردہ خوراک مرغیوں کے لیے منفعت بخش ہے تو اس کے حرام و ناپاک ہونے کے سبب مرغیوں کے کھلانے کے عدم جواز کا قول نہیں کیا جا سکتا''۔

اور مولانا قاضی فضل رسول مصباحی، مہراج گنج لکھتے ہیں: ''مرغیوں کی خوراک کا پاک ہونا کوئی ضروری امر نہیں، نہ وہ کھانے پینے میں انسانوں کی طرح مکلف ہیں، نیز کھانے پینے کی چیزوں میں پاکی اور ناپاکی ہر صنف مخلوق کی الگ الگ ہے۔ لہٰذا ان ناپاک اشیا کا مرغیوں کو کھلانا شرعاً ممنوع نہ ہوگا۔''

دوسرا نظریہ: مرغیوں کو ناپاک اشیا کھلانا جائز نہیں۔

یہ نظریہ بقیہ نو مقالہ نگار علماے کرام کا ہے۔ ان حضرات نے عدم جواز پر درج ذیل جزئیات سے استدلال کیا ہے۔

بہار شریعت حصہ ہفدہم، اشربہ کے بیان میں ہے:

''اس (شراب) سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں نہ دوا کے طور پر استعمال کر سکتا ہے نہ جانور کو پلا سکتا ہے۔''

فتاویٰ عالم گیری میں ہے: ''إذا تنجس الخبز و الطعام لا یجوز أن یطعم الصغیر أو المعتوہ أو الحیوان الماکول اللحم۔

(ج:۵، ص:۳۴۴)

البحر الرائق میں ہے: ''وسئل عن سن الآدمي إذا طحن في الحنطة فالمنصوص علیه أن لا یؤکل وهل تدفن الحنطة، أو تأکلها البهائم قال: لا تأکلها البهائم وسئل عن الفأرة تأکل الحنطة هل یجوز أکلها قال: نعم لأجل الضرورة.'' (ج:۸، ص:۲۱۰، فصل فی الاکل والشرب)

تیسرا سوال اور اس کے جوابات

سوال: اناج سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار میں اضافے کے لیے مضر صحت کیمیکل یا دوا کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جواب میں مفتیان کرام کی دو رائیں سامنے آئیں۔

پہلی راے: مضر صحت دوا یا کیمیکل کا استعمال جائز ہے۔

یہ راے دو حضرات کی ہے۔

مولانا سلیمان مصباحی، سلطان پور لکھتے ہیں: ''موجودہ حالات (جن کا تذکرہ سوال نمبر (۱) کے جواب میں ان کی راے کے تحت گزرا) کے پیش نظر ایسی دوا یا کیمیکل کا استعمال جائز ہونا چاہیے''۔

جب کہ مولانا شبیر احمد مصباحی، مہراج گنج مذکورہ دوا کے استعمال کا حکم بتانے کے بجاے اس کے استعمال کا حکم بیان کر رہے ہیں جس میں مذکورہ دوا یا کیمیکل کی آمیزش ہو، بہر حال ان کی تحریر سے جواز ہی مترشح ہے، لکھتے ہیں۔

''مضر صحت چیز کو چھوڑنے کے لیے صحیح اندیشہ اور گمان غالب کی شرط ہے اور اناج وغیرہ میں استعمال ہونے والی دوائیں اگرچہ مضر صحت ہیں مگر غالب گمان کے درجے میں نہیں ہیں، کیوں کہ انسان کا ہر فرد مذکورہ اناج وغیرہ استعمال کرتا ہے، مگر ان میں سے اکثر میں ان کا ضرر دکھائی نہیں دیتا، لہٰذا ان اناج وغیرہ کو استعمال کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

دوسری راے: ان دو حضرات کے علاوہ بقیہ گیارہ حضرات ایسی دوا یا کیمیکل کے استعمال کو ناجائز بتاتے ہیں۔ ان حضرات کی دلیل ایسی دوا یا کیمیکل کا مضر صحت ہونا ہے۔

چوتھا سوال اور اس کے جوابات

سوال: مضر صحت سنتھیٹک یا پیٹرو کیمیکل کلر (رنگ) کے ذریعہ سبزیوں اور پھلوں کو پرکشش اور ہرا تازہ بنا کر بیچنا کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب میں تمام مقالہ نگار متفقہ طور پر عدم جواز کا قول کرتے ہیں کہ اس میں دھوکا اور ضرر ہے جس کی اجازت شریعت نہیں دیتی۔

پانچواں سوال اور اس کے جوابات

سوال: نقصان دہ کیمیکل کا استعمال کر کے جانوروں سے دودھ حاصل کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جواب میں بھی تمام مندوبین بہ یک زبان عدم جواز کا قول کرتے ہیں کہ ایسا دودھ انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہے، ساتھ ہی جانور کی صحت کے لیے بھی ضرر رساں ہے۔

چھٹا سوال اور اس کے جوابات

سوال: اس طرح تیار شدہ چیزیں کھانے کا کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جواب میں مندوبین کرام نے کئی رائیں قائم کیں جو مآل کے اعتبار سے دو میں سمٹ آئی ہیں۔

پہلی راے: ایسی چیزیں کھانا ناجائز ہے۔ یہ راے ۹ حضرات کی ہے:

مولانا قاضی فضل احمد مصباحی، بنارس فرماتے ہیں: ''جب تک کسی چیز میں مضر صحت کیمیکل وغیرہ کا ملنا یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو استعمال جائز ہے

پھر بھی تحری سے کام لے اور کچھ علامتوں کے ذریعہ اچھے اور خراب پھلوں اور سبزیوں میں امتیاز سے کام لے جن چیزوں پر دل جمے کہ یہ ان سے پاک ہیں انھیں استعمال میں لائے۔

مولانا رفیق عالم رضوی، بریلی شریف لکھتے ہیں:

جن کے کھانے سے ضرر و نقصان کا ظن غالب ہو اس کا کھانا جائز نہیں۔ قال تعالی: "وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ"۔

مولانا قاضی فضل رسول، مہراج گنج لکھتے ہیں: اس طرح تیار شدہ کھانے سے مہلک مرض ہونے کا ظن غالب ہو تو کھانا حرام ہوگا اور ظن غالب نہ ہو تو بھی کراہت سے خالی نہیں۔

مولانا رضاء الحق اشرفی مصباحی کچھوچھہ شریف لکھتے ہیں: مضر کیمیکل والے سامان جن کے بارے میں یقین سے معلوم ہو کہ ان میں مضر اشیا کی آمیزش ہے ان کا کھانا جائز نہیں، کیوں کہ اس میں جان بوجھ کر اپنے نفس کو معرض ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اگر یقین سے معلوم نہ ہو تو اس کی تفتیش و تحقیق کا بندہ مکلف نہیں؛ کیوں کہ اس کی تحقیق میں حرج ومشقت ہے۔ والحرج مدفوع والمشقۃ تجلب التیسیر۔

مولانا منظور احمد خاں عزیزی، سلطان پور لکھتے ہیں: حاصل کلام یہ کہ جس چیز سے ضرر عظیم پہنچنے کا خدشہ ہو اگر چہ وہ فی نفسہ مباح ہی کیوں نہ ہو ان کا استعمال مکروہ ہوگا۔ یقیناً غذائی اشیا میں نقصان دہ دواؤوں اور کیمیکل استعمال ہونے کی بنا پر ان کی کراہت کا حکم ہونا چاہیے۔

مولانا معین الدین اشرفی مصباحی، فیض آباد رقم طراز ہیں: رہا ان اشیا کے کھانے کا حکم تو میرے خیال میں ان سبھوں کا حکم مٹی جیسا ہوگا، اگر وہ نقصان دہ مضر صحت ہے تو ان کا کھانا ناجائز ہے۔

آگے مٹی کھانے کی حرمت پر دلالت کرنے والے جزئیات درج کرتے ہیں۔

مولانا آل مصطفیٰ مصباحی، گھوسی لکھتے ہیں: رہا ایسی اشیا کا کھانا تو اگر ان میں زہریلے مادے کا موجود ہونا بطریق شرعی ثابت ہو تو ان کا استعمال حسب مقدار و مضرت مکروہ سے حرام تک ہوگا... ہاں یہ زہریلے مادے کسی وجہ سے مثلاً آگ پر رکھنے یا پانی وغیرہ سے صاف ہو جائیں کہ خباثت ونجاست ختم ہو جائے تو بھی ان کے استعمال سے احتراز بہتر مگر حرام نہیں۔

مفتی عبد الرحیم اکبری، راجستھان فرماتے ہیں: اس طرح ایسے خطرناک کیمیکلز یا دیگر ادویات سے تیار شدہ اشیا میں ظن غالب ہو تو اس کا کھانا شرعاً جائز نہیں ہے، اگر محض گمان ہو تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

اور مولانا ممتاز عالم مصباحی، گھوسی کی رائے یہ ہے: اس طرح تیار شدہ چیزیں کھانے کے سلسلے میں اصل حکم یہ ہے کہ اگر ان چیزوں کے کھانے سے موذی مرض یا جان کو خطرہ لاحق ہو تو ان چیزوں کو کھانا جائز نہیں ہے، اور اگر قلیل مقدار میں کھانے یا کبھی کبھی کھانے کی وجہ سے مرض وغیرہ کا خوف نہ ہو تو کھانے میں حرج نہیں۔

دوسری رائے: ایسی چیزیں کھانا جائز ہے۔

یہ موقف بقیہ چار علمائے کرام کا ہے، ان کی بات انھیں سے سنیں:

مولانا عابد رضا مصباحی، پونہ فرماتے ہیں: کیمیکلز یا دواوں کے ذریعہ حاصل شدہ غذاوں کا استعمال جائز ہے، جیسے: مرغی، پھل، سبزیاں وغیرہ کہ ان سے دور حاضر میں بچنا لگ بھگ ناممکن ہے اور اس میں عموم بلوی کی وجہ سے اس کی اجازت ہوگی۔

مولانا محمد سلیمان مصباحی لکھتے ہیں: "آدمی اگر ان غذاوں کو استعمال نہ کرے تو وہ اور زیادہ حرج و مشقت میں مبتلا ہو جائے گا۔

مزید فرماتے ہیں: ایسی چیزوں کے کھانے کا جواز شرعاً ہونا چاہیے، البتہ اگر آدمی اس سے اجتناب کر سکے تو بچنا اولی وانسب ہے۔

مولانا شہاب الدین اشرفی، کچھوچھہ شریف لکھتے ہیں:

اللہ تعالی نے پاکیزہ غذا کھانے کا حکم دیا ہے اور مذکورہ غذاؤں میں مرغیوں کے گوشت کا پاکیزہ نہ ہونا مشکوک ہے، اور عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ سے ان غذا اور گوشت کا اس قدر مضر ہونا ثابت نہیں ہے کہ ہلاکت کا سبب ہوں۔ البتہ ان کے کھانے کے سبب بیماری کا خطرہ لاحق رہتا ہے لیکن بیماری لاحق ہونے کا غالب گمان نہیں ہے۔ پس ان کے استعمال کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا۔

مولانا شبیر احمد مصباحی، مہراج گنج اس سوال کا تفصیلی جواب سوال نمبر (۳) کے تحت دے چکے اس لیے یہاں بس اتنا لکھتے ہیں کہ: بچنے کی بہتری کے ساتھ یہاں بھی استعمال کی اجازت ہونی چاہیے۔

یہ تھا مقالات کا ایک جائزہ جس کی روشنی میں درج ذیل امور تنقیح طلب معلوم ہوتے ہیں:

تنقیح طلب امور

(۱) مرغیوں کو محدود و محصور رکھ کر دواؤوں کے ذریعہ غیر فطری طریقے سے ان کا حجم بڑا کرنا مطلقاً جائز ہے یا ناجائز یا اس کے جواز کے لیے کچھ قیدیں ہیں؟

(۲) مرغیوں کو ناپاک اشیا کھلانے کا کیا حکم ہے؟

(۳) اناج، سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار میں اضافے کے لیے مضر صحت کیمیکل یا دوا کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس طرح تیار شدہ چیزیں کھانے کا کیا حکم ہے؟ ☆☆☆

خلاصۂ مقالات بعنوان

اردو تراجمِ قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا حکم

مولانا محمد اختر کمال قادری

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بائیسویں فقہی سیمینار کا ایک سوال ”اردو تراجمِ قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا حکم“ مرتبہ حضرت صدر المدرسین و ناظمِ مجلسِ شرعی حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کا ہے۔ سوال نامہ کا آغاز ان الفاظ سے ہے۔ ”قرآن حکیم کو رسمِ عثمانی میں لکھنا واجب ہے، اس پر تو اجماع ہے، یوں ہی قرآن حکیم اور حدیث و فقہ اور تاریخ و سیر کی کتابوں کا عربی سے اردو، ہندی، گجراتی وغیرہ زبانوں میں ترجمہ جائز ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہونا چاہیے کہ شرعًا کوئی وجہِ ممانعت نہیں پائی جاتی اور بعض عجمی زبانوں میں بہت سے علمائے اہلِ سنت نے قرآن و حدیث کے ترجمے کیے ہیں جو بلا نکیر عوام و خواص میں رائج و مقبول ہیں۔

لیکن قرآن و حدیث اور فقہ و سیر وغیرہ کے اردو تراجم اور علمائے اہلِ سنت کی اردو کتابوں کو ہندی، گجراتی اور انگریزی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنا (اس طرح کہ زبان، الفاظ اور محاورات بعینہٖ اردو ہی رہیں) جائز ہے یا نہیں، یہ مسئلہ زیرِ غور ہے۔

عربی، فارسی اور اردو کے بہت سے حروف ایسے ہیں جن کے بدلے میں انگریزی، ہندی اور گجراتی حروف نہیں پائے جاتے تو عربی زبان کے کلمات کو انگریزی حروف میں بدلنا ایک طرح کی تحریف ہوگی، یہی حال گجراتی، ہندی، رومن کا بھی ہے۔ ”رومن“ کا مطلب ہے ایک زبان کے کلمات کو دوسری زبان کے حروف میں لکھنا۔ تو جہاں دوسری زبان کے حروف میں عربی کلمات لکھنے سے لفظی یا معنوی تحریف نہ ہو وہاں دوسری زبان کے حروف و کلمات میں لکھنا جائز ہے اور جہاں تحریف ہو وہاں دوسری زبان میں لکھنے کی اجازت غور طلب ہے۔ اس کے بعد مثالوں کے ذریعہ اس کی تفصیل اردو سے ہندی رسم الخط کا چارٹ اور بعض حضرات کی طرف سے جواز کی راے اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد حضرت استاذی الکریم نے آپ حضرات سے تین سوالات کے جوابات طلب فرمائے ہیں:

(۱) عربی، فارسی، اردو کے ۲۹/ حروف مشترک ہیں تو کیا زبانوں کے اختلاف سے ان حروف کے مخارج بھی مختلف ہوجاتے ہیں؟

(۲) کیا ہندی میں خاص خاص حروف کے نیچے نقطے رکھ دینا یا انگریزی میں کچھ حروف کے ساتھ H بڑھا دینا یا گجراتی میں اس طرح کا کوئی سسٹم جاری کر دینا انھیں عربی کے متعلقہ حروف کے ہم مخرج بنا دے گا یا کم از کم ان حروف کے مخارج و صفات کی نشان دہی کے لیے کافی ہوگا اور تحریف کا ارتکاب لازم نہیں آئے گا؟

(۳) ان کے سوا اور کوئی شرعی حل آپ کی نگاہ میں ہے تو اسے بھی بیان فرمائیں۔

مجلسِ شرعی مبارک پور کی طرف سے سو سے زیادہ مندوبین کو سوال نامہ ارسال کیا گیا، جن میں ۲۶/ مندوبین نے اس سوال نامہ کا جواب ارسال کیا، جس کے کل صفحات ستر (۷۰) ہیں۔ زیادہ تر مقالے مختصر مگر جامع ہیں۔ ۲/ مقالے ذرا تفصیلی ہیں، ایک مولانا خالد ایوب شیرانی مصباحی استاذ شعبۂ تدریب الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور کا آٹھ صفحات کا اور دوسرا چھ صفحات کا مولانا محمد ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کا ہے۔

پہلا سوال

عربی، فارسی، اردو کے ۲۹/ حروف مشترک ہیں تو کیا زبانوں کے اختلاف سے ان حروف کے مخارج بھی مختلف ہوجاتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں مندوبین حضرات دو خانوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ زبانوں کے اختلاف سے حروف کے مخارج فی الحقیقت مختلف نہیں ہوتے بلکہ مخارج وہی رہتے ہیں، کیوں کہ ہر حرف کا مخرج متعیّن ہے، اس میں تبدیلی کا مطلب ایک ہی حرف کے لیے کئی مخارج کا ثابت کرنا اور یہ مسموع نہیں۔

❊ مولانا محمد مسیح احمد قادری بلرام پور، لکھتے ہیں:

”عربی، فارسی اور اردو کے ۲۹/ حروف مشترکہ کے مخارج زبانوں کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتے، کیوں کہ ہر حرف کا مخرج متعیّن ہے۔ جب کوئی حرف متعیّن مخرج سے ادا ہوگا تو وہ صحیح اور درست قرار دیا جائے گا۔ زبانوں کے اختلاف سے حروف کے مخارج نہیں بدلتے، البتہ حروف کی ادائگی میں مخارج کا لحاظ نہ کرنے کی وجہ سے بظاہر مخارج کا اختلاف نظر آتا ہے۔

زبانِ عربی میں حروف کے ادا کرنے میں ان کے مخارج و صفات کی بھرپور رعایت کی جاتی ہے۔ عربی کے علاوہ فارسی، اردو وغیرہ زبانوں میں

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ان کے حروف کی ادائگی میں کماحقہ رعایت نہیں ہوتی۔“ (مقالہ،ص:۱/۵)

٭مولانا شیر محمد خان مصباحی لکھنؤ رقم طراز ہیں:

”اردو اور فارسی حروف کے مخارج و صفات کا تعین اہلِ فن نے نہیں فرمایا ہے۔ جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو اور فارسی کلمات کے حروف تقریبًا وہی ہیں جو عربی کلمات کے حروف ہیں۔ لہٰذا ان دونوں زبانوں کے حروف کے مخارج و صفات بھی تقریبًا وہی ہوں گے جو عربی کلمات کے حروف کے ہیں۔ مخرج میں اس طرح تبدیلی کرنا کہ لفظ اور معنیٰ دونوں بدل جائے، یہ لحن جلی ہے، ورنہ لحن خفی، یہ بات مسلم ہوتے ہوئے کہ اردو و فارسی حروف کے مخارج وصفات وہی ہیں جو عربی کلمات کے حروف کے ہیں، مگر اس کے باوجود اہلِ علم و ادب مذکورہ دونوں زبانوں کے حروف کی ادائگی میں وہ لحاظ نہیں فرماتے ہیں جو شدت رعایت عربی میں کرتے ہیں۔“ (مقالہ،ص:۱/۳۴)

٭مولانا آل مصطفےٰ مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی لکھتے ہیں:

زبانوں کے اختلاف سے حروف کے مخارج مختلف نہیں ہوتے کہ جس حرف کی ادائگی کے لیے جو مخرج متعیّن ہے اس میں تبدیلی کا مطلب ایک ہی حرف کے لیے کئی مخارج ثابت کرنا ہے۔ اور یہ مسموع نہیں۔ ہاں بعض حروف کے تلفظ میں اس کے مخرج کے بجائے دوسرے حرف کے مخرج کی ادائگی بعض زبانوں میں کی جاتی ہے اور اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا جیسے ”ضاد“ کا مخرج اردو و فارسی میں اس کا تلفظ ”ظا“ سے کرتے ہیں تو اسے مخرج کا اختلاف نہ کہیں گے بلکہ ایک حرف کے متعیّن مخرج کو چھوڑ کر دوسرے حرف کے مخرج کا تلفظ کہیں گے۔“ (مقالہ،ص:۱/۴۲)

٭عربی، اردو کے ۲۹/ حروف مشترکہ مخارج میں متحد الحقیقت ہیں اور عام بول چال میں سہل پسندی کے سبب عملاً اور عرفاً ان میں مخارج و صفات کی رعایت نہیں ہوتی۔

مولانا خالد ایوب مصباحی لکھتے ہیں: ”آج تک ان حروف کے مخارج و صفات میں کسی بھی طرح کی کوئی تبدیلی کی بات نہیں کی جاتی، بلکہ محض ادا اور اظہار کی حد تک یہ کوتاہی یا سہل پسندی روا رکھی جاتی ہے، اور بس، یعنی گویا سہل پسندی کے پیشِ نظر مخارج وصفات کی ادائگی میں جس طرح کی رعایت کرنی چاہیے تھی وہ رعایت نہیں کی جاتی، ورنہ حقیقت ان کی بھی وہی ہے جو ان کے ماخذ اصلی یعنی عربی حروف کی ہے۔“

٭ مفتی انفاس الحسن چشتی اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:

”زبانوں کے اختلاف سے حروف کے مخارج فی الحقیقت مختلف نہیں ہوتے بلکہ مخارج وہی رہتے ہیں یہ اور بات ہے کہ بعض زبانوں میں بول چال کے وقت ان مخارج کی پوری رعایت ضروری ہوتی ہے اور بعض میں نہیں۔ مثلاً عربی زبان کہ اگر مخارج کی ادائگی میں ذرا سی کوتاہی برتی گئی تو معنوی تبدیلی کا خدشہ لاحق ہوتا ہے، اس کے برخلاف فارسی اور اردو زبان میں ان مخارج کی ادائگی کا اہتمام نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات ان زبانوں میں مخارج کی رعایت کلام کے حسن کو زائل کر دیتی ہے۔ ان زبانوں میں مخارج کی عدم رعایت کو معنوی تبدیلی کا سبب بھی نہیں سمجھا جاتا، اور نہ ہی اہلِ زبان اس وجہ سے معانی کے افہام و تفہیم میں کسی قسم کی دشواری محسوس کرتے ہیں۔“ (مقالہ،ص:۱/۴۰)

اکثر مندوبین اسی مذکورہ خیال کے حامی ہیں۔

دوسری طرف کچھ مندوبین اس بات کے قائل ہیں کہ زبانوں کے اختلاف سے بعض حروف کے مخارج بدل جاتے ہیں۔

٭اسی سوال (ا) کے جواب میں قاضی فضل احمد مصباحی، بنارس لکھتے ہیں:

”عربی، فارسی، اردو کے اٹھائیس یا انتیس حروف علی اختلاف القولین صورۃً مشترک تو ہیں، مگر زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے ان کے مخارج کلی طور پر تو نہیں مگر جزئی طور پر ضرور مختلف ہیں۔ مثلاً ”ض“ عربی اور اردو، دونوں رسم الخط کے اعتبار سے ایک ہی ہے، مگر مخرج اور ادائگی میں دونوں میں فرق ہے۔ چوں کہ نظم قرآن کو غیر عربی و غیر رسم عثمانی میں لکھنا جائز ہی نہیں؛ اس لیے اشتراک ہویا نہ ہو عدم جواز کے حکم میں فرق نہیں پڑتا۔ البتہ ترجمہ میں اردو لفظ کی ادائگی مخرج کے اعتبار سے درست ہوگی۔“ (مقالہ،ص:۳)

٭ مولانا نظام الدین قادری مصباحی، جمداشاہی نے اپنے مقالے میں بابائے اردو مولانا عبدالحق کی ایک عبارت سے استدلال کیا ہے، بابائے اردو کی عبارت یہ ہے:

”لیکن بات یہ ہے کہ اردو کو علاوہ ہندی کے عربی سے بھی تعلق ہے، اس لیے کثرت سے اس کے الفاظ زبان میں موجود ہیں اور اس وجہ سے لامحالہ اس کے تمام حروف بھی اردو ابجد میں آگئے، ورنہ عربی الفاظ کی صحت تحریر قائم نہ رہتی، چناں چہ ز، ذ، ض، ظ، چار الگ حروف ہیں جن کی آواز قریب قریب یکساں معلوم ہوتی ہے، اسی طرح س، ث، اور ت، طاء اور ح، ہ۔ گو عرب کا باشندہ یا وہ شخص جو تلفظ کی صحت کا خاص طور پر خیال رکھتا ہے، اِن حروف کے تلفظ میں فرق کر سکے، مگر ہر ایک کے لیے اس کا امتیاز دشوار ہے، اور بول چال میں عام طور پر ان حروف کے تلفظ میں کچھ زیادہ فرق نہیں پایا جاتا ہے۔“

مولانا نظام الدین صاحب استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس تفصیل سے یہ عیاں ہوا کہ ایک زبان کے کلمات اگر دوسری زبان میں بولے جانے لگیں تو ان کے مخارج میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ چناں چہ مشاہدہ ہے کہ روز مرہ کی گفتگو ہو یا علمی مجالس کی گفتگو، اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں کا علم رکھنے والے عام طور پر اردو، فارسی میں کلام کے وقت ز، ض، ظ، یوں ہی س اور ص کے تلفظ میں کوئی فرق نہیں کرتے ہیں،

یوں ہی شعرا بھی دورانِ شعر کوئی فرق نہیں کرتے ہیں۔" (مقالہ، ص:۷/۵۸)

❋ مفتی عبد الرحیم اکبری، سوجا شریف نے صَرف کی مشہور کتاب پنج گنج کی ایک عبارت سے زبانوں کے اختلاف سے مخارج کے اختلاف پر دلیل پیش کی ہے، پنج گنج میں ہے:

"وازیں جملہ بست ویک حرف مشترک است میانِ تازی وپارسی و ہشت حروف مخصوص است بسخن تازی کہ در سخن پارسی نباشد و نظام وے "صعق ثط حضظ" امّا صادیکہ بزبان فارسی می گویند چوں "صرخ و صد" سین است ای "سرخ وسد" وہم چنیں عین الف است و قاف کاف، وطا تا وحا ہا۔"

(پنج گنج، ص:۷۵)

مفتی اکبری صاحب لکھتے ہیں:

"مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ آٹھ حروف عربی کے ساتھ خاص ہیں اور فارسی میں اسی شکل سے لکھے جاتے ہیں، مگر انھیں مخارج سے ادا نہیں کیے جاتے ہیں، پس ثابت ہوا کہ زبانوں کے اختلاف سے مخارج بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔ فارسی میں اختلاف مخارج باعثِ تحریف نہیں تو دگر زبانوں میں اختلاف مخارج سے تحریف کا ارتکاب لازم نہیں آنا چاہیے۔" (مقالہ، ص:۱۱/۱۲)

❋ مولانا ناصر حسین مصباحی اور مولانا اختر حسین فیضی نے بھی اسی دعوی پر پنج گنج کی مذکورہ عبارت سے دلیل پیش کی ہے۔ اور راقم الحروف نے پنج گنج کی اس عبارت سے اختلاف مخارج پر نہیں، بلکہ عام بول چال میں مشابہ آواز والے حروف کے مخارج میں خلط ملط اور ادائگی میں پاس و لحاظ نہ کرنے پر استدلال کیا ہے۔

❋ مولانا محمد ناصر حسین مصباحی نے زبانوں کے اختلاف سے بعض حروف کے مخارج بدل جانے پر مزید کچھ شواہد پیش کیے ہیں۔

(۱) عربی کے جو کلمات اردو رسم الخط میں لکھے جاتے ہیں ان کے حوالے سے عوام و خواص سب کا عمل یہ ہے کہ کتابت میں عربی حروف کے رسم کی پابندی تو کرتے ہیں، لیکن تلفظ میں بہت سے حروف کے مخارج اور صفات کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ نہ صرف یہ کہ لحاظ نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی شخص اردو زبان بولتے وقت عربی حروف کے مخارج وصفات کی مکمل رعایت کرکے بولے تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً سفر اور صفر، دو الفاظ ہیں اردو میں دونوں کی کتابت تو الگ الگ ہوتی ہے مگر دونوں کا تلفظ یکساں ہے۔ الغرض کتابت میں تو عربی حروف کا لحاظ کیا جاتا ہے لیکن تلفظ میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ اور تلفظ کا مختلف ہونا مخارج کے مختلف ہونے کو مستلزم ہے۔ اگر تلفظ برقرار نہ رہا تو سمجھیے کہ مخارج بھی برقرار نہ رہے۔ لہٰذا دوسری زبان میں منتقل ہونے کی وجہ سے جب ان حروف کا تلفظ بدل گیا تو اسی سے ظاہر ہو گیا کہ ان حروف کا مخرج بھی بدل گیا۔

(۲) عربی زبان میں عجمی زبانوں کے بہت سے حروف نہیں پائے جاتے، جیسے اردو، فارسی اور ہندی کے یہ حروف: پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ۔ جب اِن حروف سے مرکب اردو، ہندی یا فارسی کے الفاظ عربی رسم الخط میں لکھے جاتے ہیں تو نہ صرف مخارج وصفات بلکہ تلفظ بلکہ رسم الخط بلکہ سرے سے حرف ہی بدل جاتا ہے۔ اور حرف کا بدلنا مخارج ہی کے بدلنے سے ہوتا ہے، مثلاً:

پکوڑی	ٹماٹر	لڈّو	چین	جاپان
بكورى	طماطم	لدُّو	صين	جابان
مبارک پور	اعظم گڑھ	گنگا	چراغ	اسفہان
مبارك فور	اعظم جره	غنغا	سراج	اصفهان
احمد چلپی	یزدگرد			
احمد شلبي	يزد جرد			

(۳) ہر زبان میں کچھ ایسے حروف ہوتے ہیں جو دوسری زبان کے حروف سے آواز میں باہم متفق ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ حروف ایسے ہوتے ہیں کہ دوسری زبان میں نہ اُن کے متبادل حروف ہوتے ہیں اور نہ ان حروف کی آواز۔ مثلاً: عربی زبان میں جتنے حروف ہیں دوسری زبانوں میں متبادل کے طور پر اُتنے حروف نہیں ہیں۔

— عربی میں ض، ز، ذ، ظ —ص، س، ش، ث — ت، ط —ع، اَ —ح، ھ —وغیرہ۔

ان تمام حرفوں کی آوازیں بھی ایک دوسرے سے الگ الگ ممتاز ہیں۔ لیکن ہندی، انگریزی، گجراتی زبانوں میں ان مختلف آوازوں کی تعبیر کے لیے کوئی حرف نہیں ہے۔ لہٰذا بعض اردو، عربی کلمات کی آوازوں کی تعبیر دوسری زبان کے حروف سے ہو ہی نہیں سکتی۔ تو جب ایسے کلمات کو دوسری زبانوں کے ناقص رسم الخط میں لکھا جائے گا تو یقیناً تلفظ بدل جائے گا۔ اور اس کی وجہ سے مخارج بھی بدل جائیں گے۔

(۴) جس زبان میں دوسری زبان کا متبادل حرف نہیں ہے، جب اُس کے رسم الخط میں اُس دوسری زبان کے لفظ کو لکھا جاتا ہے، اس کے مخارج بدل جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض زبانوں میں صرف تلفظ بدلتا ہے جب کہ بعض میں تلفظ اور رسم الخط دونوں ہی بدل جاتے ہیں۔ تو نہ صرف رسم الخط اور نہ صرف تلفظ، بلکہ پورا پورا حرف ہی بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ عربی بولنے والے پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، وغیرہ ہندی، اردو یا انگریزی الفاظ کے تلفظ میں کرتے ہیں۔ اور یہ بات صرف عربوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر زبان والے دوسری زبان کے لفظ کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں، مثلاً بہار کے بعض علاقوں میں "ڑ" کا متبادل حرف نہیں ہے، تو وہ "ڑ" کی جگہ "ر" کا تلفظ کرتے ہیں۔ لہٰذا جب ان سے "گھوڑا سڑک پر دوڑا" کا تلفظ کرایا جائے تو وہ کہیں

گے: ''گھوڑا سرک پر دوڑا''۔ اسی طرح اردو میں انگریزی کا لفظ ڈوکٹر کو بدل کر ڈاکٹر اور ''ٹیلی پھون'' کو بدل کر ''ٹیلی فون'' بولتے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ زبان کے اختلاف سے مخارج بدل جاتے ہیں۔

❋مولانا محمد مبشر رضا ازہر مصباحی کے نزدیک ۲۹ر حروف کے مخارج کے مشترک یا مختلف ہونے کا فیصلہ کرنا ایک مشکل امر ہے۔ مگر پھر بھی وہ بعض حروف کے مخارج میں معمولی فرق مان رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''راقم سطور کی معلومات میں فارسی اور اردو حروف کی ادائگی کے لیے باضابطہ کوئی ایسا قاعدہ جاری نہ ہوا، جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ فارسی یا اردو حروف کے مخارج کیا ہیں۔

فارسی اور اردو حروف کے صوتی تلفظ میں اب تک یہ طریقہ رائج ہے کہ جو حروف نقوش کے اعتبار سے عربی حروف کے مشابہ ہیں انھیں عربی حروف کے مخارج کا ہم مخرج قرار دے کر تلفظ کرتے ہیں اور بعض حروف تو نقوش میں مشترک ہو کر بھی فارسی میں عربی کا ہم مخرج نہیں ہیں۔ جیسے: ''ع'' کا مخرج تو تینوں زبانوں میں ایک ہے لیکن ''ص'' کا مخرج فارسی اور اردو دونون زبانوں میں عربی سے مختلف ہے کیوں کہ ''ص'' عربی زبان میں نوکِ زبان اوپر نیچے کے دانتوں سے ادا ہوتا ہے اور فارسی اور اردو میں اس کا مخرج اس طرح نہیں ہے۔ اسی طرح ''ض'' کا مخرج عربی اور اردو میں مختلف ہے۔

اس لیے یہ فیصلہ کرنا کہ عربی فارسی اور اردو کے ۲۹ر حروف کے مخارج مشترک ہیں یا مختلف، بہت مشکل امر ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عام بول چال میں عربی فارسی اور اردو کے ۲۹ر حروف کے مخارج ایک جیسے ہیں اور بعض حروف میں معمولی فرق بھی ہے۔'' (مقالہ، ص:۸/۱)

دوسرا سوال

کیا ہندی میں خاص خاص حروف کے نیچے نقطے رکھنا یا انگریزی میں کچھ حروف کے ساتھ H بڑھا دینا یا گجراتی میں اسی طرح کا کوئی سسٹم جاری کر دینا انھیں عربی کے متعلقہ حروف کے ہم مخرج بنا دے گا، یا کم از کم ان حروف کے مخارج و صفات کی نشان دہی کے لیے کافی ہوگا اور تحریف کا ارتکاب لازم نہیں آئے گا؟

سوال (۲) کے جواب میں بھی مندوبین حضرات تین مختلف رائے رکھتے ہیں، زیادہ تر مندوبین کا خیال ہے کہ قریب الصوت حروف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لیے ہندی کے متبادل حروف کے ساتھ H وغیرہ بڑھا کر مروجہ علامات مفید ہیں اور عربی کے متعلقہ حروف کے مخارج وصفات کی نشان دہی کے لیے کافی ہیں، اور تحریف کا ارتکاب لازم نہیں آئے گا۔

☆مولانا محمد ناظم علی رضوی مصباحی، اشرفیہ، مبارک پور اپنے مقالے میں لکھتے ہیں: ہر زبان کے الگ الگ احکام ہوتے ہیں اس لیے اگر یہ علامات و اِمارات خاص حروف کی نشان دہی کے لیے ہوں تو ضرور وہی لفظ مراد ہوں گے اور اس علامت کے ذریعہ عربی، اردو، فارسی کا خاص وہی لفظ مراد ہوگا جیسا کہ انگریزی حروف کے ذریعہ عربی، اردو و فارسی کے تمام مشترکہ حروف کی تحریر و کتابت اس کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اور زبان و رسم کے اختلاف سے عربی و فارسی و اردو کا رسم متاثر نہیں ہوتا، مثلاً انگریزی میں ایک حرف T ہے، اس سے ''تا'' اور ''طا'' خاص علامتوں کے ذریعہ لکھتے ہیں، اگر اہلِ زبان اِس رعایت و موافقت کی طرف متوجہ ہوں تو یہ موافقت ہو سکتی ہے اور اختلاف بالکل جاتا رہے گا... یہ کام ہمارا ہے، ظاہر ہے کہ عربی، فارسی و اردو ہم لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں، یہ موافقت ہم نہ کریں گے تو کیا کوئی خالص ہندی و انگریزی کا ماسٹر کرے گا، اِن رموز و اشارات کے ذریعہ ہندی، گجراتی وغیرہ زبانوں میں بھی کوشش کریں تو یہ موافقت ہو سکتی ہے، رہ گیا تحریف و تبدیل کا معاملہ تو میرے نزدیک یہ حقیقۃً تحریف نہیں جب کہ ان الفاظ سے ان کے حقیقی معانی ملحوظ و معتبر ہوں۔ (مقالہ، ص:۶۶/۶۵)

☆مولانا مسیح احمد قادری، بلرام پور نے انگلش ڈکشنری مطبوعہ اردو اکیڈمی، لکھنؤ کے حوالے سے عربی حروف کے متبادل انگریزی حروف کا ایک مختصر چارٹ پیش کیا ہے، جو مفید ہے۔

Z̤	ظ	S	س	SH	ش	Ṣ	ص	S̤	ث
H	ہ	Ḥ	ح	Z	ز	Z̠	ذ	Ẓ	ض
		G	گ	GH	غ	K	ک	Ḳ	ق

☆مفتی ابرار احمد اعظمی، جلال پور کا خیال ہے کہ اردو زبان کے قریب الصوت حروف کے متبادل انگلش زبان کے حروف کا استعمال یہ ایک جدید اصطلاح ہے، اس میں عرف و تعامل پایا جاتا ہے، اس میں کوئی تصحیف و تحریف نہیں، اس پر انھوں نے درِ مختار کتاب النکاح کی ایک عبارت سے استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

''آمدم بر سرِ مطلب: اس تداول و تعامل سے مستفاد ہوتا ہے کہ اردو زبان کے قریب الصوت حروف مثلاً ہمزہ اور عین کو انگلش زبان کے حرف A کا بدل قرار دینا، ثا، سین، اور صاد کو S کا متبادل ٹھہرانا، ''تا'' اور ''طا'' کی آواز پیدا کرنے کے لیے T کا استعمال کرنا، ذال، زاء اور ظا کو حرف Z کا بدل قرار دینا تصحیف و تحریف کے قبیل سے نہیں بلکہ یہ ایک عرف عملی اور عوام و خواص کی ایک اصطلاح جدید ہے، ولا مناقشة في الإصطلاح۔

نظیرِ مسئلہ: انعقادِ نکاح کے لفظوں میں سے ایک لفظ ''تَزَوَّجْتُ'' ہے، اب اگر کوئی شخص زا کو جیم سے اور جیم کو زا سے بدل کر ''تَجَوَّزْتُ'' کہے تو علامہ ابو السعود کے فتویٰ کے مطابق اس تحریف شدہ اور بہ اعتبارِ محل بے معنیٰ لفظ سے نکاح منعقد نہ ہوگا، ہاں اگر کوئی قوم زاء کو جیم اور جیم کو زاء کا بدل ٹھہراتے ہوئے

اِس تجوزت پر اتفاق کر لے تو علامہ ابو السعود کے نزدیک بھی اس لفظ سے نکاح ہوجائے گا۔ کیوں کہ اب "تَجَوَّزَت" کے لفظ کو تحریف سے خارج مان کر اسے ایک اصطلاح جدید مانا جائے گا،، درِ مختار کتاب النکاح میں ہے۔

لا يصح بلفظ إجارة و إعارة ووصية وألفاظ مصحفة كتجوزت لصدوره لاعن قصد بل عن تحريف وتصحيف فلم تكن حقيقةً ولا مجازاً لعدم العلاقة بل غلطا فلا اعتبار به اصلا. تلويح: نعم لو اتفق قوم على النطق بهذه الغلطة وصدرت عن قصد كان ذلك وضعا جديدا فيصح به أفتى أبو السعود. (رد المحتار، ج:۹، ص:۲ و ۳) [مقاله، ص:۱/ ٤٤]

تقریباً تمام مندوبین اس بات پر متفق ہیں کہ عربی زبان کے کلمات کو ہندی یا انگریزی وغیرہ دوسری عجمی زبانوں کے حروف میں بدلنے سے تحریف کا التزام نہیں۔

☆مولانا محمد ناصر حسین مصباحی لکھتے ہیں۔

بعض علاقوں میں زیادہ تر لوگوں کی تعداد ایسی ہوتی ہے جو اردو زبان سمجھتے ہیں مگر اردو رسم الخط سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں، ایسے علاقوں میں دینی مسائل اور شرعی علوم کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے لیے ہندی یا انگریزی یا کسی اور عجمی زبان کے رسم الخط کا سہارا لینے کی ضرورت پڑتی ہے، لہٰذا ایسے علاقوں کے لیے اردو تراجم قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں منتقل کرنا جائز ہونا چاہیے۔ اور ان سب کے باوجود یہ کام تحریف کے قبیل سے نہ ہوگا، ورنہ عربی بولنے اور لکھنے والے تحریف کے سب سے بڑے مرتکب ہوں گے کہ وہ لوگ پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ کو ب، ت، ج، دال اور را سے بدل دیتے ہیں اور عجمی لوگ بھی ان کی روش پر ایسا ہی کرتے ہیں، لیکن کوئی بھی ان کے اس فعل کو تحریف نہیں کہتا، بلکہ تعریف کی جاتی ہے کہ عربی بول رہا ہے.... اسی طرح اردو بولتے وقت لفظ صبر اور ثنا جیسے میں عربی مخارج وصفات کا لحاظ نہ کرنا بھی تحریف کے قبیل سے نہیں ہے، کیوں کہ اردو میں عوام و خواص کا اس پر عمل ہے اور مخارج کے اختلاف سے کوئی دوسرا معنیٰ مراد نہیں لیا جاتا، ہاں! تحریف اس وقت ہوتی جب غلط تلفظ کر کے غلط معنیٰ مراد لیا جاتا ہے۔

☆مولانا خالد ایوب صاحب اسے تحریف قرار دیتے ہوئے کارِ خیر اور حق کی توسیع کی خاطر اسے جرم قرار نہیں دیتے کہ اس میں بہت سارے لوگوں کی تاثیم کا سبب ہے کہ ایسے لوگ اب کم نہیں رہ گئے بلکہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں، ایسے پورے طبقے کو بیک جنبشِ قلم نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔" (مقالہ، ص:۴-۵)

☆مولانا زاہد علی سلامی صاحب نے ٹیلی گرام کے قدیم طرز سے مذکورہ وضعِ علامات سے تحریف لازم نہ آنے پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

آج سے کوئی پچیس تیس سال پہلے تک بعجلت پیغام رسانی کے لیے ڈاک خانوں میں تار (Telegram) کا عام رواج تھا، جب کہ اس مشین کے ذریعہ کلمات و حروف کی ادائگی اور ان کی افہام و تفہیم اس شعبہ کے ماہرین کے علاوہ کسی اور کے لیے سخت دشوار کیا، ناممکن تھی، کیسے ہی خالص عربی کے کلمات و حروف ہوں مشین سے صرف ٹن ٹن ہی کی آواز سننے میں آتی تھی، پھر اس سے ماخوذ پیغام کو پوسٹ ماسٹر رومن انگریزی یا رومن ہندی میں لکھ کر مرسل الیہ کو بھیج دیا کرتا تھا، اس قدر لفظی و معنوی تحریف اور توڑ مروڑ کے باوجود بلا نکیر علما و عوام سب میں یہ برقی تار کا سلسلہ رائج رہا، سوال نامے میں جس قدر کلمات بطور مثال پیش کیے گئے ہیں، مثلاً السلام علیکم، اسمِ جلالت، رحمٰن، رحیم، عبد الرحمٰن، عبد الرحیم، عبد اللہ، رضی اللہ، انشاء اللہ، وغیرہ یہ تمام کے تمام عربی کلمات اسی مذکورہ طریقۂ "تار" انگریزی رومن یا ہندی رومن میں استعمال ہوتے تھے، مگر علما و فقہا نے اس سے نہ کبھی منع فرمایا اور نہ ہی کبھی اظہارِ بیزاری کیا۔

☆مولانا رضاء الحق اشرفی مصباحی کے نزدیک ہندی اور انگریزی حروف کے ساتھ علامات کی وضع، مخارج کا کچھ علم رکھنے والوں کے لیے مفید ہے، پھر بھی تنبیہ واشارہ کے لیے بے فائدہ بھی نہیں ہے، لکھتے ہیں۔

بعض لوگ عربی حروف لکھنا پڑھنا نہیں جانتے لیکن جو الفاظ اردو زبان میں عام بول چال میں استعمال ہوتے ہیں، لوگوں سے سن کر انھیں ان کے معروف مخارج کے ساتھ ادا کرتے ہیں، حالاں کہ ان حروف کے مخارج کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ جواب نہیں دے سکیں گے، لیکن وہ انھیں اردو میں معروف و مستعمل مخارج کے ساتھ ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے عربی، اردو، فارسی زبان کے مشترک حروف کو دوسری زبان کے رسم الخط میں لکھنے میں "علامات امتیاز" لگانے کی ضرورت نہیں مثلاً لفظ ضرورت کو ہندی میں ''जरूरत''۔ ''ज'' کے نیچے نقطہ دیے بغیر لکھا جائے تو بھی ایسے لوگ اسے "ج" کے تلفظ کے ساتھ "جرورت" نہیں پڑھیں گے، کیوں کہ عام بول چال میں ان کی زبان پر "ضرورت" اردو میں معروف تلفظ کے ساتھ جاری ہے، لہٰذا ان کے لیے ''जरूरत'' لکھنے میں ''ज'' کے نیچے نقطہ لگانا ضروری نہیں، ہاں نقطہ لگانا تنبیہ واشارہ کے لیے لغو بے فائدہ نہ ہوگا، لیکن ایک عام اردو، ہندی پڑھا لکھا آدمی جو عربی و اردو حروف کو ان کے مخارج کے ساتھ ادا کرنا نہیں جانتا، وہ "ضرورت" کو "جرورت" اور "حالت" کو "ہالت" ہی پڑھے گا خواہ اس کو اردو میں لکھا جائے یا ہندی میں۔ حاصلِ کلام یہ کہ اردو تراجم قرآن کو ہندی رسم الخط یا رومن میں لکھنا ناجائز نہیں۔ اسے مترجم کے ترجمے میں تحریف نہیں کہا جا سکتا، یہ نہ لفظاً تحریف ہے، نہ معنیً۔ (مقالہ، ص:۲/۲۲)

ہمارے کچھ مندوبین کے نزدیک یہ علامتیں بے کار ہیں۔

☆مولانا سلیمان مصباحی کے نزدیک ہندی وانگریزی حروف کے ساتھ

علامات کا تقرر ایک لاحاصل عمل اور غلط ہے، جن زبانوں میں مخارج کے لیے کوئی خاص علامت مقرر نہیں، ان زبانوں میں اگر کوئی شخص اپنی طرف سے مخارج کے لیے علامت مقرر کردے تو یہ نہ صرف لاحاصل عمل ہوگا، بلکہ اس زبان کے ماہرین کے نزدیک وہ علامت غلط قرار پائے گی، اس لیے ناچیز راقم الحروف کا رجحان یہ ہے کہ بغیر کوئی علامت و نشان دہی کے اردو تراجم قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا جواز ہونا چاہیے۔ (مقالہ، ص:۱/۲۶)

ایسی صورت میں تحریف لازم آئے گی یا نہیں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

☆ مفتی شہاب الدین نوری، براؤں شریف کی اس سلسلے میں سب سے الگ رائے ہے، لکھتے ہیں۔

"عربی حروف کے مخارج وصفات کی تعیین کے لیے اگر ہندی وغیرہ میں کچھ علامتیں اور خاص خاص حروف کے نیچے نقطے رکھ دینا یا کسی بھی طرح کی کچھ علامتیں خاص کرلی جائیں جس سے ممکن حد تک قراءت اور تحریف کی غلطیوں سے بچا جاسکے یہ بڑا دشوار امر ہے جو کارے دارد کیوں کہ عربی، فارسی، اردو کے بہت سارے ایسے حروف ہیں جن کا بدل گجراتی، ہندی، انگریزی زبان میں موجود نہیں ہے جیسے ح، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ق وغیرہ، تو یہ ایسے حروف ہیں کہ ان کے مخارج وصفات کو ہندی، انگریزی، گجراتی کے حروف سے بیان نہیں کیا جاسکتا ہے، نہ تحریر میں، نہ تلفظ میں، مثلاً عبد الحنان، عبد الخالق، عبد الحی، عبد الصمد، تو اگر ان اسما کو انگریزی، ہندی، یا کسی بھی عجمی زبان میں لکھنا ہو جن کے یہاں عربی، فارسی، اردو کے وہ حروف جن کے بدلے میں ان کے یہاں کوئی حرف نہیں ہے تو لا محالہ وہ اپنی زبانوں میں لکھیں گے اور جب ان کے یہاں ان حروف کے مخارج وصفت کا کوئی بدل نہیں ہے تو یقیناً غلط ہوگا اور جب غلط ہوگا تو معنیٰ ضرور تبدیل ہوگا اور جب معنیٰ تبدیل ہوگا تو یہ طے ہے کہ تحریف سے خالی نہ ہوگا۔" (مقالہ، ص:۱/۲۸)

ہمارے کچھ مندوبین نے اردو سے ہندی چارٹ کو ناکافی کہا ہے اور مشورہ دیا ہے کہ اس سے متعلق ایک جامع مضبوط لائحۂ عمل مرتب کیا جائے پھر اس کی تعلیم و تربیت دی جائے تاکہ اس کا فائدہ عام و تام ہو۔

تیسرا سوال

ان کے سوا کوئی شرعی حل آپ کی نگاہ میں ہے تو اسے بھی بیان فرمائیں۔

بہت سے مندوبین نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا ہے، کئی لوگوں نے لکھا ہے کہ اردو تراجم قرآن وغیرہ کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنا دینی ضرورت اور ایک اہم دینی تقاضا ہے، کچھ لوگوں نے ضروری دینی تعلیم کو اسلامی زبانوں ہی میں حاصل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

☆ مفتی انفاس الحسن چشتی صاحب لکھتے ہیں:

ہندی اور رومن میں جو نقطے رکھنے اور H کے اضافے کا جو رواج ہے اس سے حروف کے درمیان ایک حد تک امتیاز ہوجاتا ہے، لیکن اب تک رائج شدہ نقطے اور H کا اضافہ سارے حروف کے درمیان امتیاز کے لیے کافی نہیں ہے، اس لیے کہ ضاد، ذال اور زا کو ج سے ممتاز کرنے کے لیے اس کے ہندی متبادل ج کے نیچے نقطہ رکھ دیتے ہیں اس طرح ج، ضاد، ذال اور زا سے ممتاز تو ہوجاتا ہے، لیکن ضاد، ذال، زاء آپس میں ممتاز نہیں ہوپاتے، اسی طرح رومن میں "خ" کا متبادل KH اور یہی "کھ" کا بھی متبادل ہے، یہاں "خ" اور "کھ" میں امتیاز کے لیے کوئی طریقہ رائج نہیں ہے، لہٰذا مزید کچھ ایسی علامتیں متعیّن ہونی چاہئیں جن کے ذریعہ ہندی میں "ض، ذ، ز" یوں ہی "س" اور "ث" کے درمیان امتیاز ہوسکے اسی طرح رومن کے جو حروف آپس میں ممتاز نہیں ہوپاتے ہیں وہ بھی ممتاز ہوجائیں۔ (مقالہ، ص:۲/۴۱)

☆ مولانا مبشر رضا ازہر مصباحی اور مولانا اختر حسین فیضی مصباحی نے کچھ مزید علامتوں کا اضافہ کیا ہے۔

ز کے لیے	ज़	ایک نقطہ
ذ کے لیے	ज़़	دو نقطے
ظ کے لیے	ज़̲	لکیر اور اس کے نیچے ایک نقطہ
ض کے لیے	ज़़̲	لکیر اور اس کے نیچے دو نقطے

(مقالہ مولانا اختر حسین فیضی، ص:۲/۳۷)

"ژ" کی تعبیر عجمی زبانوں میں جس حرف کے ذریعہ کرتے ہیں اس کے نیچے تین نقطے دیے جائیں، اسی طرح جن دو یا تین حرفوں کی تعبیر ایک ہی حرف سے ہوتی ہے، اس کے نیچے نقطے دیے جائیں، جو عربی حروف کے مخارج کی نشان دہی کریں، یوں ہی مد اور کھڑا زبر کے لیے بھی نشان وضع کریں۔ (مقالہ، ص:۴/۱۱، مولانا مبشر رضا ازہر)

☆ مولانا محمد نظام الدین قادری مصباحی لکھتے ہیں:

سوال نمبر ۲/ ۳/ میں مذکورہ طریقِ کار سے مخارج وصفات کی نشان دہی کی جاسکتی ہے، اس کے لیے ایک تدبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کتاب کے آغاز میں مذکورہ طریقِ کار کا ایک چارٹ دے دیا جائے اور حروف کے مخرج کی نشان دہی کردی جائے، ساتھ ہی کسی صحیح اردو خواں سے صحیح تلفظ کی مشق کرنے کا مشورہ بھی دے دیا جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

☆ تنقیح طلب امور ☆

1. کیا واقعی اردو و فارسی زبانوں میں بعض حروفِ عربیہ کے مخارج بدل جاتے ہیں؟
2. تحریف کسے کہتے ہیں؟
3. ہندی و انگریزی حروف کی علامات کی توضیح و تعیین۔

مجلسِ شرعی کے فیصلے

(جو تیئیسویں فقہی سیمینار میں مذاکرات کے بعد نوٹ کیے گئے)

از: مفتی محمد نظام الدین رضوی

تیئیسویں فقہی سیمینار میں چھ (۶) موضوعات پر مذاکرے ہوئے جن میں چار (۴) موضوعات کے فیصلے باتفاق رائے ہوگئے اور دو زیر غور ہیں، دوسرے موضوع (روزے کے مسائل) کی بیش تر دفعات محبّ مکرم مولانا ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے تحریر کیے ہیں، شروع کی چار (۴) دفعات کی تحریر میں ہمارے خاص مندوبین ۔ مولانا صدر الوریٰ قادری جامعہ اشرفیہ، مولانا نفیس احمد مصباحی جامعہ اشرفیہ، مولانا قاضی شہید عالم رضوی بریلی شریف، مولانا رضاء الحق اشرفی کچھوچھہ شریف، اور مولانا ناصر حسین مصباحی جامعہ اشرفیہ ۔ بھی شریک تھے، بقیہ موضوعات کے فیصلے صدر مجلس شرعی حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی نے تحریر فرمائے ہیں۔ فیصلے کا متن یہ ہے:

پہلی نشست :
۱۶/ صفر ۱۴۳۷ھ / مطابق ۲۸/ نومبر ۲۰۱۵ء ۔ شنبہ
فیصلہ بعنوان
دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید و فروخت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
حَامِدًا و مُصَلِّيًا و مُسَلِّمًا

مقالات کا خلاصہ پیش ہونے اور دیر تک بحث و تمحیص کے بعد حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی ناظم مجلس شرعی کے ایک مضمون کی روشنی میں کچھ بحث کے بعد درج ذیل امور پر جملہ مندوبین کا اتفاق ہوا۔

ہمارے مذہب حنفی میں مردار کی کھال کی بیع دباغت و طہارت سے پہلے باطل ہے اور یہی مذہب جماہیر فقہاے امصار علیہم رحمۃ اللہ الغفار کا ہے۔

اس کے بر خلاف امام ابن شہاب زہری اور امام لیث بن سعد اور بعض شوافع کا مذہب جواز کا ہے۔ چناں چہ امام نووی علیہ الرحمہ کی شرح صحیح مسلم میں ہے:

وَ الْمَذْهَب السَّابِع: أَنَّهُ يُنْتَفَع بِجُلُودِ الْمِيْتَة وَإِنْ لَمْ تُدْبَغ ، وَيَجُوز اِسْتِعْمَالهَا فِي الْمَائِعَات وَالْيَابِسَات وَهُوَ مَذْهَب الزُّهْرِيّ ، وَهُوَ وَجه شَاذّ لِبَعْضِ أَصْحَابنَا لَا تَفْرِيع عَلَيْهِ ، وَلَا الْتِفَات إِلَيْهِ. اھ

(المنهاج شرح صحيح مسلم ج: ۱، ص: ۱۵۹، كتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، مجلس البركات)

احکام القرآن للجصاص میں ہے:

وأما قول الليث بن سعد في إباحة بيع جلد الميتة قبل الدباغ فقولٌ خارجٌ عن اتفاق الفقهاء و لم يتابعه عليه أحد. اھ (ج : ۱، ص: ۴۲، باب جلود الميتة إذا دبغت، تحت قوله تعالى: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُم الميتة و الدم. الآية)

یہ اُس وقت کی بات ہے جب لوگ مُردار کی کھال کی خرید و فروخت سے بچتے تھے اور اب تو ایک عرصہ سے اس میں ابتلاے عام ہو چکا ہے، عام طور پر مردار کی کھال خریدی بیچی جاتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، عالمی سطح پر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس میں مبتلا ہے اور اس کی مصنوعات کو عوام و خواص سبھی دانستہ استعمال کرتے ہیں۔ آج کل چمڑے سے ایسی بہت سی چیزیں تیار ہو رہی ہیں جنھیں ہم روز مرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں، کچھ چیزیں یہ ہیں:

(۱) جوتے، چپل (۲) ٹوپ، ٹوپیاں (۳) جیکٹ (۴) اسکرٹ (۵) پتلون (۶) بیلٹ، گھڑی کا فیتہ (۷) دستانہ (۸) چرمی موزہ (۹) دف، ڈھول، ڈمرو، ڈگڈگی (۱۰) کتابوں کی جلد (۱۱) چمڑے کا اشتہاری وال پیپر (۱۲) تھیلا، پرس، بٹوا (۱۳) بیگ (۱۴) صوفہ، نمدہ (۱۵) موبائل، کمپیوٹر وغیرہ کا کور (۱۶) پورٹ فولیو (جزدان) (۱۷) لیدر بورڈ (۱۸) کٹلری (ٹیبل کے اوپر بچھانے کے لیے)

(۱۹) گھوڑے کی زین (۲۰) برتن، اوزار (۲۱) گاڑی وغیرہ کی سیٹوں کا غلاف (۲۲) جانوروں کو پکڑنے کا پھندا۔ (۲۳) سریش (ایک قسم کا گوند جس سے پلائی وغیرہ کی لکڑیوں کو چپکاتے ہیں۔)

یہ بجا ہے کہ کھال کی مصنوعات دباغت وطہارت کے بعد ہی تیار ہوتی ہیں مگر کیا اس سے بیع باطل کی بھی تطہیر و تصحیح ہو جاتی ہے؟

——— ایسا تو ہرگز نہیں، بیع باطل کھال کی دباغت کے بعد بھی باطل ہی رہتی ہے اور مفید ملک نہیں ہوتی۔ تو ناپاک کھال کی بیع باطل میں اصحابِ معاملات کا ابتلا ہے اور بیوع باطلہ سے حاصل شدہ کھالوں کی مصنوعات کی خرید و فروخت اور استعمال میں عامۂ امت کا ابتلا ہے جس سے عوام و خواص کا بچنا حرج عظیم کا باعث ہے اور ایسا ابتلاے عام موجب تخفیف و اباحت ہوتا ہے۔

اس کی دلیل جانوروں کے گوبر کا مسئلہ ہے:

جانوروں کے گوبر سے عموماً کھیتوں کی کھاد کے طور پر فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور مال کی حیثیت سے اسے جمع بھی کیا جاتا ہے؛ اس لیے اسے مال سمجھا جاتا ہے اور اس کی خرید و فروخت کی جاتی ہے، فقہاے حنفیہ بیع کو فائدۂ عامہ کے تابع مانتے ہیں[1] اس لیے وہ جانوروں کے گوبر اور اس کی کھاد کی خرید و فروخت کو جائز و درست قرار دیتے ہیں، کثیر کتبِ فقہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں ایک، دو تصریحات یہاں بقدر حاجت پیش کی جاتی ہیں۔

ہدایہ کتاب الکراہیۃ میں ہے:

قَالَ: وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ السِّرْقِينِ، وَيُكْرَهُ بَيْعُ الْعَذِرَةِ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا يَجُوزُ بَيْعُ السِّرْقِينِ أَيْضًا؛ لِأَنَّهُ نَجِسُ الْعَيْنِ، فَشَابَهَ الْعَذِرَةَ وَجِلْدَ الْمَيْتَةِ قَبْلَ الدِّبَاغِ.

وَ لَنَا: أَنَّهُ مُنْتَفَعٌ بِهِ؛ لِأَنَّهُ يُلْقَى فِي الْأَرَاضِي لِاسْتِكْثَارِ الرَّيْعِ فَكَانَ مَالًا، وَالْمَالُ مَحَلٌّ لِلْبَيْعِ. بِخِلَافِ الْعَذِرَةِ؛ لِأَنَّهُ يُنْتَفَعُ بِهَا مَخْلُوطًا، وَيَجُوزُ بَيْعُ الْمخْلُوطِ، هُوَ الْمرْوِيُّ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَهُوَ الصَّحِيحُ. وَكَذَا يَجُوزُ الِانْتِفَاعُ بِالْمخْلُوطِ لَا بِغَيْرِ الْمخْلُوطِ فِي الصَّحِيحِ، وَالْمخْلُوطُ بِمَنْزِلَةِ زَيْتٍ خَالَطَتْهُ النَّجَاسَةُ. (الهداية ج: ٤، ص: ٤٥٢، كتاب الكراهية، فصل في البيع، مجلس البركات)

غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے:

(قوله: فكان مالًا) لأنّ المال ما يُتموَّل. أي يُدّخرُ لوقتِ الحاجة و قد تموّل المسلمون السِّرقين وانتفعوا به من غيرِ نكيرٍ مِّن أحدٍ من السّلف.[2] و ما كان منتفعًا به كان مالاً فجاز بيعه.اھ

(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق ج: ٧، ص: ٥٧، كتاب الكراهية، فصل في البيع عن غاية البيان للإمام الإتقاني رحمه الله تعالى، بركات رضا، پوربندر. حاشية الهداية ج: ٤، ص: ٤٥٢، كتاب الكراهية عن غاية البيان للإمام الإتقاني رحمه الله تعالى، مجلس بركات، مبارك پور)

نیز غایۃ البیان میں ہے:

(قوله: يجوز بيع المخلوط) لأن المخلوط مال عندنا يجوز بيعُه، و نجاسةُ العين تمنع الأكل و لا تمنع الانتفاع فجاز بيعُ ذلك لوجود الانتفاع. اھ

(حاشية الهداية ج: ٤، ص: ٤٥٢، كتاب الكراهية عن غاية البيان للإمام الإتقاني رحمه الله تعالى، مجلس بركات، مبارك پور)

در مختار کتاب الحظر والاباحۃ میں یہی مسئلہ ان الفاظ میں ہے:

(كُرِهَ بَيْعُ الْعَذِرَةِ) رَجِيعِ الْآدَمِيِّ (خَالِصَةً لَا) يُكْرَهُ بَلْ يَصِحُّ بَيْعُ (السِّرْقِينِ) أَيْ الزِّبْلِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ

---

(۱) جیسا کہ ہدایہ، غایۃ البیان، در مختار عن الملتقیٰ کے منقولہ جزئیات نیز دیگر جزئیات فقہیہ سے عیاں ہے، مثلاً فتح القدیر میں ہے:

فَإِنَّ بُطْلَانَ الْبَيْعِ دَائِرٌ مَعَ حُرْمَةِ الِانْتِفَاعِ وَهِيَ عَدَمُ الْمَالِيَّةِ، فَإِنَّ بَيْعَ السِّرْقِينِ جَائِزٌ وَهُوَ نَجِسُ الْعَيْنِ لِلِانْتِفَاعِ بِهِ كَمَا ذَكَرْنَا. (ج: ٦، ص: ٣٩١، ٣٩٢، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد)

(۲) بلکہ بعض اسلاف نے خود بھی کھیت میں گوبر ڈالا اور اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ چناں چہ کفایہ میں ہے:

(قوله: ولا بأس ببيع السرقين) روي أنّ سعد بن وقّاص رضي الله تعالى عنه كان يعرّ أرضه بنفسه ويقول: مكيل، غير مكتل.

عرّالأرض: إذا أصلحها بالعرة وهي السرقين. اھ

(الكفاية شرح الهداية ج:٨، ص:٤٨٦، فصل في البيع من كتاب الكراهية، كوئٹه، پاكستان)

(وَصَحَّ) بَيْعُهَا (مَخْلُوطَةً بِتُرَابٍ أَوْ رَمَادٍ غَلَبَ عَلَيْهَا) فِي الصَّحِيحِ (كَمَا صَحَّ الِانْتِفَاعُ بِمَخْلُوطِهَا) أَيِ الْعَذِرَةِ بَلْ بِهَا خَالِصَةً عَلَى مَا صَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَغَيْرُهُ خِلَافًا لِتَصْحِيحِ الْهِدَايَةِ فَقَدِ اخْتَلَفَ التَّصْحِيحُ. وَفِي الْمُلْتَقَى أَنَّ الِانْتِفَاعَ كَالْبَيْعِ أَيْ فِي الْحُكْمِ فَافْهَمْ.

(الدر المختار، ج: ۹، ص: ۵۵۲، ۵۵۳، باب الاستبراء من كتاب الحظر والإباحة، دار الكتب العلمية، بيروت)

رد المحتار میں ہے:

(قوله: و في الملتقى إلخ) الظاهر أنّه أشار بنقله إلى أن تصحيح الانتفاع بالخالصة تصحيح لجواز بيعها أيضًا. و ''قوله فافهم'' تنبيه على ذلك.اهـ

(ج: ۱۰، ص: ۵۵۳،كتاب الحظر والإباحة، دارالكتب العلمية، بيروت)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت کے متعدّد کلمات پر کچھ ضروری نوٹ بھی قلم بند فرمائے ہیں انھیں رد المحتار میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ان عبارات سے یہ افادات حاصل ہوئے:

(الف) گوبر سے عام طور پر انتفاع کیا جاتا ہے اور مسلمان اسے مال سمجھتے ہیں۔

(ب) الانتفاع کالبیع۔ انتفاع بیع کی طرح ہے، لہٰذا جب انتفاع جائز ہوگا تو بیع بھی جائز ہوگی۔ مگر یہ اُس وقت ہوگا جب انتفاع کا عام عرف وعادت ہو۔

(ج) مال وہ ہے جس کی کوئی قیمت ہو اور وقتِ حاجت کے لیے اسے ذخیرہ بناکر رکھا جائے ــــــ یہ تعریف گوبر پر صادق آتی ہے، لہٰذا وہ مال ہے۔

اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ناپاک کھال کو بھی وقتِ حاجت کے لیے ذخیرہ کیا جاتا ہے، اس کا دام بھی عرفِ عام کے مطابق طے کرکے دیا، لیا جاتا ہے، اور اسے اصطلاحِ ناس میں مال بھی سمجھا جاتا ہے؛ اس لیے آج کے حالات میں یہ ضرور مال ہے اور اس کی خرید وفروخت جائز ودرست ہے۔

حضرات شافعیہ مردار کی کھال کو مال نہیں تسلیم کرتے تاہم اسے حقّ ثابت کا درجہ دیتے ہیں اور مالک کی اجازت کے بغیر اسے لے لینا جائز نہیں قرار دیتے۔ ملاحظہ ہو المنہاج شرح مسلم ج:۱، ص:۸۰، مجلس برکات زیرِ حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعا « مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ ». الحدیث

خلاصۂ کلام یہ کہ

(۱) ناپاک کھال کی بیع اصل مذہب حنفی میں ناجائز و باطل ہے جس کی صراحت کثیر کتبِ فقہ میں موجود ہے۔ عامۂ فقہاے امصار کا بھی اصل مذہب یہی ہے۔

(۲) آج کے زمانے میں ناپاک کھال بھی بڑی منفعت بخش چیز ہوگئی ہے، عام طور پر اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، لوگ اس کو مال سمجھتے اور اپنے عرف میں اس کا دام بھی طے کرتے اور دیتے لیتے ہیں، اور اب اس کی مصنوعات میں عوام و خواص سب کا ابتلا بھی ہو چکا ہے، لہٰذا بوجہِ عرف وعادتِ ناس و ابتلاے عام ناپاک کھال بھی شرعًا مالِ متقوّم ہے جیسے گوبر کو اسی بنیاد پر مال متقوم کا درجہ پہلے ہی سے دیا جا چکا ہے تو اس بنا پر اس کی بیع جائز و درست ہے۔ اس کی دوسری نظیر کچھ پھلوں کے ظہور سے پہلے ان کی بیع کے جواز کی ہے کہ عادتِ ناس و ابتلاے عام کی بنا پر اسے بھی فقہا نے جائز قرار دیا جب کہ وہ اصل مذہب میں باطل تھی۔ بناءً علیہ مردار کی کھال آج کے زمانے میں شرعًا مال ہے اور اس کی خرید وفروخت جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دوسری، تیسری نشست:

۱۶/۱۷/ صفر ۱۴۳۷ھ/ مطابق ۲۸/۲۹/ نومبر ۲۰۱۵ء۔

شنبہ، یک شنبہ

فیصلے بعنوان

روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ * حَامِدًا و مُصَلِّيًا و مُسَلِّمًا

دَورِ حاضر میں علاج و معالجے کے کچھ ایسے جدید طریقے رائج ہیں جن کا ذکر کتبِ فقہ میں صراحت کے ساتھ نہیں ملتا، یا ان کے بارے میں فقہاے کرام کے درمیان اختلاف نظر آتا ہے؛ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسے مسائل سیمینار میں لائے جائیں اور فقہاے کرام کی بحث و تحقیق کے بعد جو امور طے ہوں ان سے اپنے دینی بھائیوں کو آگاہ کیا جائے تاکہ وہ آسانی کے ساتھ ان پر عمل

کرسکیں۔ طے شدہ امور سوال وجواب کی شکل میں حسب ذیل ہیں:

سوال (۱): روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لیناجائز ہے یانہیں؟

جواب: کتب فقہ میں ان امور کی صراحت ہے کہ اگر کوئی ایسا مریض ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتا، یا روزہ سے اسے ضرر ہوگا، یا مرض بڑھے گا، یا دیر میں اچھا ہوگا اور اس کی کوئی علامت ظاہر ہو یا یہ بات تجربہ سے ثابت ہو یا مسلم طبیب حاذق، غیر فاسق کے بیان سے معلوم ہو تو جتنے دنوں تک یہ حالت رہے، اسے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد صحت ان کی قضا کرے۔ اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ [پارہ:۲، البقرہ:۲، آیت:۱۸۵]

ترجمہ: توتم میں جو کوئی یہ (رمضان کا) مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تواتنے روزے اور دنوں میں، اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ [کنزالایمان]

لہٰذا اگر ایسی صورت حال سامنے ہو جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو بالاتفاق روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینا یا جس دوا کی بھی ضرورت ہو اسے استعمال کرنا جائز ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

المريضُ إذَا خافَ على نَفْسِهِ التَّلَفَ أو ذَهَابَ عُضْوٍ يُفْطِرُ بالْإِجْمَاعِ وَإِنْ خَافَ زِيَادَةَ الْعِلَّةِ وَامْتِدَادَهَا فَكَذٰلِكَ عِنْدَنَا وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ إِذَا أَفْطَرَ. كَذَا في الْمُحِيطِ.

ثُمَّ مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ باجْتِهَادِ الْمَرِيْضِ. وَالِاجْتِهَادُ غَيْرُ مُجَرَّدِ الْوَهْمِ بَلْ هُوَ غَلَبَةُ ظَنٍّ عَنْ أَمَارَةٍ أَوْ تَجْرِبَةٍ أَوْ بِإِخْبَارِ طَبِيْبٍ مُسْلِمٍ غَيْرِ ظَاهِرِ الْفِسْقِ. كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِير.

(ج:۱، ص: ۲۲۷ كتاب الصوم، الباب الخامس في الأعذار التي تبيح الإفطار، دار الكتب العلمية، بيروت) والله تعالى أعلم.

سوال (۲) روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینے سے روزہ فاسد ہوگا یانہیں؟

جواب: گلوکوز لینے یعنی اسے عام دواؤں کی طرح کھانے، پینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔ چاہے وہ گلوکوز پاؤڈر ہو جسے پانی میں گھول کر پیا جاتا ہے، یا گلوکوز ٹبلیٹ ہو جسے منہ میں رکھ نگل لیا جاتا ہے، یا گلوکوز سیرپ ہو جسے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ایک یا دو چمچہ پیا جاتا ہے۔

ہاں! **انجکشن سے انسولین یا گلوکوز لینے کی صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا:** اس لیے کہ مفسد صوم وہ دوا یا غذا ہے جو منافذ اصلیہ یا غیر اصلیہ کے ذریعہ دماغ یا معدہ تک پہنچے اور اگر مسامات کے ذریعہ کوئی چیز دماغ یا معدہ تک پہنچے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے کہ انجکشن کے ذریعہ جسم میں جو سوراخ ہوتا ہے وہ منفذ نہیں ہوتا، بلکہ مصنوعی مسام ہوتا ہے؛ اس لیے کہ مَسَام، سَمُّ الْإِبْرَةِ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے "سوئی کا سوراخ"۔ لہٰذا انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوگا چاہے گوشت میں لگایا جائے یا رگ میں لگایا جائے۔ جمہور فقہائے اہل سنت کا یہی موقف ہے۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

● بدائع الصنائع میں ہے:

"وَمَا وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ أَوْ إِلَى الدِّمَاغِ مِنَ الْمَخَارِقِ الْأَصْلِيَّةِ كَالْأَنْفِ وَالْأُذُنِ وَالدُّبُرِ بِأَن اسْتَعَطَ أَوِاحْتَقَنَ أَوْ أَقْطَرَ فِي أُذُنِهِ فَوَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ أَوْ إِلَى الدِّمَاغِ فَسَدَ صَوْمُهُ.

أَمَّا إِذَا وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ فَلَا شَكَّ فِيهِ لِوُجُودِ الْأَكْلِ مِنْ حَيْثُ الصُّورَةِ. وَكَذَا إِذَا وَصَلَ إِلَى الدِّمَاغِ؛ لأنّ لَه مَنْفَذًا إلى الجَوْفِ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَا الجَوْفِ اھ.

وَأَمَّا مَا وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ أَوْ إِلَى الدِّمَاغِ مِنْ غَيْرِ الْمَخَارِقِ الْأَصْلِيَّةِ بِأَنْ دَاوَى الْجَائِفَةَ وَالْآمَّةَ، فَإِنْ دَاوَاهَا بِدَوَاءٍ يَابِسٍ لَا يُفْسِدُ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إِلَى الْجَوْفِ وَلَا إِلَى الدِّمَاغِ. وَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ وَصَلَ يُفْسِدُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَإِنْ دَاوَاهَا بِدَوَاءٍ رَطْبٍ يُفْسِدُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَهُمَا لَا يُفْسِدُ.

هُمَا اعْتَبَرَا الْمَخَارِقَ الْأَصْلِيَّةَ؛ لِأَنَّ الْوُصُولَ إِلَى الْجَوْفِ مِنَ الْمَخَارِقِ الْأَصْلِيَّةِ مُتَيَقَّنٌ بِهِ وَمِنْ غَيْرِهَا مَشْكُوكٌ فِيهِ، فَلَا نَحْكُمُ بِالْفَسَادِ مَعَ الشَّكِّ. وَلِأَبِي حَنِيفَةَ: أَنَّ الدَّوَاءَ إِذَا كَانَ رَطْبًا فَالظَّاهِرُ هُوَ الْوُصُولُ

لِوُجُودِ الْمَنْفَذِ إِلَى الْجَوْفِ فَيُبْنَى الْحُكْمُ عَلَى الظَّاهِرِ".
[كتاب الصوم، فصل وأمّا ركنه، ج: ٢، ص: ١٤٠، بركات رضا، پوربندر، گجرات]

● فتح القدیر میں ہے:

(قَوْلُهُ: وَلَوِ اكْتَحَلَ لَمْ يُفْطِرْ) سَوَاءٌ وَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ أَوْ لَا؛ لِأَنَّ الْمَوْجُودَ فِي حَلْقِهِ أَثَرُهُ دَاخِلًا مِنَ الْمَسَامِّ وَالْمُفْطِرُ الدَّاخِلُ مِنَ الْمَنَافِذِ كَالْمَدْخَلِ وَالْمَخْرَجِ لَا مِنَ الْمَسَامِّ الَّذِي هُوَ خَلَلُ الْبَدَنِ لِلاتِّفَاقِ فِيمَنْ شَرَعَ فِي الْمَاءِ يَجِدُ بَرْدَهُ فِي بَطْنِهِ وَلَا يُفْطِرُ . اهـ .

[فتح القدير ج :٢، ص: ٣٣٥، كتاب الصوم ، باب مايوجب القضاء والكفارة، بركات رضا، پوربندر]

حاشیہ شلبی علی تبیین الحقائق میں ہے:

(قوله: الدَّاخِلُ مِنَ الْمَسَامّ) الْمَسَامُّ الْمَنَافِذُ، مأْخُوذٌ مِنْ سَمِّ الْإِبْرَةِ وَ إِنْ لَمْ يُسْمَع إِلَّا مِنَ الْأَطِبَّاءِ.

[حاشية الشَلبي على تبيين الحقائق ج:٢، ص:١٦٩، باب مايفسد الصوم و ما لا يفسد، بركات رضا ، پوربندر، گجرات]

● مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ "انجکشن" کے بارے میں فرماتے ہیں:
"فی الواقع انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیوں کہ انجکشن سے دوا جوف میں نہیں جاتی۔
[فتاویٰ مفتی اعظم، ج۳، ص۳۰۲، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف].

سوال(۳): روزے کی حالت میں ڈائلے سِس (خون کی صفائی) کرانے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: ڈائلے سس (خون کی صفائی) کے دو طریقے ہیں، (۱) ہیموڈائلے سِس۔ (۲) پیری ٹونیل ڈائلے سِس۔

ہیموڈائلے سِس میں خون سے فاسد مادوں، اضافی نمک اور زائد پانی مشین کے ذریعہ نکال لیا جاتا ہے، پھر دواؤں اور کیمیاوی وغذائی مواد کے اضافہ کے ساتھ رگوں کے ذریعہ خون جسم میں واپس لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس طریقۂ کار میں کوئی چیز منفذ سے جسم کے اندر نہیں جاتی اور نہ ہی جوف معدہ یا دماغ میں جاتی ہے؛ اس لیے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

پیری ٹونیل ڈائلے سِس میں مریض کے پیٹ میں موٹی تہ تک سوراخ کر کے اندر معدے سے متّصل بیرونی جھلی تک ایک پائپ ڈالا جاتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ ایک خاص قسم کا پانی "پیری ٹونیل فلوڈ" پیٹ کی جھلی میں ڈالا، پھر باہر نکالا جاتا ہے۔ تو جرّاحی اور دوا رسانی کا یہ عمل جائفہ (زخم شکم) میں دوا رسانی کے عمل کی طرح ہے جس کا حکم مذہب امام اعظم پر فساد صوم ہے جیسا کہ سوال (۲) کے جواب میں بدائع کی درج عبارت شاہد ہے اور قضا احتیاطاً واجب ہے جیسا کہ "تحفۃ الفقہا" میں صراحت ہے۔

عبارت یہ ہے:

"وأما الجائفة والآمة إذا داووهما: فإن كان الدواء يابسا فلا يفسد؛ لأنه لا يصل إلى الجوف. وأما إذا كان رطبا فيفسد عند أبي حنيفة، وعندهما لا يفسد. فأبوحنيفة اعتبر ظاهر الوصول بوصول المغذي إلى الجوف حقيقة. وهما يعتبران الوصول بالمخارق الأصلية، لا غير. ويقولان: في المخارق الأصلية يتيقن الوصول، فأما في المخارق العارضة فيحتمل الوصول إلى الجوف، ويحتمل الوصول إلى موضع آخر، لا إلى محل الغذاء والدواء، فلا يفسد الصوم مع الشك والاحتمال، وأبوحنيفة يقول: الوصولُ إلى الجوف ثابت ظاهرا، فكفى لوجوب القضاء احتياطا."(۱)

(۱) اس جزیے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ فسادِ صوم کے لیے امام اعظم اور صاحبین رحمھم اللہ تعالیٰ کے نزدیک غذا یا دوا کا محلِ غذا و دوا میں پہنچنا ضروری ہے۔ البتہ صاحبین رحمھما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقینی طور پر محلِ غذا میں پہنچنا ضروری ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک عادۃً پہنچ جانا بھی کافی ہے، یہی وجہ ہے کہ زخم شکم میں تر دوا ڈالنے سے صاحبین کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا کہ ہو سکتا ہے دوا غیر محلِ غذا و دوا میں پہنچی ہو گو عادۃً محلِ غذا و دوا میں پہنچنا ظاہر ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فاسد ہو جاتا ہے کہ عادۃً ظاہر یہی ہے کہ دوا محلِ غذا و دوا میں پہنچی، مگر چوں کہ غیر محل غذا میں بھی پہنچنے کا احتمال ہے؛ اس لیے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احتیاطاً قضا واجب فرماتے ہیں، عبادات میں مذہب امام کے مطابق احتیاط پر عمل واجب ہے، اس لیے وہ زخم شکم (جائفہ) والے اس مسئلے میں احتیاطاً فسادِ صوم و وجوب قضا کا موقف اپناتے ہیں۔
الغرض اس قدر تو روشن ہے کہ فساد صوم کے لیے دوا یا غذا کا محل غذا و دوا میں پہنچنا ضروری ہے خواہ یقیناً، خواہ عادۃً وظاہراً۔
۱۲ محمد نظام الدین الرضوی

[تحفة الفقهاء ص:۱۷۱،کتاب الصوم، دار الفکر، بیروت]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وفي دَوَاءِ الْجَائِفَةِ وَالْآمَّةِ أَكْثَرُ الْمَشَايِخِ على أَنَّ الْعِبْرَةَ لِلْوُصُولِ إلَى الْجَوْفِ وَالدِّمَاغِ لَا لِكَوْنِهِ رَطْبًا أو يَابِسًا حتى إذَا عَلِمَ أَنَّ الْيَابِسَ وَصَلَ يُفْسِدُ صَوْمَهُ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّ الرَّطْبَ لم يَصِلْ لم يُفْسِدْ هٰكَذَا في الْعِنَايَةِ، وإذا لم يَعْلَمْ أَحَدَهُمَا وكان الدَّوَاءُ رَطْبًا فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ يُفْطِرُ لِلْوُصُولِ عَادَةً. وَقَالَا: لَا، لِعَدَمِ الْعِلْمِ بِهِ فَلَا يُفْطِرُ بِالشَّكِّ وَإِنْ كان يَابِسًا فَلَا فِطْرَ اتِّفَاقًا. هٰكَذَا في فَتْحِ الْقَدِيرِ. [فتاوى عالمگيري، ج: ۱، ص: ۲۲٤، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد و ما لا يفسد، دار الكتب العلمية، بيروت]

بہار شریعت میں ہے:

"دماغ یا شکم کی جھلّی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی، اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا[1] خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک، اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی جب بھی جاتا رہا، اور خشک تھی تو نہیں"۔ ہندیہ۔

[حصہ پنجم، ص: ۹۸۷، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

ان فقہی عبارات کے پیش نظر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ گردے کا مریض پہلے تو یہ کوشش کرے کہ پیری ٹونیل ڈائلے سس رات میں ہو تاکہ روزے کے فساد پھر قضا کا سوال ہی نہ اٹھے، اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے دن میں ہی یہ ڈائلے سس کرائے تو احتیاطاً روزے کی قضا بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال(۴): روزے کی حالت میں دمہ کے مریض کا انہیلر استعمال کرنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟ بصورتِ فسادِ صوم قضا لازم ہوگی یا فدیہ دینا کافی ہوگا؟

جواب: مریض کئی قسم کے ہوتے ہیں:

● ایک وہ جو رات کے اوقات میں انہیلر استعمال کر لیں تو دن روزے کے ساتھ بخوبی گزار سکتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے روزے کے دن میں انہیلر کا استعمال جائز نہیں۔ بلا اضطرار و پریشانی دن میں استعمال کی صورت میں روزے کی قضا و کفارہ دونوں لازم ہوگا۔

● ایسا مریض اگر کسی وجہ سے سخت اضطراب کا شکار ہو جس کی وجہ سے انہیلر کا استعمال ضروری ہو تو اس کے لیے اجازت ہے، مگر روزے کی قضا کرنی ہوگی۔

● وہ مریض جن کا مرض شدید ہے اور دن کو بھی انہیلر استعمال کرنے سے ان کے لیے چارۂ کار نہیں تو وہ روزے نہ رکھیں اور جب انھیں سہولت کے ایام میسر ہوں تو روزے کی قضا کریں۔ بالفرض ایسے ایام میسر نہ ہوں اور عمر کے لحاظ سے انھیں آیندہ ایسے دن ملنے کی امید نہ ہو تو وہ روزے کا فدیہ دیں۔

اس کے دلائل یہ ہیں:

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے، کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں، اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا اور کریں گے تو مر جائیں گے، بیمار پڑ جائیں گے، پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا دھوکا تھا۔ ۷۵ برس کی عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں۔

● ہاں! ایسے کمزور بھی ہو سکتے ہیں کہ ستّرہی برس کی عمر میں نہ رکھ سکیں تو شیطان کے وسوسوں سے بچ کر خوب صحیح طور پر جانچ چاہیے، ایک بات تو یہ ہوئی۔

● دوسری یہ کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں، یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے، بلکہ گرمیوں میں قضا کر کے جاڑوں میں روزے رکھنا ان پر فرض ہے۔

● تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگاتار مہینہ بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے، مگر ایک دو دن بیچ کر کے (ناغہ کر کے) رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اُتنے رکھنا فرض ہے، جتنے قضا ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں۔

● چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انھیں بھی کفارہ دینے کی

(۱) "دماغ یا شکم تک دوا پہنچنے" کا لفظ بظاہر "محلّ غذا و دوا" میں اس کے پہنچنے کا اشارہ دے رہا ہے جو تحفۃ الفقہا کی عبارت میں مصرّح ہے، مگر اس میں ایک احتمال "دماغ یا شکم کی جھلی تک پہنچنے" کا بھی ہے اور کچھ مندوبین نے اس احتمال کا سہارا بھی لیا، فیصلے میں "احتیاط" کا لفظ "اختلاف صاحبین" کے پیش نظر بھی ہے اور کچھ مندوبین کے اس احتمال کا سہارا لینے کے پیش نظر بھی۔ ۱۲ محمد نظام الدین الرضوی

اجازت نہیں، بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبل شفاموت آجائے تواس وقت کفارہ کی وصیت کردیں۔

غرض یہ ہے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق، اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اُس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ایسا ضعیف کر دیا کہ گنڈے دار روزے متفرق کرکے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں، ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے، ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گیہوں اٹھنی اُوپر بریلی کی تول سے[(۱)]، یاساڑھے تین سیر جَو ایک روپیہ بھر اُوپر[(۲)]۔

اسے اختیار ہے کہ روز کا (کفارہ/فدیہ) روز دے دے یا مہینہ بھر کا پہلے ہی ادا کردے یا ختمِ ماہ کے بعد کئی فقیروں کو دے یا سب ایک ہی فقیر کو دے، سب جائز ہے۔" (جلد چہارم، ص:٦١٢، رضا اکیڈمی، ممبئی)

اسی میں ہے:

"اگر صائم اپنے قصد وارادہ سے اگر یا لوبان خواہ کسی شَے کا دُھواں یا غبار اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے حالت نسیانِ صوم داخل کرے، مثلاً بخور سلگائے اور اسے اپنے جسم سے متّصل کَرکے دُھواں سُونگھے کہ دماغ یا حلق میں جائے تواس صورت میں روزہ فاسد ہو گا۔

در مختار میں ہے: مفاده أنه لو أدخل حلقه الدخان أفطر أي دخان كان ولو عودا أو عنبرا لو ذاكراً لإمكان التحرز عنه فليتنبه له كما بسطه الشرنبلالي.

علامہ شرنبلالی نے غنیہ ذوی الاحکام وامداد الفتاح ومراقی الفلاح تینوں کتابوں میں فرمایا - وهذا لفظ المراقي- : وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه من أدخل بصنعه دخانا حلقه بأي صورة كان الإدخال فسد صومه سواء كان دخان عنبر أوعود أو غيرهما حتى من تبخر ببخور فآواه إلى نفسه واشتم دخانه ذاكراً لصومه أفطر لإمكان التحرز عن إدخال المفطر جوفه ودماغه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس فليتنبّه له.

ولا يتوهم أنه كشم الورد و مائه والمسك لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسك وشبهه وبين جوهر دخان وصل إلى جوفه بفعله.

[جلد چہارم، ص: ۵۸۸، ۵۸۹، رضا اکیڈمی، ممبئی]

● فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''وَلَوْ قَدَرَ عَلَى الصِّيَامِ بَعْدَ مَا فَدَى بَطَلَ حُكْمُ الْفِدَاءِ الَّذِي فَدَاهُ حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ. هٰكَذَا فِي النِّهَايَةِ ''.[كتاب الصوم ، الباب الخامس:الأعذار التي تبيح الإفطار، ج: ١، ص: ٢٢٨، دار الكتب العلمية، بيروت]

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے رکھا گیا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آیندہ طاقت کی امید، کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لیے فدیہ کا حکم ہے۔"

[ج:۴، ص:۶۰۲، رضا اکیڈمی، ممبئی]

● اسی میں ہے:

"کنز" میں ہے: الشيخ الفانى هو يفدى فقط "غیر (شیخ) فانی پر قضا فرض ہے۔ پیش از قضا قضا آجائے تو فدیہ کی وصیت واجب ۔ کمافی ردالمحتار وغیرہ من الأسفار.

[ج:۴، ص:٦١١، رضا اکیڈمی، ممبئی] واللہ تعالی أعلم.

سوال (۵): روزے کی حالت میں مریض کے پیشاب کی نالی میں کیتھیٹر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا باقی رہے گا؟

جواب: روزے کی حالت میں مرد کے پیشاب کی نالی میں کیتھیٹر داخل کرنے سے روزہ فاسد نہ ہو گا، کیوں کہ پیشاب کی نالی سے دوا زیادہ سے زیادہ مثانہ تک پہنچے گی اور مثانہ و جوف معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے۔

اس کے دلائل یہ ہیں:

● تبیین الحقائق میں ہے:

" قَالَ رَحِمَهُ اللهُ (وَإِنْ أَقْطَرَ فِي إِحْلِيلِهِ لَا) أَيْ لَا يُفْطِرُ سَوَاءٌ أَقْطَرَ فِيهِ الْمَاءَ أَوْ الدُّهْنَ. وَ هٰذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ: يُفَطِّرُهُ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ.وَمُحَمَّدٌ تَوَقَّفَ فِيهِ.وَقِيلَ:هُوَمَعَ أَبِي يُوسُفَ. وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ.

وَهٰذَا الِاخْتِلَافُ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ هَلْ بَيْنَ الْمَثَانَةِ

(۱) موجودہ تول سے دو کلو سینتالیس گرام گیہوں۔
(۲) موجودہ تول سے چار کلو چورانوے گرام جَو۔

وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ أَمْ لَا. وَهُوَ لَيْسَ بِاخْتِلَافٍ عَلَى التَّحْقِيقِ. وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ لَا مَنْفَذَ لَهُ وَإِنَّمَا يَجْتَمِعُ الْبَوْلُ فِيهَا بِالتَّرْشِيحِ كَذَا يَقُولُ الْأَطِبَّاءُ.

وَهٰذَا الِاخْتِلَافُ فِيمَا إِذَا وَصَلَ إِلَى الْمَثَانَةِ وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَصِلْ بِأَنْ كَانَ فِي قَصَبَةِ الذَّكَرِ بَعْدُ لَايُفْطِرُ بِالْإِجْمَاعِ . وَبَعْضُهُمْ جَعَلَ الْمَثَانَةَ نَفْسَهَا جَوْفًا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ. وَحَكَى بَعْضُهُمْ الْخِلَافَ مَا دَامَ فِي الْقَصَبَةِ، وَلَيْسَا بِشَيْءٍ.

وَاخْتَلَفُوا فِي الْإِقْطَارِ فِي قُبُلِهَا وَالصَّحِيحُ الْفِطْرُ ''.

[تبیین الحقائق، باب مایفسد الصوم وما لا یفسده ، ج: ۲ ، ص: ۱۸۳، ۱۸٤، مطبع :برکات رضا، پوربندر، گجرات]

● فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وإذا أَقْطَرَ فِي إِحْلِيلِهِ لَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالٰى. كَذَا فِي الْمُحِيطِ سَوَاءٌ أَقْطَرَ فيه الْمَاءَ أو الدُّهْنَ... وفي الْإِقْطَارِ فِي أَقْبَالِ النِّسَاءِ يُفْسِدُ بِلَا خِلَافٍ وهو الصَّحِيحُ. هٰكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ.

[فتاوی عالمگیری، ج: ۱، ص: ۲۲٤، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد و ما لا یفسد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اس کی ترجمانی بہار شریعت میں ان الفاظ میں ہے:

''مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو، اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا''۔عالمگیری۔

[حصہ پنجم، ص: ۹۸۷، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

● در مختار میں ہے:

ولو أدخلت قطنة إن غابت فسد، وإن بقي طرفها في فرجها الخارج لا، ولو بالغ في الاستنجاء حتى بلغ موضع الحقنة فسد. (الدر المختار، ج: ۳، ص:۳٦۹، کتاب الصوم ، باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسده، دار الکتب العلمیة، بیروت)

● فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وَلَوْ أَدْخَلَ اصْبُعَهُ فِي اسْتِهِ أو الْمَرْأَةُ فِي فَرْجِهَا لَايَفْسُدُ وهو الْمُخْتَارُ إلَّا إذَا كانت مُبْتَلَّةً بِالْمَاءِ أو الدُّهْنِ فَحِينَئِذٍ يَفْسُدُ لِوُصُولِ الْمَاءِ أو الدُّهْنِ. هٰكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. (فتاوی عالمگیری، ج: ۱، ص: ۲۲۵، کتاب الصوم ، الباب الرابع فیما یفسد و ما لا یفسد، دار الکتب العلمیة، بیروت)

بہار شریعت میں اس کی ترجمانی ان الفاظ میں ہے:

''عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا، اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا، اور خشک انگلی پاخانے کے مقام میں رکھی، یا عورت نے شرم گاہ میں تو روزہ نہ گیا، اور بھیگی رکھی یا اُس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا۔ بشرطے کہ پاخانے کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حُقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔''[بہار شریعت ج ۱، حصہ ۵، ص:۹۸٦، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(٦) : روزہ دار بواسیر کے علاج یا قبض توڑنے کے لیے اینما کرائے تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: اینما (Enema) کی صورت میں مقعد میں دوا ڈالی جاتی ہے، یہ حُقنہ کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے؛ لہٰذا روزے کی حالت میں اینما کرانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا، اور قضا لازم ہوگی۔

اس کے دلائل یہ ہیں:

● محیط برہانی میں ہے:

''وإذا احتقن يفسد صومه، وإذا استنجى، وبالغ حتى وصل الماء إلى موضع الحُقنة يفسد صومه، و(يجب القضاء) من غير كفارة''. [المحيط البرهاني ، الفصل الرابع في ما يفسد الصوم وما لا يفسد، ج:۲،ص :٦٤٠]

● در مختار میں ہے:

ولو بالغ في الاستنجاء حتى بلغ موضع الحقنة فسد، وهذا قلما يكون، ولو كان فيورث داء عظيما... (احتقن أو استعط) في أنفه شيئا... (قضى فقط). ملتقطاً.

[الدر المختار، ج: ۳، ص: ۳٦۹ تا ۳۸۲ ، کتاب الصوم ، باب ما یفسد و ما لا یفسد، دار الکتب العلمیة، بیروت] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۷) : بحالت روزہ دل کے مریضوں کا زبان کے نیچے ٹکیا رکھنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

جواب: تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ وہ ٹکیا منہ میں گھلتے ہی لعاب سے مل جاتی ہے اور لعاب حلق سے نیچے اترنے پر دوا کا مزہ بھی حلق میں بخوبی محسوس ہوتا ہے؛ اس لیے باتفاق رائے یہ فیصلہ ہوا کہ **بحالت روزہ اس طرح کی ٹکیا زبان کے نیچے رکھی اور کچھ**

دوا گھلنے کے بعد تھوک نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

● فتاوی عالمگیری میں ہے: لَوْ مَصّ الهليلج فدخل البزاق حلقه لم يفسد ما لم يدخل عينه كذا في الظهيرية. و لو مصّ سكرا حتى وصل الماء حلقه فعليه الكفارة كذا في محيط السرخسي. (ج:١، ص: ٢٠٣، الباب الرابع فيما يفسد و ما لا يفسد، دار الفكر، بيروت)

● در مختار میں ہے: (بقي بلل في فيه بعد المضمضة وابتلعه مع الريق) بخلاف نحو سكر. [الدر المختار ج:٣، ص: ٣٦٧، ٣٦٨، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم، دار الكتب العلمية، بيروت]

اس کی ترجمانی بہار شریعت میں ان الفاظ میں ہے:

"شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔۔۔ یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں"۔ [حصہ پنجم، ص: ٩٨٦، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(٨): مصنوعی بے ہوشی یا بے حسی مفسد روزہ ہے یا نہیں؟ اور اگر بے ہوشی دو تین دنوں تک رہ جائے تو اس صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اس امر پر تمام علماے کرام کا اتفاق ہے کہ بے ہوشی بذات خود مفسد صوم نہیں ہے خواہ وہ بے ہوشی مصنوعی ہو یا غیر مصنوعی۔ ہاں! مصنوعی بے ہوشی کے اسباب وذرائع کے لحاظ سے اس کے احکام مختلف ہوسکتے ہیں۔ مثلاً انجکشن لگانے سے مصنوعی بے ہوشی طاری ہوئی تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اس صورت میں کوئی شے منفذ اصلی سے جوفِ معدہ میں نہیں جاتی ہے جیسا کہ سوال نمبر دو کے جواب میں اس کی وضاحت ہے۔

اور اگر سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھانے یا منہ کے راستے گیس پہنچانے سے مصنوعی بے ہوشی طاری ہوئی تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا؛ کیوں کہ اس صورت میں بے ہوش کرنے والی دوا ناک یا منہ کے راستے حلق یا دماغ تک ضرور پہنچتی ہے۔

اب اگر یہ بے ہوشی دراز ہو تو انجکشن کے ذریعہ بے ہوش کرنے کی صورت میں پہلا روزہ صحیح ہوگا اور باقی کی قضا لازم ہوگی۔ اور سلینڈر کے ذریعہ حلق یا دماغ تک گیس پہنچانے کی صورت میں بے ہوشی کے تمام ایام کی قضا لازم ہوگی۔

قضا کے سلسلے میں دلائل یہ ہیں:

● البحر الرائق میں ہے:

"وَلَمْ يَجْعَلُوا الْعَقْلَ وَالْإِفَاقَةَ شَرْطَيْنِ لِلصِّحَّةِ ؛ لِأَنَّ مَنْ نَوَى الصَّوْمَ مِنْ اللَّيْلِ ثُمَّ جُنَّ فِي النَّهَارِ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ يَصِحُّ صَوْمُهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَإِنَّمَا لَمْ يَصِحَّ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي لِعَدَمِ النِّيَّةِ؛لِأَنَّهَا مِنَ الْمَجْنُونِ وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ لَا تُتَصَوَّرُ، لَا لِعَدَمِ أَهْلِيَّةِ الْأَدَاءِ".

[البحر الرائق شرح كنز الدقائق ، شروط الصيام ، ج:٦، ص:٤٤٩، كتاب الصوم، دار الكتب العلمية، بيروت]

● مبسوط سرخسی میں ہے:

"(قَالَ):رَجُلٌ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حِينَ غَرَبَت الشَّمْسُ فَلَمْ يُفِقْ إِلَّا بَعْدَ الْغَدِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا غَرَبَت الشَّمْسُ وَهُوَ مُفِيقٌ فَقَدْ صَحَّ مِنْهُ نِيَّةُ صَوْمِ الْغَدِ وَرُكْنُ الصَّوْمِ هُوَ الْإِمْسَاكُ ، وَالْإِغْمَاءُ لَا يُنَافِيهِ فَتَأَدَّى صَوْمُهُ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ لِوُجُودِ رُكْنِهِ وَشَرْطِهِ، وَعَلَيْهِ قَضَاءُ الْيَوْمِ الثَّانِي؛لِأَنَّ النِّيَّةَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي لَمْ تُوجَدْ،وَقَدْ بَيَّنَّا أَنَّ صَوْمَ كُلِّ يَوْمٍ يَسْتَدْعِي نِيَّةً عَلَى حِدَةٍ وَبِمُجَرَّدِ الرُّكْنِ بِدُونِ الشَّرْطِ لَا تَتَأَدَّى الْعِبَادَةُ".

[مبسوط السرخسي، المجلد الثاني، الجزء الثالث، كتاب الصوم، ص: ٦٥ ، ٦٦، دار الفكر، بيروت]

● جوہرہ نیرہ میں ہے:

وَلَوْ نَوَى مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُغْمًى عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ بَعْدَ أَيَّامٍ جَازَ صَوْمُهُ لِلْيَوْمِ الْأَوَّلِ الَّذِي نَوَاهُ فِي لَيْلَتِهِ وَلَمْ يَجُزْ فِيمَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَوْ نَوىٰ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ صَوْمَ الْغَدِ لَمْ يَجُزْ.

[الجوهرة النيرة، ج: ٢ ، ص: ١٩٧، كتاب الصوم]

واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۹) : کیا روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا، یا بلڈ بینک میں عطیہ دینا، یا ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس سوال کے تین اجزا ہیں: (۱) روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا ۔(۲) بلڈ بینک میں خون کا عطیہ دینا ۔ (۳) ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا۔

ان کے جوابات ترتیب وار درج ذیل ہیں:

[۱] روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ ٹیسٹ کے لیے معمولی خون لیا جاتا ہے جس سے ضعف کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔

[۲] روزے کی حالت میں بلڈ بینک میں خون کا عطیہ دینا مکروہ وممنوع ہے؛ اس لیے کہ عطیہ دینے کی صورت میں ۲۵۰/ سے ۳۰۰/ ملی لیٹر تک خون نکال لیا جاتا ہے جس سے روزہ دار کو کمزوری لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

[۳] کسی کی جان بچانے کے لیے بحالت روزہ خون دینا جائز ہے؛ اس لیے کہ شریعت میں جس طرح سے اپنی ضرورت کا لحاظ رکھا گیا ہے اسی طرح دوسرے مسلمان کی ضرورت کا بھی لحاظ ہے۔ ہاں! اگر اس کے علاوہ کوئی غیر روزہ دار خون دینے کے لیے مل جائے اور اس کا خون مریض کے لیے کافی ہو، یا رات میں بھی خون دینے کی گنجائش ہو تو اس صورت میں بحالت روزہ خون دینا مکروہ ہوگا۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

● فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وَلَا بَأْسَ بِالْحِجَامَةِ إِنْ أَمِنَ على نَفْسِهِ الضُّعْفَ أَمَّا إِذَا خَافَ فإنه يُكْرَهُ وَ يَنْبَغِي له أَنْ يُؤَخِّرَ إِلَى وَقْتِ الْغُرُوبِ، وَذَكَرَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ: شَرْطُ الْكَرَاهَةِ ضُعْفٌ يَحْتَاجُ فيه إِلَى الْفِطْرِ وَالْفَصْدُ نَظِيرُ الْحِجَامَةِ. هَكَذَا في الْمُحِيطِ. [فتاوى عالمگيري، ج: ۱، ص: ۲۲۰، كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم و ما لا يكره، دار الكتب العلمية، بيروت]

● فتاویٰ رضویہ میں ہے: "فصد سے روزہ نہ جائے گا، ہاں! ضعف کے خیال سے بچے تو مناسب"۔ [ج:۴، ص:۵۸۷، رضا اکیڈمی، ممبئی]

● ردالمحتار میں ہے:

"(قَوْلُهُ : وَكَذَا لَا تُكْرَهُ حِجَامَةٌ) أَيِ الْحِجَامَةُ الَّتِي لَا تُضْعِفُهُ عَنْ الصَّوْمِ ، وَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُؤَخِّرَهَا إِلَى وَقْتِ الْغُرُوبِ، وَالْفَصْدُ كَالْحِجَامَةِ، وَذَكَرَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ أَنَّ شَرْطَ الْكَرَاهَةِ ضُعْفٌ يَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى الْفِطْرِ كَمَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة . إِمْدَادٌ ، وَقَالَ قَبْلَهُ : وَكُرِهَ لَهُ فِعْلُ مَا ظَنَّ أَنَّهُ يُضْعِفُهُ عَنْ الصَّوْمِ كَالْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ وَالْعَمَلِ الشَّاقِّ لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْرِيضِهِ لِلْإِفْسَادِ".

[ج: ۳، ص: ۳۹۹، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده، دار الكتب العلمية، بيروت]

● در مختار میں ہے:

فروع: لا يجوز أن يعمل عملا يصل به إلى الضعف، فيخبز نصف النهار و يستريح الباقي.

[كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم]

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: وقال في التاترخانية: وفي الفتاوى: سئل علي بن أحمد عن المحترف إذا كان يعلم أنه لو اشتغل بحرفته يلحقه مرض يبيح الفطر وهو محتاج للنفقة، هل يباح له الأكل قبل أن يمرض؟ فمنع من ذلك أشد المنع. [رد المحتار ج: ۳، ص: ۴۰۰، ۴۰۱، كتاب الصوم ، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده، دار الكتب العلمية، بيروت]

بہار شریعت میں ہے:

"رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (در مختار)۔ یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کردیں کہ روزے ادا کرسکیں۔" (حصہ پنجم، ص:۹۹۸، مکتبۃ المدینہ)

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی، دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔ مثلاً: (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالاں کہ ابطال عمل حرام تھا۔ قال تعالیٰ: لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۔ (۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے، اور نماز قضا پڑھے اگر چہ قصداً قضا کرنا

حرام تھا۔(۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔ (۴)نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا، اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گرجائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔ اشباہ میں ہے : تخفيفات الشرع أنواع: الخامس تخفيف تأخير كتأخير الصلوٰة عن وقتها فی حق مشتغل بإنقاذ غريق و نحوه.

ردالمحتار کتاب الحج میں ہے: جاز قطع الصلوٰة أوتاخيرها لخوفه على نفسه أوماله أو نفس غيره أوماله كخوف القابلة على الولد والخوف من تردّی أعمى وخوف الراعي من الذئب وأمثال ذٰلك .**اقول:** یہ بھی حقیقۃً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعاً ان کے بچانے پر مامور ہے

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است —— اگر خاموش بنشینم گناہ است "

[ج:۹، نصف آخر، کتاب الحظر والاباحۃ، ص: ۲۰۰، رضا اکیڈمی، ممبئی]

واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۱۰) : بحالت روزہ معدہ ، جگر یا آنت میں منظار وغیرہ داخل کرکے چیک کرنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں ؟

جواب: اس طریقۂ کار کو ڈاکٹروں کی اصطلاح میں " انڈو اسکوپی" کہاجاتا ہے ۔اس کے لیے جو پائپ سنگل یوز (ایک بار استعمال) کے لیے ہوتا ہے اس میں پہلے سے چپچپاہٹ لانے کے لیے رطوبت یا جیلی لگی ہوتی ہے، اور جو ملٹی یوز (متعدّد بار استعمال) کے لیے ہوتا ہے اسے بھی لیس دار بنانے کے لیے ڈاکٹر عام طور سے کوئی نہ کوئی جیلی اُس پر لگا دیتے ہیں۔

اندرونی معاینے کے لیے پائپ ڈالنے سے پہلے اس کی گزر گاہ (مدخَل) کو بے حس کر دیا جاتا ہے، پھر منہ کے راستے معدے میں پائپ داخل کیا جاتا ہے،اس پائپ کے اوپر اعضا میں بے حسی پیدا کرنے کے لیے زائلوکین(XYLOCEIN) وغیرہ لِکوڈ لگا دی جاتی ہے جو پائپ کے ساتھ حلق سے نیچے اتر جاتی ہے۔ اس پائپ کو ایک ٹی وی نما مشین سے جوڑ دیا جاتا ہے، پائپ میں ایک لائٹ بھی لگی ہوتی ہے، معدے کے اندر لائٹ روشن ہوجاتی ہے اور اندر کی پوری تصویر مشین کی اسکرین پر نظر آتی ہے، اگر کہیں کوئی دھندلاپن ہوتا ہے تو اُسی پائپ کے ذریعہ لکوڈ بھی ڈالی جاتی ہے جس سے معدے کا دھندلاپن دور ہو جاتا ہے اور اندر کی تصویر صاف صاف اسکرین پر نظر آنے لگتی ہے۔ اس تفصیل کی روشنی میں **انڈو اسکوپی کا حکم یہ ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔**

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

● در مختار میں ہے:

(أدخل عودا) ونحوه (في مقعدتة وطرفه خارج) وإن غيبه فسد وكذا لو ابتلع خشبة أو خيطا ولو فيه لقمة مربوطة إلا أن ينفصل منها شيء. ومفاده أن استقرار الداخل في الجوف شرط للفساد.

(الدر المختار، ج: ٣، ص: ٣٦٩، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ، دار الكتب العلمية، بيروت)

بہار شریعت میں ہے:

"کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا، لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا . . . یوں ہی اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا، یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔" [حصہ پنجم، ص: ۹۸۶، مکتبۃ المدینہ] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۱۱) : روزے کی حالت میں آر سی ٹی کرانا ، دانت اکھڑوانا ، یا دانتوں کی اصلاح کرانا بلا کراہت صحیح ہے ، یا مکروہ ہے یا مفسد صوم؟

جواب: دانت کا مریض اگر ممکن ہو تو رات میں آر سی ٹی کرائے، دانٹ اکھڑوائے یا اس طرح کی کوئی اور اصلاح کرائے، رمضان کے دنوں میں اس طرح کے علاج سے بچے؛ اس لیے کہ اگر خون یا دوا کا کچھ حصہ بھی حلق کے نیچے اتر گیا تو بلا شبہہ اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا ، اور اگر احتیاط کرے کہ کوئی چیز حلق کے نیچے نہ جانے پائے تو روزہ فاسد نہیں ہو گا، لیکن پھر بھی ایسا کرنا مکروہ ہو گا کہ جانے کا اندیشہ ضرور ہے۔ نیز دوا کا مزہ محسوس ہوتا ہے۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

● ردالمحتار میں ہے:

ومن هذا يعلم حكم من قلع ضرسه في رمضان ودخل الدم إلى جوفه في النهار ولو نائما فيجب عليه القضاء إلا أن يفرق بعدم إمكان التحرز عنه فيكون

كالقيء الذي عاد بنفسه.

(رد المحتار، ج: ٣، ص: ٣٦٨، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده، دار الكتب العلمية، بيروت)

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

" مسواک مطلقاً جائز ہے اگر چہ بعد زوال، اور منجن ناجائز وحرام نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جزو حلق میں نہ جائے گا، مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ در مختار میں ہے: کره له ذوق شيء۔"

[ج:۴، ص:۶۱۴، رضا اکیڈمی، ممبئی] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۱۲): روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا مفسد صوم ہے؛ اس لیے کہ اس میں خارج سے جوف صائم میں ایسی مصنوعی آکسیجن کا بالقصد ادخال ہوتا ہے جس سے انسان کا بچنا ممکن ہے۔

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

" اب ہم ان اشیا کو جو خارج سے جوف صائم میں داخل ہوں نظر کریں تو انحائے مختلفہ کے پاتے ہیں۔

(۱) ان میں بعض وہ ہیں جن سے کسی وقت صائم کو احتراز ممکن نہیں، جیسے ہوا۔

(۲) بعض وہ جن سے احیاناً تلبس ہر شخص کو ضرور، اور ان سے تحرز کلی نا مقدور، جیسے دخول غبار ودخان کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ان سے قرب کی حاجت ضروری ہے اور وہ اپنی حد ذات میں ممکن الاحتراز نہیں، آدمی کو کلام سے چارہ نہیں، اور کلام نہ بھی کرے تو بے تنفس کیوں کر گزرے، اور ہوا کہ ان کی حامل ہوتی ہے تمام فضا میں بھری اور متحرک رہتی، جابجا لیے پھرتی ہے، آدمی مُنہ بند بھی رکھے تو یہ ناک کی راہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔

(۳) اور بعض وہ جن سے ہمیشہ تحرز کر سکتا ہے اگر چہ نادراً بعض اشخاص کو بعض حالات ایسے پیش آئیں کہ تلبس پر مجبور کریں، جیسے طعام و شراب، اور ان ہی دخان وغبار کا بالقصد ادخال کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبور محض نہیں۔

شرع مطہر نے کہ حکیم ورحیم ہے جس طرح قسم اوّل کو مفطرات سے خارج فرمایا کہ اگر اسے ملحوظ رکھیں تو صوم ممتنع اور تکلیفِ روزہ تکلیف بالمحال ٹھہرے، اسی طرح قسم ثانی کو مطلقاً شمار مفطرات میں نہ رکھا، کہ اگر مفطر مانیں تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو حکم فطر ہمیشہ ثابت رکھیں تو وہی تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے یا وقتِ ضرورت باوصف حصول مفطر روزہ باقی جانیں تو بقائے شے مع انتفائے حقیقت یا اجتماع ذات ومنافی ذات لازم آئے اور یہ باطل ہے، ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ دربارۂ حقائق ضرورت کارگر نہیں ہوتی ولہذا شرع مطہر سے ہرگز معہود نہیں کہ کسی شے کو بخصوصہ مفطر قرار دے کر بعض جگہ بنظرِ ضرورت حکمِ افطار ساقط فرمایا ہو، مثلاً کتبِ فقہیہ پر نظر ڈالیے:

اوّلاً: بیمار قریب مرگ ہو گیا مجبوراً دوا پی، ضرورت کیسی شدید تھی جس نے روزہ توڑنا جائز کر دیا، مگر روزہ ٹوٹنے کا حکم مرتفع نہ ہُوا۔

ثانیاً: ظالم تلوار سر پر لیے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کر دے گا، کیسی سخت ضرورت ہے، حکم ہو گا کھالے، مگر یہ نہ ہو گا کہ روزہ نہ جائے۔

ثالثاً: مخمصہ والے مضطر کی ضرورت سے زیادہ کس کی ضرورت ہے، جس کے لیے مردار سے مردار، حرام سے حرام میں اثم زائل، اور بقدر حفظ رمق، تناول فرض ہوا، مگر یہ نہیں کہ یہ حالت بصورت صوم واقع ہو تو ضرورت کے لحاظ سے روزہ نہ ٹوٹے۔

رابعاً: سوتا، مرا برابر ہوتا ہے النوم أخو الموت، سوتے کے پاس بچنے کا کیا حیلہ، احتراز کا کیا چارہ، مگر یہ ناممکن الاحترازی، بقائے صوم کا حکم نہ لائی، سوتے میں حلق میں کچھ چلا جائے گا تو روزے پر وہی فساد کا حکم آئے گا۔

غرض خادم فقہ کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ شرع مطہر کبھی کسی چیز کو مفطر مان کر ضرورت وعدمِ ضرورت کا فرق نہیں فرماتی، لحاظِ ضرورت صرف اس قدر ہوتا ہے کہ افطار جائز، بلکہ کبھی فرض ہو جائے، مگر مفطر مفطر نہ رہے یہ ناممکن۔ تو ثابت ہُوا کہ اس اصل اجماعی عقل و نقل و قاعدہ شرعیہ آیہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا نے واجب کیا کہ قسم ثانی بھی راساً عداد مفطرات سے مہجور، اور مفطر شرعی صرف قسم ثالث میں محصور ہو۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس تقریر منیر سے روشن ہُوا کہ مفطر نہ ہونے کے لیے جس طرح قسم سوم کی ضرورت نادرہ کہ اتفاقاً بعض صائمین کو بعض احوال میں لاحق ہو جیسے مضطر ومکرہ ونائم ومریض کی مجبوری کافی نہیں ہو سکتی، یونہی قسم اول کی ضرورت دائمہ لازمہ غیر منفکہ بھی درکار نہیں، بلکہ

صرف قسم دوم کی ضرورت عامہ فعلیہ بس ہے اور جب اس کی بنا پر وہ شے شمار مفطر سے خارج رہی تو اب تفصیل وتفریق اوقات وحالات ضرورت، نہیں کرسکتے ورنہ وہی استحالہ لازم آئے گا جسے ہم ابھی عقلاً ونقلاً باطل کر چکے"۔ [جلد چہارم، ص:۵۹۰، رضا اکیڈمی، ممبئی]

ایک اشکال اور اس کا جواب:

یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہوا تو گیسوں کا مجموعہ ہے جس میں ۷۸ / فیصد نائٹروجن گیس، ۲۱ / فیصد آکسیجن اور ایک فیصد دوسری گیس ہوتی ہے۔ جب مریض کو آکسیجن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے تو ہوا سے اس کا کام نہیں چلتا؛ کیوں کہ اس میں ۲۱ / فیصد ہی آکسیجن ہے تو اس کو سلینڈر سے مصنوعی گیس دی جاتی ہے جس میں ۶۰ / فیصد آکسیجن اور ۴۰ / فیصد نائٹروجن گیس ہوتی ہے اور دوسری گیسوں کو اس سے بالکل الگ کر دیا جاتا ہے۔ لہذا جب کھلی ہوا میں سانس لینا مفسد صوم نہیں ہے تو آکسیجن ماسک لگانا بھی مفسد صوم نہیں ہوگا کہ یہ بھی وہی قدرتی ہوا ہے، بس فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں آکسیجن کی مقدار بڑھا دی گئی ہے۔

اس کا **جواب** یہ ہے کہ جب مشینوں کے ذریعہ قدرتی ہوا سے آکسیجن کو الگ کر کے سلینڈر میں محفوظ کیا جاتا ہے تو وہ آکسیجن پانی بن جاتی ہے، اور اس طرح اس کی حقیقت بدل جاتی ہے، پھر بوقت ضرورت اسے گیس بنا لیا جاتا ہے، تو آکسیجن ماسک کے ذریعہ جو آکسیجن اندر جاتی ہے وہ مصنوعی آکسیجن ہے، وہ نہیں جو کھلی فضا میں سانس لینے میں اندر جاتی ہے۔

قدرتی ہوا سے بچنا ممکن نہیں، اس لیے اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور مصنوعی گیس سے بچنا ممکن ہے کہ اسے بندہ اپنے قصد و اختیار سے جوف میں داخل کرتا ہے لہذا اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پانچویں نشست :

۱۸ / صفر ۱۴۳۷ھ / مطابق ۳۰ / نومبر ۲۰۱۵ء — دوشنبہ

فیصلہ بعنوان

غذائی اشیا میں نقصان دہ دواؤں اور کیمیکلز کا استعمال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ❊ حَامِدًا و مُصَلِّيًا و مُسَلِّمًا

اس عنوان کے تحت سوال نامہ میں اجمالاً یہ بتایا گیا ہے کہ درج ذیل امور میں مضر صحت دواؤں اور کیمیکل کا استعمال عام ہے۔

(۱) غیر عادی طور پر مرغ کا حجم اور وزن بڑھانے کے لیے دوا وغیرہ کا استعمال۔

(۲) غلّے اور سبزیوں میں دوا اور کیمیکل کا استعمال۔

(۳) پھلوں کو قبل از وقت پکانے، خوش نما بنانے اور غیر فطری طور سے حجم بڑھانے کے لیے کیمیکل وغیرہ کا استعمال۔

(۴) جانوروں کے دودھ کی مقدار بڑھانے کے لیے دواؤں کا استعمال۔

پھر ہر ایک نمبر کے تحت بڑی اہم معلومات تفصیل سے فراہم کی گئی ہیں پھر یہ **سوال** کیا گیا ہے کہ اس طرح کا عمل شرعاً کیسا ہے اور ایسی غذائی اشیا کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان میں بہت سے طریقے ایسے ہیں جو فریب اور ضرر سے خالی نہیں، اس لیے ان کی حرمت میں کلام نہیں۔ جن میں ضرر اور فریب نہیں صرف تاجروں کا فائدہ ہے ان کے جواز میں بھی کلام نہیں، مگر لوگوں کے لیے ان کی تفصیلات کا علم خصوصاً یہ جاننا کہ مارکیٹ میں ملنے والا کون سا غلّہ، یا سبزی یا پھل مضر صحت ہو کر آیا ہے، بہت دشوار ہے؛ اس لیے لوگوں کو ایسی غذائی اشیا سے بچنا بھی بہت دشوار ہے جیسے تاجروں کو ان کے عمل سے روکنا دشوار ہے، اس لیے کہ ان سے ایسی توقع بہت کم ہے کہ وہ اپنے مفاد کو ترک کر کے شرعی ہدایات پر توجہ دیں خصوصاً وہ جو دین سے واسطہ نہیں رکھتے، حکومتوں نے قوانین تو بنائے ہیں مگر ان پر عمل کرانا ان کے لیے بھی سخت دشوار ہے۔

عامۂ مسلمین کو چاہیے کہ جس چیز کے بارے میں مضر صحت ہونے کا علم ہو جائے اس سے بالکل پرہیز کریں اور جہاں علم نہ ہو تو بھی عام حالات میں چاہیے کہ حکم حدیث کے مطابق "کم خوردن" پر عمل کریں تاکہ زیادہ ضرر کا شکار نہ ہوں۔ ساتھ ہی حفظان صحت کے اصولوں پر بھی کاربند ہوں تاکہ ممکنہ ضرر کا دفاع ہوتا رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چھٹی نشست :

۱۸ / صفر ۱۴۳۷ھ / مطابق ۳۰ / نومبر ۲۰۱۵ء — دوشنبہ

فیصلہ بعنوان

اردو تراجم قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا حکم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ❊ حَامِدًا و مُصَلِّيًا و مُسَلِّمًا

بہت سے علاقوں یا بہت سے لوگوں میں دینی تعلیم کی زبوں حالی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ قاعدہ بغدادی اور ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھتے جب کہ ہندی انگریزی میں بہت کچھ پڑھ لیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کچھ ناشرین نے قرآن مجید کو ہندی یا اور کسی زبان کے رسم الخط میں شائع کرنا شروع کر دیا۔ اس پر مجلس شرعی کے سیمینار میں بحثیں ہوئیں اور فیصلہ ہوا کہ قرآن مجید کی کتابت صرف عربی رسم الخط میں ہو سکتی ہے وہ بھی قرآن کریم کے اس مقررہ رسم الخط کی پابندی کے ساتھ جس پر صحابۂ کرام نے لکھا اور ائمۂ دین نے اسے واجب قرار دیا۔

اب یہ سوال پیش آیا کہ قرآن کریم کے اردو ترجمہ کو ہندی، گجراتی وغیرہ رسم الخط میں لکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اردو میں عربی کے وہ سارے حروف موجود ہیں جن کا بدل دوسری ساری زبانوں میں نہیں۔ مثلاً: ث، ح، خ، ذ، ص، ض، ط، ظ، ق۔

اب اگر ان حروف پر مشتمل کسی لفظ کو ہندی میں لکھا جائے تو بہت سی صورتوں میں تلفظ اور معنی دونوں میں تبدیلی ہو جائے گی، جیسے:

خانہ (खाना - کھانا)　　　نظم (नज्म - نجم)

ضَو (जौ - جَو)

اس وجہ سے اس مسئلہ پر بہت زیادہ غور و خوض ہوا۔ آخر میں یہ طے پایا کہ خود قرآن کریم کی کتابت میں تو رسم عربی اور رسم قرآنی کی پابندی ضروری ہے مگر اردو ترجمے کی کتابت میں یہ پابندی ضروری قرار دی جائے تو لوگوں تک قرآن کے معانی و مطالب کو پہنچانا بہت دشوار ہو جائے گا اور لوگ یا تو اس سے نابلد ہی رہیں گے یا غیروں کے تراجم کی طرف رجوع کریں گے اسی طرح اردو زبان میں عقائد و احکام کے بیان پر مشتمل جو کتابیں ہیں انھیں بھی اگر غیر اردو رسم الخط میں لکھنا ممنوع ٹھہرے تو لوگ بے شمار ضروری دینی باتوں سے بے خبر رہ جائیں گے یا اہل باطل کی غلط سلط کتابوں کو اپنا مرجع و ماخذ بنالیں گے۔

علاوہ ازیں ترجمے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ مراد اور مطلوب سے واقف ہو جائیں اور یہ بات حروف خاصہ کی بدلی ہوئی ادائگی سے بھی سیاق و سباق کی مدد سے حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی عالم زبانی طور پر اردو میں قرآن کا درس دیتا ہے تو اس کا تلفظ اردو کتابت کے مطابق نہیں ہوتا مثلاً ظاہر، طاہر، ضابطہ، ثمرہ، وغیرہ کا تلفظ خلاف کتابت ہوتا ہے مگر سمجھنے سمجھانے کا کام بخوبی ہو جاتا ہے۔

یہ امر صرف درس قرآن یا دینی گفتگو تک ہی محدود نہیں بلکہ اردو بول چال میں بھی حروف مشکلہ کا صحیح تلفظ یکسر متروک ہے یا تقریباً متروک ہے۔ اور اس کے باوجود سمجھنے سمجھانے کا عمل ۲۴ر گھنٹے جاری ہے۔ جب ایسے حروف کو بے رعایتِ مخرج بول کر فہم وافہام کا کام جاری ہے تو بول چال کے مطابق لکھ کر بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ یعنی دوسری زبان کے رسم الخط میں اردو تراجم یا کتب عقائد واحکام وغیرہ کو لکھا جائے تو قرائن وسیاق وسباق کی مدد سے ان کے فہم وافہام کا عمل انجام پذیر ہو سکتا ہے۔ البتہ جہاں کسی اشکال یا غلط فہمی کا اندیشہ ہو وہاں بریکٹ یا حاشیہ میں وضاحت کے ذریعہ غلطی سے بچایا جاسکتا ہے۔ اور چوں کہ ایک زبان کو دوسری زبان کے رسم الخط میں منتقل کیا جارہا ہے اس لیے بہتر ہے کہ ابتدا میں ایک چارٹ دے کر یہ واضح کر دیا جائے کہ اردو کے کون سے حروف کی جگہ ہندی یا گجراتی یا رومن کے کون سے حروف کو لیا گیا ہے۔ اگر کچھ اشارات وعلامات کا سہارا لیا گیا ہے تو اس چارٹ میں ان کی تفصیل بھی درج کر دی جائے۔ اس سے ان لوگوں کو تو زیادہ فائدہ نہ ہوگا جو اردو حروف ہجا سے یکسر نابلد ہیں مگر جو اردو سے آشنا ہیں یا بعد میں اردو سیکھ لیں، ان کے لیے آسانی ہوگی۔ اور آئندہ اس طرح کا کام کرنے والے اس چارٹ سے مدد بھی لے سکیں گے۔

اس تفصیل کی روشنی میں اردو تراجم قرآن اور دیگر کتب مفیدہ کو غیر اردو رسم الخط میں لکھنے کی اجازت پر فیصلہ ہوا۔

اس کے ساتھ ناشرین کو ہدایت کی جاتی ہے کہ حتی الامکان آسانی لانے اور غلط فہمی سے بچانے کی تدابیر ضرور عمل میں لائیں۔ اور عام مسلمانوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ عربی رسم الخط اور عربی حروف وکلمات اس حد تک ضرور سیکھیں کہ قرآن کریم صحیح پڑھ لیں، دیکھ کر بھی صحیح پڑھیں اور یاد کر کے بھی صحیح پڑھیں۔

پھر دین کی زیادہ تر معلومات چوں کہ اب اردو میں منتقل ہو چکی ہیں اس لیے ان علاقوں کے مسلمان دینی علم وفہم کے حصول کے لیے اردو زبان وتحریر کا علم بھی حاصل کریں اور اپنے عقائد واحکام سے بے خبر رہنا ہرگز گوارا نہ کریں۔

اشباہ ونظائر میں ایک ضمنی قاعدہ "درء المفاسد أولى من جلب المصالح" کے تحت ہے:

وَقَدْ تُرَاعَى الْمَصْلَحَةُ لِغَلَبَتِهَا عَلَى الْمَفْسَدَةِ.

[الأشباه والنظائر ج: ۱، ص: ۲۹۲]

واللہ تعالیٰ اعلم

اظہارِ مسرت

تاثراتِ علماے اہلِ سنت

مولانا جنید احمد مصباحی

حضرت مفتی عبدالرحیم اکبری صدر المدرسین جامعہ صدیقیہ، سوجا شریف، راجستھان

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجلسِ شرعی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ۲۳؍ ویں فقہی سیمینار کی کامیابی نہ صرف طلبہ و اساتذہ اور اراکین بلکہ تمام مندوبین و شرکا کے لیے صدہا خوشیوں کی باعث ہے، اس وقت بحمدہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت میں اشرفیہ کو وہ امتیازی شان حاصل ہے جس کی مثال کمیاب ہے۔

علامہ ارشد القادری نے افسوس کے ساتھ لکھا تھا کہ کاش اداروں کے ذمہ داران شعبۂ افتا کو ذیلی درجہ نہ دے کر مستقل شعبہ بناتے جس سے اہلِ سنت و جماعت کو بڑی قوت و طاقت ملتی۔ الحمدللہ مجلس شرعی آج اپنے فقہی سیمینار سے ان کی روح پر فتوح کو خوش کر رہی ہے، جس کے ذریعہ نہ صرف یہاں کے طلبہ و اساتذہ بلکہ پورے ملک کے علما کی تربیت کی جا رہی ہے۔

یہ ناچیز بانی جامعہ صدیقیہ سوجا شریف حضور پیر طریقت علامہ الحاج سید غلام حسین شاہ جیلانی مدظلہ العالی کے حکم سے تین سال سے سیمینار میں حاضری دے رہا ہے، سوجا شریف کے اساتذہ مقالات کے مواد جمع کرنے میں شامل رہتے ہیں، جس سے شوق و مطالعہ کو مہمیز لگتی ہے، جمود و تعطل ختم ہوتا ہے وہیں انھیں سیمینار کے فیصلوں کا شدت سے انتظار رہتا ہے، فیصلہ دیکھ کر اپنی اصلاح کرنے اور آئندہ احتیاط برتنے کے لیے مستعد ہوتے ہیں۔

بحث و تمحیص کے مابین دیکھا کہ کسی سے خطا بھی ہو جاتی ہے تو اس کی اصلاح اس طرح سے کر دی جاتی ہے کہ نہ تو اس کے دل کو ٹھیس پہنچتی ہے اور نہ ہی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آئندہ کے لیے اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔

جامعہ اشرفیہ کی تعلیم کی دھوم ہر جگہ مچی ہوئی ہے اور دیگر تمام ادارے مصباحی مدرسین رکھ کر فخر محسوس کرتے ہیں، مگر یہاں آکر دو سال سے دیکھا کہ نہ صرف تعلیم بلکہ تربیت پر بھی مکمل توجہ ہے۔ طلبہ کی پنج گانہ نماز کی پابندی اور ادب و احترام، شور و غل سے پرہیز، راہ چلتے ہر ایک کو سلام، ان امور نے اس احقر کو بے پناہ مسرور کیا اور اسے محض اور محض فیضان حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان سمجھا۔

اس تصور سے بھی لطف آتا ہے کہ الحمدللہ صدیقی و اکبری علما جنھوں نے خاندان لونی شریف سے فیض پایا، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کے شاگرد علامہ عبدالحق ذیشانی شاگرد ہیں اور مصباحی علما کو حضور حافظ ملت رحمہ اللہ تعالیٰ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے اور یہ دونوں بزرگ حضور صدر الشریعہ کے پروردہ ہیں۔ مولا تعالیٰ اس روحانی رشتے کو مزید بار آور کرے اور ترقی بخشے۔ آمین۔

آخر میں جامعہ کے طلبہ و اساتذہ خصوصاً حضور سرکار علامہ سید غلام حسین شاہ جیلانی کی جانب سے تمام اراکین، اساتذہ، طلبہ، مندوبین اور شرکا کو سلام عرض ہے۔ فقط والسلام

حضرت مفتی عبدالمنان کلیمی، مراد آباد

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا یہ فقہی سیمینار سیدی و مرشدی جلالۃ العلم حضور حافظ ملت کے خواب کی تعبیر ہے۔

میں اس موقع پر شارح بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی یاد کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کی کد و کاوش سے یہ سیمینار آج تک منعقد ہو رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت علامہ محمد احمد مصباحی فاضلِ جلیل حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی اور ان کے رفقا و احباب نے مل کر اس حسین خواب کی تعبیر کو قوم و ملت اور جماعت اہلِ سنت کے درمیان پیش کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کی اہم ضرورت تھی، جس کو مجلسِ شرعی کے پلیٹ فارم سے الجامعۃ الاشرفیہ پیش کر رہا ہے اور اس کی سرپرستی حضرت عزیز ملت قبلہ فرما رہے ہیں جو شاہ زادۂ حضور حافظ ملت اور الجامعۃ الاشرفیہ کے سربراہ ہیں۔ بلا شبہہ اس وقت وہ جماعت اہلِ سنت کی آبرو ہیں۔ ہماری طرف سے ان بزرگوں کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت و محبت پیش ہے اور جہاں اور لوگ اس محفل سے اکتساب فیض کر رہے ہیں، یہ ناچیز بھی اس سے اکتسابِ فیض کر رہا ہے۔ وما علینا الا البلاغ.

حضرت مولانا منظور احمد خاں عزیزی، سلطان پور

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الجامعۃ الاشرفیہ میں مجلس شرعی کا قیام جلالۃ العلم مرشدِ گرامی حضور حافظ ملت کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں ایسا صاحب زادہ اور سجادہ عطا فرمایا کہ ویسے تو بہت سے لوگ بڑے باپ کے بیٹے ہیں، لیکن عزیز ملت شاہ زادۂ حافظِ ملت لوگوں میں منفرد اور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے اقبال نے کہا تھا:

”یقیناً جو پسر باپ کی میراث کا صحیح مستحق ہوتا ہے، اس کے یہی اوصاف ہوتے ہیں۔“

حضرت مولانا فیض الحق اعظمی، صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد، مئو

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات علمائے کرام وطالبان علومِ نبوت، یہ فقہی سیمینار ہے جس کی بحثیں یہاں پر علمائے کرام سے سنیں اور طلبہ نے بھی ان کو بڑی دل چسپی کے ساتھ سماعت فرمایا۔ یہ صرف اس زمانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یہ ہر زمانے کی ضرورت ہے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہا کی ایک ٹیم بنا کر ہمیں یہ درس دیا کہ نوازل و حوادث یعنی نئے پیش آنے والے مسائل کے تعلق سے ہر دم اور ہر موقع پر سیمینار ہوا۔ قرآن مجید میں ہر خشک و تر کا علم موجود ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو بیان فرما دیا ہے، لیکن قرآن مجید سے اس کو نکالنا، احادیث سے اس کو اخذ کرنا اور فقہائے کرام نے اس سے جو استنباط کیا ہے اس اصول سے منطبق کرنا، یہ ہمارے اوپر لازم وضروری ہے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا: الحلال بین و الحرام بین و بینھما مشتبھات حلال ظاہر ہے، حرام ظاہر اور ان کے درمیان جو مشتبہ چیزیں ہیں ان کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ زمانہ ترقی کر رہا ہے، لوگ اپنے مفاد کے لیے طرح طرح کے کاروبار، طرح طرح کی مصنوعات مارکیٹ میں لا رہے ہیں۔ عوام اس کو حلال سمجھ کر بے دریغ اس میں پڑے چلے جا رہے ہیں۔ ہم علما پر یہ فرض ہے کہ ہم ان کو حلال و حرام بتائیں، اس میں کوتاہی یا جو بھی مسئلہ سامنے آئے، یہ نہیں کہ ہم اپنے گھر پر بیٹھے رہیں، کہ ہم تک آئے گا تو ہم دیکھیں گے۔ بلکہ امتِ مسلمہ کی صحیح خیر خواہی یہ ہے کہ ہم ہر نئے پیش آنے والے مسئلے کو دیکھیں اور پھر اس کو صحیح اصول و ضوابط سے منطبق کر کے اس کے حرام و حلال کو عوام الناس تک پہنچائیں، سرکار کو اپنی امت کی خیر خواہی سب سے زیادہ عزیز تھی۔

مجلسِ شرعی الجامعۃ الاشرفیہ کے تحت جو سیمینار ہو رہے ہیں ان کے ذریعہ امتِ مسلمہ کی صحیح رہ نمائی ہو رہی ہے اور بہت سے پیچیدہ مسائل حل ہو رہے ہیں، میں بھی اس سیمینار کی محفل میں علما کی بحثیں سن کر استفادہ کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دارین کی سعادتوں سے نوازے اور علمائے اہلِ سنت کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا نصیر احمد صاحب قبلہ مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات جامعہ اشرفیہ کا یہ تیئیسواں فقہی سیمینار ہے جس میں ہم اور آپ موجود ہیں۔ بہت پہلے سے ان سیمیناروں کے ذریعہ بہت اہم اور مشکل مسائل حل ہوتے ہیں اور اس سے ہم سب کو فائدہ ہوتا ہے اور عوام کو بھی اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے اس لیے ہماری دلی خواہش ہے کہ جامعہ اشرفیہ کا یہ فقہی سیمینار ہمیشہ اسی طرح منعقد ہوتا رہے اور آپ حضرات اس میں تشریف لائیں اور اپنے علمی شہ پاروں سے ہم سب کو مستفیض ہونے کا موقع عنایت فرمائیں۔۔ اللہ سب کو دارین کی سعادتوں سے شاد کام فرمائے۔

حضرت مولانا شمیم احمد قادری گھوسوی

اس سیمینار میں شریک ہو کر مجھ کو بڑی خوشی ہوئی اور یہاں کی گفتگو سے میں محظوظ ہوا۔ آپ حضرات بہت ہی قابلِ قدر ہیں اس لیے کہ وقت اور حالات کے تقاضے کے مطابق آپ حضرات تحقیق کر کے مسائل کا حل نکالتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔

اپنے طلبہ سے میں یہی امید رکھوں گا کہ وہ بھی آئندہ اس کے لیے تیار ہو جائیں۔

حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی، مہتمم دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، مئو

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ حبیبہ الکریم. اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء.

برادران اسلام، اکابر علما، عزیز طلبہ، اساتذہ، یہ کوئی کہنے کی بات نہیں ہے کہ اس فقہی سیمینار کی کیا اہمیت ہے۔ اس سے پوری قوم کو تو فائدہ پہنچتا ہی ہے، علمائے کرام اور طلبائے عظام کو جو فائدہ پہنچتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

کوئی کتنا ہی بڑا قابل ہو، جب ایسی محفلوں میں بیٹھتا ہے تو یقیناً اس کے سامنے نئے گوشے آتے ہیں۔
سال بھر کے مطالعے اور تحقیق میں جو باتیں سامنے نہیں آپاتیں ان سے کہیں زیادہ فوائد ان چند محفلوں میں حاصل ہو جاتے ہیں اور ان ہی سیمیناروں کے فیض سے ہم لوگوں کو بہتر سے بہتر جواب دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔
بہت سی باتیں جو گہرے مطالعے کے بعد حاصل ہوتی ہیں، یہاں بہت آسانی سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ نئے مسائل پر جو فیصلے ہوتے ہیں قوم اسے تسلیم کرتی ہے۔ کچھ لوگ تو ضدی اور ہٹ دھرم ہوتے ہیں وہ حرام و حلال کی تمیز سے بے پرواہوتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق عمل کرتے ہیں، لیکن کثیر تعداد اہلِ ایمان کی آج بھی ایسی ہے کہ ان فیصلوں سے ان کو خوشی ہوتی ہے اور وہ ان فیصلوں سے اپنے عمل کی اصلاح کرتے ہیں۔ گویا اصلاحِ معاشرہ کی یہ بہت بڑی کوشش ہے۔ ہمیں وقار، ادب، سنجیدگی کا دامن بہر حال تھامے رکھنا ہے چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کے فیوض و برکات سے ہمیں اور پوری قوم کو متمتع فرمائے۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العلمین

حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی بانی و مہتمم، دار القلم، دہلی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجلس شرعی مبارک پور کا یہ تیئیسواں فقہی سیمینار بحسن و خوبی انجام پذیر ہوا، متعدّد مسائل سہ روزہ سیمینار میں بحث و تحقیق کے بعد حل کیے گئے، اس کے لیے مجلس شرعی مبارک پور کے سرپرست، صدر، ناظم اور جملہ مندوبین کرام پوری ملت و جماعت کی طرف سے مستحق تبریک و مبارک باد ہیں۔
میرا وجدان کہہ رہا ہے کہ حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی روح مبارکہ مسرت سے سرشار ہو رہی ہوگی کہ میرا لگایا ہوا باغ پھل پھول رہا ہے اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی روح مبارکہ بھی خوشی سے جھوم رہی ہوگی کہ میں نے اپنے ایک شاگرد حافظ عبد العزیز کو جس خدمت کے لیے مامور کیا تھا وہ خدمت ہر لحاظ سے انجام دی جا رہی ہے اور فقہی اعتبار سے بھی میری وراثت یہاں کے فضلا اور علما اور ان کے ذریعہ سے دوسرے حضرات تک منتقل ہو رہی ہے۔ یہیں تک نہیں بلکہ امام ابو حنیفۂ ہند امام احمد رضا قادری بریلوی کی روح مبارکہ بھی خوش ہو رہی ہوگی کہ جو میرے جاننے ماننے والے اساتذہ و اکابر فقہ حنفی کی خدمت کر رہے ہیں اور میرا فقہی شاہکار اردو زبان میں فتاویٰ رضویہ اور عربی زبان میں جد الممتار جنھوں نے شائع کر کے دنیا میں عام کیا، انھوں نے اس کی صرف نشر و اشاعت ہی نہیں کی بلکہ دنیا کو اس کا مطلب بھی سمجھایا اور بتایا اور سمجھا رہے ہیں اور آگے نظر جاتی ہے تو سراج الامۃ کاشف الغمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی روح مبارکہ بھی مسرت سے سرشار ہوگی کہ میرے مدون اور مرتب کیے ہوئے فقہ حنفی کی کتنی عظیم خدمت انجام دی جا رہی ہے اور میں نے جو طریقہ وضع کیا تھا مسائل کے استنباط و استخراج کے سلسلے میں کہ اجتماعی طور پر بیٹھ کر کوئی فیصلہ لیا جائے وہ آج بھی زندہ ہے۔ آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ تقریباً چالیس تلامذۂ امام اعظم کسی مسئلہ کی تحقیق فرماتے تھے اور کسی نتیجے تک پہنچتے تھے۔
ہم مقلد ہیں اجتہاد تو نہیں کر سکتے، مگر تحقیق مسائل کی اجازت ہے تو تحقیق مسائل کا بھی کام اور خدمت یہاں انجام دی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں فتاویٰ رضویہ جلد اول میں اعلیٰ حضرت کا جو بہت جامع مانع رسالہ ہے اجلی الاعلام، میرا حسن ظن ہے کہ آپ سب نے اس کا مطالعہ کیا ہوگا، یا بیش تر نے اور اگر کوئی چھوٹ گیا ہو تو اگلے سیمینار تک باضابطہ اس کا مطالعہ کر لے گا۔
تحقیقِ احکام کے ساتھ ساتھ تبدیلیِ احکام کا بھی اس میں ذکر ہے، اصول فقہ کے طور پر، بے شمار مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ حالات وظروف کے اعتبار سے کسی حاجت و ضرورت اور تبدیلیِ علت کی وجہ سے ان کے احکام میں تبدیلی ہو جاتی ہے تو تحقیق مسائل ہو یا تبدیلیِ احکام و مسائل، یہ خدمت بھی انجام دی جا رہی ہے۔ اور یہ خدمات اصولِ فقہ حنفی اور فتاویٰ رضویہ کے مطابق ہیں، زیادہ گفتگو نہ کر کے میں ایک آخری بات کہوں گا کہ الحمد للہ یہ طلبہ جو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ سیمینار کی بحث و تحقیق کو سن رہے ہیں،، یہ اپنی زبانِ حال سے اپنے اس جذبے کا اظہار کر رہے ہیں کہ ان شاء اللہ آپ سب حضرات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم بھی اپنے آنے والے دور میں یہی خدمت انجام دیں گے یعنی صاف و صریح الفاظ میں کہا جائے تو یہ ہم آپ کو یقین دلا رہے ہیں کہ جو پرچم آپ حضرات نے اٹھایا ہے، ہم اسے جھکنے نہیں دیں گے اور جیسے جیسے آپ حضرات کی جگہ خالی ہوتی جائے گی ہم آپ کی جگہ پُر کرتے جائیں گے۔
اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

حضرت مولانا محمد ادریس بستوی، نائب ناظم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضور عزیز ملت اور یہاں تشریف فرما علمائے ملتِ اسلامیہ، یہ تیئیسواں فقہی سیمینار بحسن و خوبی انجام پذیر ہوا، شاید کچھ لوگوں کو اس کا احساس ہے

کہ جتنے نئے مسائل آپ حل کرتے ہیں ان سے کئی گنا زیادہ مسائل ہاتھ باندھے آپ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں بہت سارے مسائل آپ کے سامنے ہیں جن کا فقہی جواب آپ کو تلاش کرنا ہے، اس لیے جتنی بھی آپ نے کوشش کی اور مسائل حل کیے اس کے لیے آپ سب لائقِ مبارک باد ہیں، مگر ضرورت کا احساس کرتے ہوئے مسائل کا جو انبار اس وقت لگتا جا رہا ہے اسی کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ نے جو صلاحیتیں آپ حضرات کو عطا فرمائی ہیں، اگر ان کو بروئے کار لائیں تو سال میں جو مسائل آتے ہیں اور ماضی کے جو مسائل اب تک حل نہیں ہو سکے ہیں وہ بھی اللہ کے کرم سے حل ہو سکتے ہیں، اس لیے میری مودبانہ گذارش یہ ہے کہ آپ صرف تین دن نہیں بلکہ پورے سال ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ اور موقع ملے تو کبھی پورا دن ان مسائل پر غور کرتے رہیں، ان کو قلم بند کرتے رہیں تاکہ قوم کی رہ نمائی ہو سکے۔

الحمد للہ الجامعۃ الاشرفیہ کا ہر قدم پورے استحکام کے ساتھ اٹھتا ہے، اس کے جو شعبے ہیں وہ ترقی کی طرف گام زن ہیں اور اس کے فقہی سیمینار نے تو صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں دھوم مچا رکھی ہے۔ کیا آپ کے لیے یہ خوش آیند بات نہیں ہے کہ یہ فقہی سیمینار وسیع تر ہوتا جا رہا ہے تاکہ امتِ مسلمہ کی صحیح رہنمائی ہو سکے۔ یہاں کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے میں بھی تمام مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

مرشدِ طریقت حضرت عزیز ملت علامہ عبد الحفیظ عزیزی دام ظلہ، سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم　　　　السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

نہایت خوشی و مسرت کا موقع ہے کہ ۲۳؍واں فقہی سیمینار بڑی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ آپ حضرات کی تشریف آوری ہمارے لیے باعث مسرت ہے۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہماری دعوت قبول کی اور یہاں آکر ہمارے حوصلوں کو قوت بخشی۔

مل بیٹھ کر کوئی کام ہوتا ہے تو اس سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ یہ ہمارے بزرگوں کا بھی دستور رہا ہے۔ فقہی سیمینار جن مقاصد کے لیے بھی منعقد ہوتا ہے ان میں ہم لوگوں کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوتی ہے اور ان شاء اللہ ہوتی رہے گی۔

یہ کام آپ کے تعاون کے بغیر نہایت مشکل تھا، ہم اللہ کی بارگاہ میں ملتجی ہیں کہ اللہ آپ کے علم میں برکت عطا فرمائے اور جزائے خیر بھی دے۔

حالات حاضرہ کے تعلق سے آپ نے ہمارے صدر محترم سے سماعت کر ہی لیا ہے۔ اب اس کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج دنیا کے جو حالات ہیں ہم سے زیادہ آپ اخبار و رسائل وغیرہ کے ذریعہ پڑھتے اور دیکھتے رہتے ہیں۔ بہر حال ہمیں ان کا سامنا کرنا ہے اور اپنے اندرونی حالات کا بھی سامنا کرنا ہے۔

ہمیں مجلس شرعی کے اس کام کو آگے بڑھاتے رہنا ہے، جس کے لیے آپ حضرات کے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جس طرح آپ نے اب تک ہمارا ساتھ دیا ہے اسی طریقے سے آگے بھی ہمارے دوش بدوش رہ کر ہمارے حوصلوں کو بڑھاتے رہیں گے۔

بہت سے لوگوں کا ہمیں شکریہ بھی ادا کرنا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ خانقاہ حبیبیہ اسراریہ کا۔ ایک مرتبہ میں اس خانقاہ کے پروگرام میں گیا تھا ماشاء اللہ وہاں کے لوگ مخلص بھی ہیں اور مہمان نواز بھی۔ مولانا احمد رضا صاحب نے آئندہ خانقاہ حبیبیہ میں یہ سیمینار منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ سیمینار تو ان کے یہاں آئندہ کبھی ہوگا لیکن ان کا جزوی تعاون اس سال بھی شامل ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے کچھ مخلصین کا بھی کافی تعاون ہمارے ساتھ ہے بلکہ بقیہ جملہ اخراجات انھوں نے ہی برداشت کیے۔ گذشتہ سال بھی ان کا تعاون تھا اور اس سال بھی ان کا تعاون ہے۔ آپ حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ ان کو نظر بد سے بچائے اور اللہ عزوجل ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد احمد مصباحی اور حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب یہ دونوں حضرات ہی اس مجلس کو لے کر چل رہے ہیں۔ ہم تو ان کی اتباع اور پیروی میں لگے ہیں۔ یہ حضرات جیسا کہہ دیتے ہیں ہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہم نے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے کہا تھا کہ حضرت ہمارے شارح بخاری کو سمجھائیں کہ یہ سیمینار کے لیے تیار ہوں۔ ہم سے جو کچھ انتظام ہو سکے گا کریں گے۔ آج ماشاء اللہ آپ کی دعاؤں سے یہ سیمینار ترقی کی جانب گامزن ہے۔

میں ایک بار پھر آپ حضرات کا شکر گذار ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ کہ اگر سفر میں کسی طرح کی کوئی پریشانی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں۔ یقیناً سفر میں بہت تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ ہم بھی سفر کرتے ہیں، جانتے ہیں۔ مگر آپ سے معافی کے امیدوار ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق خیر سے نوازے۔ آمین ❋❋